

شیعہ کتب "البلاغ امین" وغیرہ کا مُسکت جواب

سبائی سبزیاب

تألیف

عزمِ احمد صدیقی

ناصی بھائیوں اور رکھیٹ مسلمانوں کے مطالعے کیلئے

طبع اول ایک ہزار

قیمت صرف دو روپیہ پچیس پیسے۔

مولف

عمر احمد صیدیقی

ناشر

۱۶ ناظم آبلاغ بھے کراچی

مطبوعہ

باب الاسلام پریس کراچی

تفصیل

ایک ہزار

کتب استفاده

۱. بوئر اب جلد اول دوم علامہ جزايری مطبوعہ ادارہ آم الحد ناہجور
۲. الملاع المحبین حصہ اول و دوم آغا محمد سلطان مرزاد چوی مطبوعہ ناہجور
۳. مسوی دور خلافت محمد باقر کلخوہ بہار سطیوت دائرہ تحقیق کرایی
۴. زاد الصالحین آنحضرت مولوی سید سید حقیقی مطبوعہ ابوالفضل شریعت نہجتو
۵. قرآن السعدین مولوی عالیہ حسین سہار پوری مطبوعہ دینی
۶. اصلاح انسونوم پکام المقصود مولوی سید محمد تقی بن پوری مطبوعہ لکھنؤ
۷. اخلاق المحسوبین علامہ سید احمد حسین کاظمی ادارہ معارف اسلام ناہجور
۸. تحفة العوام مقبول مولوی سید نجم الحسن کرازوی مطبوعہ ناہجور
۹. مجال الشیعہ مولانا سید کلب حسین مطبوعہ ناہجور
۱۰. تغایید الشیعہ مولیانا سید ظفر حسن مطبوعہ کرایی
۱۱. کنز المطابعین سید برات علی شاہ گوش فشیں مطبوعہ ناہجور
۱۲. مناقب مرتضوی چدیر شواہ الصادقین جواب مولوی سید علامہ عباس شاہی لامزادر
۱۳. شواہ الصادقین جواب فرضی مولوی سید احمد رضا (اصحی نام تحقیق) ناہجور
۱۴. رسائل معراجیہ مولوی سید حشمت علی مطبوعہ ناہجور
۱۵. در عظیمہ شمس النضیحی علامہ سید علی جابری
۱۶. حواب فرضی مولوی شیخ احمد رضا (اصحی نام تحقیق) لکھنؤ
۱۷. گنج معقل سید مجذوب طفر علی خاں رئیس یافا
۱۸. میمن حق علی مولوی مرتضی انصاری
۱۹. شیخ پکوں کی نماز مولوی فیاض علی مطبوعہ کراچی
۲۰. تفریح الشیعہ سید محمد صبغ حسن للہ عزیز
۲۱. قیہ و قبور سید علی نقی نقی
۲۲. دعائے سباب سید رضا زاده دکن
۲۳. بیت ریت سید احمد حسین ترمذی
۲۴. تاریخ الاسلام امیر علی لاهور
۲۵. تاریخ ملت عوی حسی ترجمہ یاشی کراچی
۲۶. مستوفی ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی و نذیر احمد دہلوی دغیرہ

فہرست مصنایں

صفحہ	مصنوں	صفحہ	مصنوں
۳۰	ہمارا قرآن ایک ہے	۷	انتساب
۳۱	قرآن پر شیعہ عقاید	۸	وجہ تالیف
۳۲	قرآن کیسے اُترتا	۹	سبائی کی پیشمنظر
۳۳	تحريف قرآن کا اعتراض	۲۲	ذہبی پر رہ پوشی
۳۴	جمع قرآن پر سفہہ	۲۲	سبائی دروغ گوئی
۳۵	کتابت دھی اور جمع قرآن پر اعتراضات	۲۷	سبائی ذہبی ایک شیعہ کی نظریں
۵۰	ایام جالمیت اور قرآن	۲۸	ہمارا خدا ایک ہے
۵۱	مکتوب بنوی	۲۸	شیعہ اصول دین
۵۲	تلادتِ قرآن کا مفحوم	۲۸	سُنّت اساس دین
۵۴	شیعہ ذہبی کی دوسری جڑ عمل	۲۹	شیعہ ذہبی کی پہلی جڑ۔ توحید
۴۰	ہمارا رسول ایک ہے	۳۰	وجود باری تعالیٰ میں شبھات
۴۰	شیعہ ذہبی کی تسری جڑ۔ نبوت	۳۰	خدکے عالم الغیب ہونے سے اکار
۴۰	نبوت پر شیعہ عقائد	۳۲	بیدار باری تعالیٰ سے انکار
۶۵	شانِ نبوت میں شیعہ احادیث	۳۳	شرک کا جواز
۶۶	معراجِ رسول اُم اور اذان	۳۳	شیعوں کا دسیلہ نجات
۶۷	معراجِ رسول پر روحی مہماں	۳۵	شید خدا اور رسول خدا کا حال
۶۸	معراج کی شیعہ تعریف	۳۵	جدالت درین سبائی شیعہ توہین
۶۹	رسول اللہ مکار الموت کو دیکھ کر دیکھ	۷۱	کلریبیہ میں اختلافات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۳	در بار خلافت حضرت علی کی حاضری	۷۱	رسول اللہ کو علی کی ولایت پرست نہ تھی
۱۱۴	حضرت کی وفات اور دفن میں اختلاف نور محمدی کا بیوارہ	۷۲	
۱۱۵	حضرت علی سُنت شریعت کی نظر میں	۷۳	پیدائش نور کی ضرورت گیوں پڑی
۱۱۶	امام حوم حضرت حسنؑ	۷۴	اہل بیت رسول کوں تھے۔
۱۱۷	امام حسنؑ معاویہؓ کو شیعوں سے بہتر بنتھے تھے	۷۵	رسول اللہ کی شادیوں پر احترامات
۱۱۸	امام حسنؑ کی خانگی زندگی	۷۶	رسول اللہ کی وصیت
۱۱۹	وفات امام حسنؑ	۷۷	حضرت قاطمہ زہرا پر افترا
۱۲۰	امام سوم حضرت جبیرؓ	۷۸	کینیت اُم ایحلک کے اسرار
۱۲۱	ایک غلط بیانی کی تردید	۷۹	ام ابیها کا دوسرا ثبوت
۱۲۲	باقي نو امام	۸۰	شیعہ مذہب کی چوتھی جزو امامت
۱۲۳	امام آخر الزیان یا امام غائب	۸۱	امامت کے عقیدے
۱۲۴	بارھوں امام کی پیدائش	۸۲	امام اول حضرت علی
۱۲۵	امام جہدی کیوں آ رہے ہیں	۸۳	حضرت علی شیعہ آئینے میں
۱۲۶	امام جہدی سینوں کے سانحہ کیا کریں گے	۸۴	حضرت علی کی عمر کا جھکڑا
۱۲۷	امام جہدی کہاں ظہور فرمائیں گے	۸۵	حضرت علی دزیر رسول کیسے پئے
۱۲۸	شیعہ سب کہاں جمع ہوں گے	۸۶	حضرت علی کے اجداد مسلمان تھے
۱۲۹	امام جہدی پھر کہاں جائیں گے	۸۷	حضرت علی کی والدہ اور بیت پرستی
۱۳۰	امام جہدی کی دعائیں	۸۸	حضرت علی کی خانہ کبھی سے مجت
۱۳۱	استناد دعائے سب اس	۸۹	شیعہ شامل مرتضوی
۱۳۲	شیعہ مذہب کی پانچویں جزو قیامت	۹۰	حضرت علی کا علمی معیار
۱۳۳	ارکان دین اور فروع دین کافر ن	۹۱	حضرت علی کا فقیہ عبور
۱۳۴	شیعہ مذہب کی بیلی شاخ	۹۲	حضرت علی پر حیثیت مدعی
۱۳۵	درود شریف	۹۳	حضرت علی کے فیصلے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۲	تیقیہ کیوں ضروری ہے	۱۳۷	در دین تشریف میں فرق
۱۴۳	رسول اللہ نے تیقیہ کس طرح کیا	۱۳۸	پیغمبر، در دین تشریف کے فضائل
۱۴۸	حضرت علیؑ کا تدقیق	۱۳۹	شیعہ، مدحیب، گزارز سرتی شانست - روزہ
۱۴۹	اماموں کے تدقیق کا حال	۱۴۰	شیعہ، زہب کا تیرمیزی شاخ - حج
۱۴۷	امام غیر موسیٰ کی نماز کس طرح پڑھاتے	۱۴۱	زیارت امامت کے دخانی
۱۴۸	گلزار تبریز	۱۴۲	نکرستے حج لئے تذکرہ
۱۴۹	تبریز کی فقیہی تعریف	۱۴۳	ڈیگر وسائل حج
۱۵۰	تبریز کا حکم رسول اللہ نے دیا ہے	۱۴۴	شیعہ مدحیب کی چونھی شاخ - زکوہ
۱۵۰	تبریز کی اکیا ہے	۱۴۵	شیعہ مدحیب کی پانچویں شاخ - جہاد
۱۵۰	تبریز کب اور کہاں بوقتی ہے	۱۴۶	شیعہ مدحیب کی پانچھی شاخ - حسن
۱۵۰	تبریز کا حکم اماموں نے دیا ہے	۱۴۷	شیعہ مدحیب کی صالحون شاخ امر المعرف
۱۵۱	تبریزی اشارے	۱۴۸	اصدیں کی شیعہ تعریف
۱۵۲	مصری کتابیں جلا فی کا پستان	۱۴۹	سکن جہاڑے کی شرکت
۱۵۳	ام نہادین حضرت عائشہ کا مدن	۱۵۰	شیعہ مدحیب کی آٹھویں شاخ ہنی عن انکر
۱۵۴	تبریزی دعا بائیں	۱۵۱	بد نکتہ سے روکنا
۱۵۵	دعائے صحنی قریش	۱۵۲	ددبری چند بد تیزیں
۱۵۶	با غ منع	۱۵۳	شیعہ مدحیب کی نوبی شلغہ تو لا
۱۵۷	معنے کے فقیہی مسائل	۱۵۴	رسوانِ الشتر بر مظالم
۱۵۸	معنے دوریت	۱۵۵	حضرت علیؑ پر مظلوم
۱۵۹	معنے کے فضائل	۱۵۶	اماموں کی زندگی پر اعتمادات
۱۶۰	فلسفہ منع	۱۵۷	حضرت بنی ناطق بر مظلوم
۱۶۱	معنے کے طبقی فواید	۱۵۸	بسقط حسن
۱۶۲	حضرت علیؑ کے معنے کا قصہ	۱۵۹	شیعہ مدحیب کی دسویں شاخ - تدقیق
۱۶۳	حضرت ایک بنت جناب حسین کا انتہ	۱۶۰	تقویہ جھوٹے نہیں ہے
۱۶۴	حرف آخر	۱۶۱	تدقیق کے موافق

امتحان

وَاللَّذِينَ جَاءَهُدْ وَفِيَنَ الْهُدَىٰ يَنْهَا مُسْبِطَا

یعنی جن لوگوں نے دیں کے کام ہیں کو سترت کی ہم ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ ملت اسلام پر حب صحی ادیار کے چادری منڈیاٹے اللہ تعالیٰ نے کرنی ہادی و رہنمای بیجید یا حس نے مذہبی اجارہ داروں اور ایمان فروشوں کی مخالفت کے باوجود اپنی خدمات سزا بخاں دیں۔ ہند دیا کرتا تھا کہ تاریخ ہیں مجدد الغثائل شیخ احمد شہبیڈ سر سید احمد خاں۔ مولانا حامی۔ شبیلی نعمانی۔ محسن الملک۔ ڈاکٹر اقبال۔ حقی کہ قائد اعظم محمد علی جناح بھی ملاؤں سے کفر و المحادد کے فتوؤں سے غفوظ نزدہ کے خود مولیٰ نہ عالی اُن کا رونارو گئے ہیں۔

کہنا فقیہ کا مومنوں کو پلے دین سنتے سنتے یہ بیوگیا ہم کو اتنی

مومن سے ضرور ہو گا مر قدریں اُن تکفیری کی تھی فقیہ کے نہیں

جب بے لوث اور پچے خارم و رہتا کے لئے نام نہیا دمولویوں کی مختلفت ناگزیر ہو اور ان کا فتوئے کفر اعتراف خدمت کا صفات ہو تو جو کام خلوص نیت سے کرنا ہے جسے کر گزرنا چاہیئے۔

مرد خ اسلام جناب ٹھوڑا احمد صاحب عباسی نے تاریخ اسلام کے وقایات سے لذب و زلف اکلم گر و صادن کر کے ملت اسلام کی جو خدمت تھی ہے۔ وہ قوم نے آج بھی مان لی ہے اور رہنمی دنباس تک ماننی رہے گی۔

میں اپنی اس حیر نالیف کو اُن سے منوب کرنے کی جدالت کرتا ہوں۔ قبیل فرماں تو زہے نصیب۔

بندہ گنہ گار، غیر صد لقی

۱۶۔ ناظم آباد۔ بے را، کراچی

مودودی یکم جولائی ۱۹۷۴ء

وچہ تالیف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نووارا تلخ ترمیز ن چو دوق نفعہ کم بینی
حدی راتیز تر بخوان چوں محل راگرا بینی

عجائب صاحب کی کتاب خلافت معاویہ و زید پھی تو سب ایوں کے گھوڑیں
میں صفت ماتھ پچھی گئی۔ اور یہ ہوتا بھی چاہئے تھا۔ اُن کا بھانڈا پھوٹا تھا تھیہ اور جھوٹے
کے فلک یوس محل جو تیرہ سو سال کی اندر گراونڈ کوششوں سے سبائی فتحہ کالم لئے
بنائکر کھڑے کئے تھے دھڑ دھڑا کر اُن کے قدموں میں آگئے تھے۔ مگر اس آہ و واو بالا
میں ایک کریمہ آذار سب سے اوپری تھی جیسے خول غزال میں لگھ کر حمار رینگنے لگے
یہ ایک نام ہندوسمی ملا تھا۔ خیال ہوا کہ شاید اُس نے کچھ تحقیق کی ہو اور اس نتیجے پر پہنچا یہ
کہ عجائب صاحب نے یہ زید و معاویہ کی تعریف کر کے زیادتی کی ہے۔

مگر یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ یہ سئی طاپڑھا لکھا بہت کم ہے۔ غافیت مخفی
اُس کا پیش ہے۔ جو چند روائتوں کو میاد کر کے میاد و مجالس میں بیان کر دیے گئے
معاش کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اس کے اخبار دیسان کی تائید میں کسی تحریری مواد کی اُمید
رکھنا افضل ہے۔

محبور انداش کے لئے نکالی یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ اصل کتاب تو سرکار نے
ضبط فرمائی ہے مگر اس کے جوابات سے بازار پٹاپڑا ہے۔ اُن میں سے دو کتابیں خردیں
بھلی تواریخ المعاویہ چہے کسی گوتیا صاحب نے شاید جلدی میں اپنے خاندانی پوتحی سے
نقل کر کے شائع فرمادیا ہے۔ اور دوسری اُموی در خلافت "از محمد باقر" میں جسے ادارہ
تیجتن کر ایجی کے مفروضہ ناشروں نے شائع کرایا ہے۔ ان دونوں ناپاک کتابوں سے

کسی ذی شعور انسان کی معلومات یہں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ پڑھنے والے کو جوس ہوتا ہے کوئی آسے قید خانے میں بند کر کے غلامت صاف کرنے پر تعینات کر دیا گیا ہے جو ورق اللہ ایک پھادڑا ہے جس کی ہر ضرب زیادہ سے زیادہ غلامت بخال کرنا من رکھدی ہے عفو نت سے دماغ پچھتے لگتا ہے اور کراہت سے اعصاب میں کھینچا اپنیا ہو جاتا ہے۔ البتہ اتنا فائدہ ہزروں ہوا کہ عباسی صاحب کے موقف کی دل میں وقعت بڑھ گئی اور تھین واثق ہو گیا کہ انہوں نے صحابہ کرام کے صحیح حالات پیش کئے ہیں اور یہ بات سبائی مشن کے لئے ناقابل برداشت ہے جو صحابہ رسول کا دشمن ہے۔ جب وہ ابو بکر و عمر حنوان اللہ علیہم کو نہیں چھوڑتے تو معادیہ ویزید رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

چنانچہ شوق پیدا ہوا کہ اس مذہب کا حال معلوم کیا جائے جو باقی اسلام کے ساتھی والذین معہ بیعنی اصحابیہ کرام کی تعریف برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنے شیعہ دوستوں سے ان کی مذہبی کتابیں مانگیں تو پیری چبرت کی انہما نہ رہی جب معلوم ہوا کہ مذہبی کتابیں رکھنے اور پڑھنے کی ایخس ضرورت نہیں ہوتی، ان کی مذہبی تعلیم بچپن میں سینہ پر سینہ منتقل کردی جاتی ہے۔ پھر سالانہ جماليں میں مجتہد صاحبان ضروری معلومات سے (جو بہت مختصر ہوتی ہیں) ان کا ایمان تازہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اور اس سے زیادہ ایک شعبہ کسلے کچھ جانشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ یعنی ہندو چیخاروں کی طرح اسی مذہب کی اجراء داری بھی صرف مجتہدوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ حد کچھ جانشی میں اور عوام کچھ انہیں جانتے ہیں جو وہ بتا دیتے ہیں۔

انہیوں صدی میں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ ہندو قوم پیاریوں اور پنڈتوں کا وقار ختم کر کے رگ و دید اور احمد دید کے ترجمے پڑھنے لگی ہے جو ایک مردہ زبان میں تھے اور معدوم ہو چکے تھے مگر مسلمانوں میں اب بھی ایک ایسا گردہ موجود ہے جو اپنے زندہ دلوفانی قرآن سے ناپلرہبے۔ بلکہ اس کی تفہیم و تعلیم کا منکر ہے۔ اس سے احکام اخذ کرنے اور بیان حاصل کرنے کے بجائے مجتہدوں اور ذاکر دل کی ہلکی و سفہہ اتاؤلوں پر آنکھ بند کر کے ایمان لائے ہوئے ہے۔ کچھ اور جھوٹ میں انتیاز کرنے اور پرکھنے سے یکسر محدود رہے۔

دنیا کے تمام مذاہب اپنے مبلغوں کو بلا منفعت دائرت اشاعت دین کی پایمیت کرتے ہیں اور سلیمان کو عام اور آسان کرنے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں۔ عیالی اپنی مطبوعات صفت بانٹنے پر ہوتے ہیں مسلمان چھوٹے چھوٹے رسائے اپنے مذہب سے متعلق دو دو چار چار آنے میں گلیوں اور سڑکوں پر نہیں ہیں۔ مگر ہمارے یہ ہر یا ان اپنے آبائی مذہب سے کچھ ایسے تحریک و تبلیغ اور جمیور ہیں کہ سزا عام خود کو شیوخ طاہر کرتے بھی جھینکتے ہیں مذہب کا پر یا رتو بڑی بات ہے۔

اسلام کتنا ہے ॥ لے یعنی بروخا حکام تم پر تھارے پر درود کار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر تم نے اس اذکیرا تو بخواجائے تھا کہ تم نے اپنا فرض ادا نہیں کیا ہے۔ کافر ہوں سے نہ درود اسٹھیں اُن کے نزد سے محفوظ رکھئے گا ॥

(المائدہ ٤٠)

مگر ان کے ناموں نے ان کو اشاعت دین سے منع فرمادیا ہے چنانچہ ان کے امام جعفر (صادرق) سے حدیث موقول ہے۔ فرمایا:-

یا سُلِیْمَانَ تَكُمُ عَلَیَّ دِيْنُ هُنَّ كَمَّ
لِيْلَیْ اَبَى جَانِیْ سِلِیْمَانَ تَمَّ اَبَى دِيْنَ بَرَ ہُوكَ
اعزَّلَ اللَّهَ وَمَنْ اَذْعَاهُ اَذْلَلَ اللَّهَ
جو اس کو پھیپھائے تھا اللہ اس کو وون دے گا
اور جو اس کو ظاہر کرے تھا اللہ اس کو ذلیل
کرے گا۔

شیخہ مذہب کے بارے میں سننا تھا کہ امامت اور خلافت کے جھگڑے میں وہ سزا و حکم کے بھی مسلمانوں کے اکابر دین کی شان میں در پیدا دہنی اور گستاخی سے پیش آئنے ہیں۔ اور وہ عقاید کچھ ایسے مکروہ ہیں کہ ان کا پھیپھا رہنا ہی بہتر ہے۔ اور بات بھی معقول ہی۔ ایسی باتیں الحکمر شائع کر دیتا جن سے اکثر بات کو ٹھیک کرنے لگے شرافت سے بعید ہے۔

لیکن یہ نیال ناط نکلا۔ کسی کتب فروش کی درکان پر رجایہ اور مذہب انقاوشی کا فریضہ مانگتے۔ صد اکابر ہیں نکال کر دھیر کر دے گا۔ اور یہ سب اسلامی حکمت خداداد پاکستان کے اندر سے جنے سے مسلمانوں نے اسلامی معاشرے کے احیا کے لئے حاصل کیا۔
یہاں البدر غ المبینؑ کی دو دو جلدیں ہزار ہزار صفحوں کی بھی جاتی ہیں اور تیری ہزار

ذلیل ہو کر کب جاتی ہیں جس کا ایک لفظ اسلام اور بانیان اسلام کے خلاف بتعادت۔
کافر ہے "کنز المطاعن" پچھا ہے جو اپنے نام سے جماعت کی بو دے رہی ہے "تفیر الحشید"
پچھا بی جاتی ہے جس میں مسلمانوں کے بزرگوں کا مناق اڑایا جاتا ہے۔ "عفاید الشید" نگ
اسلام معتقدات پیش کرتی ہے۔ اور ایسی ہی سیکھوں کتابیں شیعہ ادارے (جن
میں سے اکثر اپنا نام بھی دھوکا دیتے کے لئے ایسے رکھتے ہیں جن سے شبہ نہ ہو سکے جیسے
ادارہ معاشرت اسلام۔ ادارہ علوم آل محمد۔ ادارہ تحقیق وغیرہ دیگروں) بازار دک میں
بیچ رہے اور یہ دینی پھیلا رہے ہیں۔ مگر نہ کوئی ملایا مولوی اُٹھی آٹھاتا ہے نہ حکومت
اعراض کرتی ہے نہ عوام کو شدم آتی ہے۔

ہمارے نام ہباد پادیاں قوم حکومت سے لیتے مرتے ہیں۔ عائیلی قوانین پر مشور
چکار ہے ہیں۔ عید بقر عید کے چاند دیکھتے پر جھکڑتے ہیں اور اسلام کو خطے ہیں ڈال دیتے
ہیں۔ مگر بابائی فتنہ پر زبان نہیں کھولتے جو مسلمانوں کے خدا اور رسول پر۔
پھبھیاں کستے ہیں۔ رسول کی تین صاحزادیوں کے نب پر طعن کرتے ہیں انھیں دوسروں
کی بھیاں بناتے ہیں اللہ تعالیٰ تو رسول کی بھیوں کو بناتے بصنعت جمع فرماتا ہے یعنی کم
سے کم تین اور حقیقت میں چار۔ خلفاء و صحابہ رسول پر لعنت پہنچتے ہیں۔ عام مسلمانوں
پر ملائیں کر لے اور ان کے پاپ دادا کو گالیاں دیتے ہیں۔ اسلام کو رسوا اور عوام
کو مگراہ کرتے ہیں۔ ان بالوں سے ان کے جذبات کیا مجروح نہیں ہوتے۔ مگر تاریخ کے
حوالوں سے حضرت معاویہ کو جھینیں رسول نے کاتب وحی مقرر فرمایا تھا امیر المؤمنین
کہدیا جائے تو چرا غیبا ہو جاتے ہیں اور امیر المؤمنین یزید کی مدافعت و تعلیف کر دی
جائے تو ماتم دشیوں بیسا ہو جاتا ہے جتنی کہ حکومت پر زور دال کر اس کتاب کو
ضبط کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ کیا محض ایک اقلیت کی (حوالہ مسلم آبادی کی
اٹھ فیصد ہے) دلداری میں ہو رہا ہے۔ اور گیا اقلیت کو کھلی پھیل دے دی گئی ہے کہ
جو چاہے لکھے اور جس طرح چاہے اُس کا پر چار کرے۔

ہمارے علماء کو نہم جو بیشتر قرآنی کی تھالوں اور فاتحہ کے پلا پر ایصال
ثواب کر کے دستار فضیلت حاصل کر لیتے ہیں اور خود کو خلاصہ فوجدار سمجھنے لگتے ہیں۔
کہیں کوئی نئی بات سن پاتے ہیں جو یتمم خانے کے اول میں (جہاں آپ نے تعلیم پائی ہے)

نہ دیکھی تھی نہ سُنی تو ناک بھوں جرٹھا کر کاٹنے دوڑتے ہیں، بدعت برتر ک، کفر اور ناصیحت کے فتوے دینے لگتے ہیں۔ بیچارے سوری کے کیروں پاتا لایب کے میڈکوں کی طرح باہر کی دنیا سے بے خبر کونے کو نہ ریکٹے پھرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہفت ایکم سر کر کر آئے ہیں۔ ان کو کون بھکارے کہ علم اپنے میتم خالوں اور غانقا ہوں کی چار دیواری سے بھل چکا ہے اُسے میلا دشیریت اور حجاس علا کے مواعظ میں محدود نہیں رکھا جا سکتا۔ حقیقتی کاموں پر دھوول جھوٹنے اور شور جھانٹنے سے ان کی افادت ختم نہیں ہو سکتی۔ ذی علم اور ذی شعور دنیا کو ان کی ضرورت ہے۔ اور وہ اُسے حاصل کر کے رہے گی۔ ایک کتب کے صبط ہو جانے سے حقیقت معدوم نہ ہو جائیں۔ اُس کا مضمون لوگوں کے دل و دماغ میں پیروست ہو چکا ہے اور اب وہ سینہ پر سینہ منتقل ہوتا اور پھلتا رہے گا۔ خود انہوں نے اعلان فرماتا ہے کہ حج کے سامنے بھوٹ نہیں ملک سکتا۔

چنانچہ ایک ایسے ہی ملابجی جو غالباً اپنے پیرسٹ کی کاد بazar کی وجہ سے ایک رسالہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ بجا ہے دینی اور علمی مصائب میں لمحنے کے نکتہ چیزیں اور تنقید کو ذریعہ کا میاہی بھج کر بھی ہائیسلی قوانین کی دھمکیاں اُڑاتے ہیں۔ کبھی مشرپ و بزرگی تکفیر پر غلبیں بھائے ہیں اور کبھی ناصیحت اور تحقیق پر غُرّاتے ہیں کے معلوم ان نہاد کا صلہ انہیں کہاں سے ل رہا ہے اور کون ان کا سر پست بن گیا ہے۔ اپ کو غم ہے کہ مستشرقین کی کتابوں سے استفادہ کر کے مسلمانوں کی نظر بس خیرہ ہو چکی ہیں اور وہ ایسے مذہبی اجارتہ داروں کی تحقیق کی پرداہ نہیں کرتے ہیں۔

اس بیچارے ملک کو کون بتتا ہے کہ تمہارا سرمایہ حیات اور عہداری تحقیق تو محض دہ خرافات ہے جو بخرا اور کوشکے نہ دخانوں میں خاص مقاصد سے تیار کی گئی تھی جس دشمن کی کو ہڑھایا تو خدا کا اداری خدا کا بھیٹا بنا دیا اور گرایا تو سیطان سے بھی بدتر بنا کر پہنچ کیا۔ پھر آپ اور آپ کے اسلام اس کو سیتوں سے لگائے چھپائے پھرتے رہے تاکہ آپ کی مذہبی اجارتہ داری قائم رہے۔ محروم کے حلوب اور حب کے کونڈے چلتے رہیں اور آپ کا پیٹ پلدا رہے۔

مشترقین کا یہ شکر پر احسان ہے جھوٹ نے آپ کے اُسی دخیرہ خرافات یعنی طبری کی تاریخ اور یعنی و مسعودی کی کتابوں سے پکھ جواہر یعنی چُن کرف اہم

کر دینے ہیں جن سے مسلمان کا بھکا ہوا سر پھرا کیک بار اٹھنے کے قابل ہو سکتے ہے۔ دنہن آپ کی تاریخ جس میں خلافت کے لئے صحابہ ایک دوسرے سے دست و گریاں دکھائے گئے ہیں ہر غیور مسلمان کے لئے شرمناک اور اندوہنناک ہے۔ آپ کہتے ہیں پہلی صدی ہجری کے پچھے اور دل لگتے حالات لکھ دینا ظلم ہے۔ معاویہ اور نبی امیر کے وہ احسانات جو ملت اسلام پر انہوں نے کئے یعنی افریقہ اور ایشیا کے کرنے کوئے میں اندکا کبر کے بغیر لگادیے۔ ان کے وہ کارنامے گتوں اور آن پناز کرنا میعوب ہے اس سے آپ کے مقاد کو نقصان پہنچا ہے۔ یعنی مجاسس مائم حسین کے معاوضے اور اجرت جو آپ کو ملا کرتے ہیں بسند ہو جائے کا خطرہ ہے، اس نئے مسلمانوں کو اُن سے واقف ہونا مناسب نہیں۔ تو بتائیے کہ آپ کے پیٹ پالنے کے لئے اسلام کو اس طرح ذیل رکھنا کب تک برداشت کیا جائے جس پر مصر اور ترکی کے ملابس پہنچے جا چکے ہیں۔

میں اپنی بے رضاعتی اور کم علی کے باوجود اُسی پچھے ہوئے لڑپھر کو منظر عام پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں جو ان مذہبی احادیتے داروں کا سر بائیہ حیات ہے جن سے جاہل مسلمان اپنے اتفاقادات اخذ کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ صباۓ شرارتوں کا اصل مُدعا کیا ہوتا ہے۔ وہ مجلسوں میں جا کر بیٹھتے ہیں اور نہستہ میں کہ قرآن (معاذ اللہ) گوئی، بہری، اندھی کتاب ہے جو ہر کس و ناکس کی بیجھ سے بیعد ہے مگر حضرت علی اور حضرت جسین چلتا ہوتا اور پولتا قرآن تھے۔ پھر مسجدوں میں آکر کہتے گلتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام سمجھنا انسان کے میں کی بات نہیں اس لئے اسے بھائی مسلمانوں! اپنی بخات کے نئے اگر علی اور حسین نہیں تو کوئی مرشد کامل تلاش کر لی۔ کسی کو پیر بنا لو کسی سے بیعت کر لو کہ تمہارے لئے بہت کا الٹنٹ کروادے۔ قرآن پڑھتے اور سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ بغیر یادی اور مرشد کے راہ بخات نہ ملتی کرنا ناممکن ہے۔ گویا قرآن میں رشد و پداشت کی صلاحیت ان پہشہ دنوں کے نزدیک باقی نہیں رہی ہے۔

پہلی پیشہ گتاب جو میرے باخدا آئی ہے علامہ جزا ایری مفتی سید طیب آغا نمولی مفتی محمدناصر امام الجماعت جامع حائری لاہور کی تکمیلی پڑی ابوتراب تھی۔

اسے ادارہ علوم آں محدثا ہوئے شائع کیا ہے۔ بڑی دیدہ زیب۔ بڑی خوبصورت
چھوٹی سی کتاب گردپوشیں لیتی ہوتی۔ کہ آیا اور پڑھنے بیٹھا تو شدراہ گیا۔ یہ کہ
مسلمان کی بھی ہوتی کتاب ہے یا کسی پندتیا سکھتے بیان اسلام کا مضمون؟ رانے کے
کسی مسلمان کے نام سے چھپوادی ہے۔ کتاب بند کر دی۔ اعصاب دیں جیجان پیدا ہو گیا تھا
غم و غصہ سے جی چاہتا تھا اکھا کرتا ہیں پھینک دیں۔ مگر سوچا کہ میں اسے عام مسلمانوں کی
سمجھانے کی ضرورت ہے تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ ہماری یہ اقلیت اسلامی معاشرے
میں کس طرح زہر پھیلاتی رہی ہے۔ جیوراً پھر آتھا یا اور عرض مؤلف
پڑھت شروع کیا۔ لکھا تھا۔

”علی کی سوانح حیات پڑھنے سے شاید کچھ راز یا سرپرستہ
فاسد ہوں۔ جس سے حق کے متلاشی ہب علی کے سینہ کے سہارے
نیزت ابدی کے کن رے آنگیں لیکن شرط ہے کہ حق کو حق بنتا سی کی
آنکھوں سے دیکھئے۔ تعصبات کے گھروندے میں پھنس کر رہ جائے
ورنہ شاید اس سے سوریر کے پلے کہ درست ہو۔“

”حالانکہ مولف کا مقصد ہرگز کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔ (ابو تراب ہلد اول)
عجب ہیرانی ہوتی۔ علی کی منقبت میں کتاب لکھی ہماری ہے اور اس کے پڑھنے سے
کہ درست کا اندازہ ہے۔ متعصب لوگوں سے خطرہ ہے کہ وہ پڑھ کر رنجید ہوں گے۔ یعنی علی
کی تعریف میں ایسی یاتیں بھی ہیں جن سے عام مسلمانوں کی دل آثاری ہوتی ہے۔ پخت پنج
مولف صاحبست خود پر ظلم کرتے ہوئے یہی اختیارات سے کام لیا ہے۔“

سچاں اللہ کیا منطق ہے۔ اور کبھی دلداری مخنوظر کھی لگائے ہے۔ مسلمان قوم ہو
ہندوستان میں ایک بزرگ سال سے گائے پل، یا تھی، بندراہ سانپ اور چوہے کی
منقبت پر ایک نامہ ہوتی اپنے خلیفہ چہارم۔ داماد رسول حضرت علی کرم اللہ و ہر کی
کتاب ختم کی اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کوئی حکایت اور کوئی رعایت ایسی نہ تھی جس
میں حلقوں اور عظام کے ساتھ ساتھ حضت علی کا مصیکر نہ اڑا یا گیا ہو۔ ہر دفعہ بھی
آئیز اور رکیک درج کر دیا اور اس پر دعوے ہے کہ جب علی کے سینہ کے سہارے

نجات بہدی کی تلاش ہے مگر عام مسلمانوں کے لئے ستر طریقے ہے کہ حق کو حثیت شناختی کی، نکھلوں سے دیکھیں درست تنویر کے بدے کدو رت یوگی یعنی جل بھن جریں گے۔ اور سچے بکارہ سکبیں گے وہی مثل ہوئی کسی میخزے نے ایک بادشاہ کے پڑے اتروا دینے اور جھوٹ موت ہاتھوں کے اشاروں سے ایک غاص پوش اپنادی جس کے بارے میں بتلایا کہ اس سی باس فاخرہ کو صرف صحیح النسب یعنی اصلی باپ کی اولاد دیکھ سکتے ہیں۔ بیمارہ بادشاہ اپنی ولادیت کا راز چھپانے کے لئے سارے شہر میں منگا گھوم آیا اور کوئی متفض اپنی بان کا بھر گئوانے کے ڈرے سے زبان نہ کھول سکا۔

دوسری کتاب کی فشان دی انہی علامہ صاحب نے فرانسیسی کا نام "البلات المیں" رکھا گیا ہے تاکہ لوگ شاہ ولی اللہ محدث دلبوی کی کتاب کے دھوکے میں اخراج کر گراہ ہو۔ اس کے مؤلف آغا محمد سلطان مرزا۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ سائیف ششن بچ پنجاب - صدر شیخ مجلس اوقافات۔ صدر راجحین شیعۃ الصفا و پرونش شیعہ کائفنس اور جس آفت دی پیس کرایجی ہیں، آپ نے مجتهد میں نہ علامہ۔ نہ مدرس العلماء۔ مگر پڑے بڑے مجتہدا اور علامہ آپ کے آگے زانوے ادب نہ کرتے میں، چنانچہ مذکورہ علامہ جزا ری صاحب نے اپنی کتاب "ابو تراب" پر آپ نے مقدمہ لکھوا یا ہے۔ آپ کو نہ صرف شیعہ مذہب پر عبور تامہ حاصل ہے بلکہ سُلیمانی کے مدرب اسلام کا کچھا چھٹا کھولنا اور اس کا تاریخ پوچھنا دھیڑنا بھی کہتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس

اسلام کو نہ سمجھا اور نہ قبول کیا جو رسول خدا نے کرائے تھے۔ اور یہ تو قطعی ہے کہ اگر رَحْمَةُ نَبِيٍّ نَهْزَتْ کی حیات میں قبول بھی کر لیا تھا تو وفات پر حب اس کا تصادم دنیادی حکومت سے ہوا تو دنیا کے مقابلے میں اس دین کو چھوڑ کر وہ اسلام قبول کر لیا جو ان کے رہنماؤں (یعنی عمر د والوبکر) نے مرتب کیا تھا یعنی وہ اسلام جو حوارِ کل نکتہ د رَحْمَتِ کی حالت میں پایا جاتا ہے۔ اس اسلام نے کبھی امکیت کا دعویٰ کیا ہی نہیں۔ لہذا اس کا نقص بذریعہ سونا باعث تجویب ہے۔ اس اسلام سے کہاں کوئی نعمت بھی نہ تھی۔ مسلمانوں کو گیا دیتا (صلوات اللہ علی الرسول والآل والبغض المیں)

آگے لکھتے ہیں۔ ”جو یا سی اصول و مذہبی عقاید کا کنان سقیفہ بنی ساعدہ (ابی بکرؑ) علیؑ و عبیدہ بن الجوہر وغیرہمؑ نے مرتب کئے اور جس طرح اسلام کو ترتیم دشیخ کیا وہ ساری دنیا میں پھیلا اور رائج ہے جس میں کارکنان سقیفہ بنی ساعدہ (یعنی فلفار کرامؑ) کے حسب ذیل اتفاقات داخل کر دیتے۔ تو ہیں رسالت۔ تو ہیں رسول۔ تو ہیں دعیفہ آل رسول تغیرہ تریکم توجہ اسلام۔ حکومت الہیہ کا الکارہ نعمت عدل سے اعراض۔ کفر ان سخت۔ حکومت یوں نہ کارروائی۔ اسلام میں تفرقة۔“ (البلاغ المیں ج ۲۵)

میرا ایسا مسلمان جو محض مسلمان کھرانے میں پیدا ہو، وہ جو دو مسلمان بھی ہو اسلام کی اس شان کو بھیت سے قاصر ہے جس کا نقشہ آغا صاحب سے بھیپنا ہے کیونکہ نہ سالاد جمالیں ترتیک ہو کر کسی بدیلوں کی طرح ہم خرم او ہم ثواب کے منے لوئے نہ کسی سیم خانے کی درسگاہ میں بیچڑ قال اللہ و قال رسول ﷺ۔ کیسے جاؤں آغا صاحب کس اسلام کی تعریف کر رہے ہیں جس میں تو ہیں رسول۔ تغیر رسول۔ اور کفر ان نعمت اور اسلام میں تفرقة سکھایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آغا صاحب نے ان ہی ملاؤں کا مذہب دیکھا ہوگا جو حلوبے اور مشربہ کے لائق ہیں مہر مجلس میں موجود رہتے ہیں اور باوجود تکلیف جانے کے حکم کے اقرار ساتھی کر کے کھا جاتے ہیں۔

ہم نبی روشی کے مسلمانوں کا اسلام تو کلمہ توحید اور قرآن کے ترجیح پر مختص ہے۔ اور وہی کافی ہے جو بتلاتا ہے کہ ”الدین یسار“ یعنی دین بے حد آسان نظام زندگی کا نام ہے جس میں دُنیا و آخرت کی خلاج ہے۔ ہمارا اسلام کہتا ہے لا اکراہ فی الدین مزدوری کرنا اور پنچ پالنا بھی دین کا جریب ہے۔ ہمارا اسلام کہتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی مذہبیں تربہ دستی کو دھن نہیں ہے۔ بہنہ اپنے خدا سے جس طرح چلتے رہ جوں گرے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اپنے پیارے اکرنے والے کے احسانوں کو نہ بھوئے۔ اور یہ دین رسول اللہ کی زندگی میں پایا ہے تکمیل کریں یعنی ایسا تھا۔ اس میں نہ امامت کو دخل تھا نہ خلافت کو درنہ اشد تعالیٰ کوں فرماتا۔ ایتھر ممکن تکمیل دینے تکمیل ائمۃ عليکم لعمرتی و رصیت تکملاً لاسلام دینا۔ یعنی آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پو رکر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔

لیکن آغا صاحب فرماتے ہیں اسلام میں الکلیت کا دعوے کیا ہے نہیں وہ ناچ

ہے۔ سخت شدہ ہے۔ اسی لئے ذلت و نکبت میں مبتلا ہے اور ہمارے ہا دیاں قومیں تجویزیں اجارتے دار خاموش ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کلآن میں کچھ خامیاں صڑو رسیں گی۔ جن کی وجہ سے عباسی صاحب کی کتاب کے خلاف شور مجانے والے مُلا یحیی دم سادھے بیٹھے ہیں ان کتابوں کو ضبط کرنے اور بند کرانے یا ان کے مولفوں پر مقدمہ چلانے کے لئے ایک لفظ بھی نہیں بولتے۔

تیسرا کتاب "موعظ حسنہ" میں جسے پنجاب شیعہ مشن لاہور نے چھپی بارشائی کر کے ملک میں تقدیم کیا ہے۔ اس میں اسلام کا خوب بخانہ اپھوڑا گیا ہے فلقاً یے عظام کو اپنی طرح مطعون کیا ہے مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عظمت کو گرفتار کی تری کامیاب کیش فرمائی ہے۔ اور ہمارے ہمیں اسلام کے نام لیواؤں کی گرد نہیں سرہم سے بھکا دیں ہیں۔ مگر ساختہ بی مُرلف صاحب کا یہ دعویٰ بھی درج ہے:-

"حضور نے فرمایا کہ یہ سرا مردا بتام ہے سنتی اور شیعہ میں نفاق قطعاً نہیں ہے اسلام کا دادہ بنا ہاتھ سنتی میں اور بایا ہاتھ شیعہ میں نے اکثر اپنے دعنوں میں کہا ہے کہ ہمارا خدا ایک رسول ایک اور قرآن ایک تو پھر نفاق کیوں ہو،" موعظہ حسنہ ص ۳۲۔

یہ دلوں ایسے ہرے مجتہد کا ہے جس کا نام کتاب پر جو اللہ اسلام والملین سرکار علامہ سید علی اطہاری مجتہد العصر و الزمان درج ہے وہ کہتا ہے کہ شیعہ سنتی میں نفاق کی کوئی وجہ نہیں ہے، دلوں اسلام کے دوناً تھوڑوں کی طرح ہیں۔ میں شیعہ اسلام کا بایاں ہاتھ بیں (یعنی حزب بخلافت میں) مگر آغا صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اسلام ذلیل دخوار ہے چھے سینیوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اب خدا معلوم ان دلوں میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا ہے۔

اس لئے چلٹے اس مدہب کا مطابعہ دہاں سے شروع کیا جائے جہاں سے یہ اپنے پیشوں کو سکھانا شروع کرتے ہیں۔ کیا تجھ بے کہ صحیح اسلام معلوم کر کے آپ کے عقائد بھی درست ہو جائیں اور بخات کی صورت تک آئے۔ ہمارے رسول نے کہا ہے کہ طلب علم میں اگر چین بھی جاتا پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ پھر کہتے ہیں کہ نسلم کی بات ہے۔ کہ اصلی اسلام ایک آنحضرتی صداقتیت والے فرقے کے قبضہ میں رہے اور بائوکی

فیصلہ والی اکثریت اُس سے ناپلدر کی جائے اُسے دوزخ کا قابو الی بنتے کئے چھوڑ دیا جائے ہم۔ ظلم پر گزبر داشت نہیں کہ سکتے میں آپ کی نجات کے لئے نگرش بازہ کر اس پہنچ پتھر میں کو درہ ہے ہیں کہ شاید تھے میں رکھے ہوئے بخوبی اور عمل بکال کر آپ کی عاقبت سُد حار سکیں۔

ناظرین کو شاید ہمارے تندق تبع اند از بیان پر انترا اض ہو۔ مگر ہم یقین ہے کہ جو نری چھر ہم نے گذشتہ چند ماہ میں پڑھا ہے جسے پڑھنے کے لئے شیطانی دل و دماغ کی ضرورت تھی جو بھی خیور سلطان پر میں گما اسی انداز پر مجبور ہو جائے گا۔ اور ہماری طرح زیب عنوان شعر پر عمل پیرا ہو جا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ:-

”اپنی عُشیں جب ذوق کی کمی دیکھو تو ساز پر زر را ز در سے ہاتھ چلاو اور کار و ان زندگی کو جب (کفر و الحاد سے) گران بار محسوس کر تو حُدی کو بلند آواز سے پڑھنے لگو۔“ یعنی نفرہ الشرا کیم بلند گرو۔

چنانچہ اس ترقائے ایسی فرماتا ہے لا یحِبَ اللہ الْجَهْر بِالسُّنْوَعِ مِنَ الْقَوْلِ اَلَا مَنْ ظَلَمَ طَعِيَ اللَّهُ كَوْنَتْ نَبِيًّا كَسَى كَوْنَرْ اَجْلًا كَبَا جَاهَ مَگر جس پر کوئی ظلم ہوا وہ معذور ہے۔

اور اس سے زیادہ ظلم اکثریت پر اقلیت کی طرفت کیا ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ چھر ملک میں پھیلا یا جا رہا ہے جو اسلام اور نظام اسلام کا دشمن ہے۔ وَ اللَّهُ عَزِيزٌ ذُو اِنْتِقامٍ۔

سیاہی پسِ منظر

شیعہ مذہب کے عقاید و رسوم پر قلم آنکھانے سے پہنچے ضرورتی علوم ہوتی ہے کہ اس فرقے کی مختصر تاریخ بھی پیش نظر رہے تاکہ اُن عقاید کو افشا کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوتی جائے۔ اس کام کیلئے ہم ایک بے لارگ مورخ کی کتاب سے استفادہ کریں گے جو نہ شیعہ ہے نہ سُنی تاکہ اُس پر کسی فرقے کی طرفداری کا الزام نہ ہاید ہو سکے۔ پر وہ فیصلہ حتمی سے تاریخ داں بُلْقہ داقت ہے۔ اُن کی تاریخ
ملکت عربی سے ہے:-

«شیعہ کا بانی عبد اللہ بن سیاگز را ہے جو ایک یہودی تھا وہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں اسلام لایا۔ وہ عجیب پہنچ آدی تھا اس کی حدت سے زیادہ عقیدتمندی سے خود حضرت علی گھبرا لتے تھے۔

ملکت اسلامی کی پہلی ترقیت فلافت کے قبیلے سے پیدا ہوئی۔ مسلمان دو گروہوں میں اسی فتنہ کی بنابریٹ گئے۔ شیعوں کا اساسی عقیدہ یہ ہو گیا کہ حضرت علی اور ان کے فرزند امام برحق ہیں جس طرح کیتوں لوک فرقے کے لوگ پطرس ولی اور ان کے عاشیینوں کے باب میں اپنے عقیدے پرست ہوئے ہوئے ہیں۔ اُسی طرح شیعہ بھی مذکورہ بالا اتفاقاً درپر فاقم ہیں۔ حالانکہ بانی اسلام نے خدا اور ربندے کے درمیان صرف دو ہی الہی یعنی رَبَّاَنِ مجید کو واسطہ بنایا تھا۔ شیعوں نے ایک انسان یعنی امام کو اپنا واسطہ بنالیا۔

اما ملت کا عقیدہ دراصل اسلام کی دُنیا وی قوت کی مخالفت

کے جذبے نہ پیدا کر دیا۔ امامیہ مذهب کی رو سے امام خدا کی طرف سے اس منصب جلیلہ پر مسحور ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف روحانی اور دینی بلکہ دنیاوی پیشوں ابھی مانا جاتا ہے۔ آسے اپنے میش رو سے ایک پُر اسرار طاقت درست میں طقی ہے اس لئے وہ جلد بھی نوع انسان سے افضل اور عصمت کی عفت سے منصف ہو سکے۔ اتحاد پسند شیعہ یہاں تک پڑھے کہ امام کو اُس گی رتبائی صفات اور لوزانی وجود کے باعث خود ائمہ کا اقتدار بخچنے لگے اُن کی دانست میں حضرت علی اور اُن کی اولاد رو امام ہوئے وہ انسانی صورت میں خدا تعالیٰ کا کلام تھا یہ لوگ قرآن تاطق کہتے ہیں یعنی بولتا ہوا قرآن۔ ایک اور فرمائی کا قول ہے کہ حضرت چرسیل نے غلطی سے پیغمبر اسلام کو علی سمجھ لیا اور نہ دراصل وحی حضرت علی پر آئے والی تھی۔

جرسیل چو آمد ز بر جسان نیجیوں در پیش محمد سند مخصوص علی بود
یہ شعر اسی نتیجے کا عقیدہ پیش کرتا ہے۔
پھر کہتے ہیں کہ:-

”شیعتوں کی بنتا اور نشود نہ کس حد تک ایرانی خیالات کی ہمیون ہستے ہے اور کس حد تک یہود و نہادری کے افکار کی ماسک تحقیق کرنے کا کل ہو۔“
”حمدی ہو عور کا مفر و صحب نے آئے چل کر امام منظم و فائز یعنی آل محمد کی شکل انتیار کر لی جو دنیا کے بیانات دلانے والے ہیں اور آزادی و خوش عالی کا نیا دور لا ٹینگے بے شہہ نہ پور سیج اور اس سے متعافہ تجنیبات کا پرتو ہے،“ (مگر قرآن میں اس کا ہمیں ذکر نہیں ہے)

”ملادرہ کے متعدد گروہ جو پہلی مددی ہجری ہیں نہ دار ہوئے وہ سب دراصل عرب کے دین غالب کے خلاف گلہکی پچھی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے جسے یعنی سوار اعظم یعنی سینیوں سے کوئی مذہبی سیاسی علما نی یا معاشری اختلاف ہوتا وہ ان جماعتوں میں شرک ہو جائی را اور اسلام کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیتا تھا یہ جو نہ ریحا۔“

سب شیعہ کے دائرے میں لمحج آئے اور مخدہ محا فینا لیا۔ اب
شیعہ جماعت مسلم طور پر نظام اسلامی کی حزب خلاف جو گئی تھی
(یعنی اسلام کی اصلی دین)

” یہ لوگ بنی امیرہ کو غاصب اور ظالم کہنے لگے۔ حضرت علیؑ اور حسینؑ
کے ساتھ انہوں نے جو کچھ کیا تھا اسے آدھار کے طور پر استعمال کرتے
اور پیغمبر اسلام کی اولاد سے عقیدت کے فریب سے عام مسلمانوں کو
بھی اپنا حامی بنالیتے تھے۔ اس طرح عراق کی بیشتر آبادی اُن کے زیر علم
آکر شاہزادوں سے نجات حاصل کرنے کی کوششیں کرنے لگی ۔ (صف ۲۲۳)

” اہل ایران سماں نسل سے نہ ملتے وہ آریائی تھے۔ صدیوں سے
اپنی علیحدہ تبدیل اور قومیت کے مالک تھے۔ ان کی مفتوح روح اپنی
قدیم برتری کے لئے بے چین تھی۔ وہ بھی اس جماعت کے حامی ہو گئے۔
قرامطہ کی تحریک میں انہوں نے بڑھہ چڑھہ کر حصہ لیا۔ اور اگلے چند سال
میں خلافت کی بنیادیں تک پہا کر رکھ دیں بھیشم عقاید کو تیار کرنے اور
فارطی حکومت بنانے میں ایرانی تہذیب پیش پیش رہے۔ (صف ۲۲۴)

” ساری عربی تاریخیں عباسی عبید میں شیعہ اثروات کے تحت تالیف
کی گئیں اس نے اموری دور کے حالات سُخ شدہ صورت میں پیش
کیے گئے۔ ص ۲۵

” ہنکو رہ بالاحوالوں سے ظاہر ہے کہ شعبہ فرقہ مدھی یا اغفادی وجود سے معرض
نہ جو دیں انہیں آیا۔ یہ غالباً سیاسی اغراض سے بیو دیلوں بھوپیوں اور عوایقوں کی ہی
یحکمت سے تیار ہوا ہے۔ اسی لئے جو اس آتش پرستوں کا نور و رزمنا یا جاتا ہے۔ عیاں یوں
کی طرح امام جہدی کا انتظار کیا جاتا ہے۔ بیو دیلوں کی طرح عفرہ محروم بھی منایا جاتا
ہے اور ان غیر مذاہب کے عقاید اپنے تذہب میں شامل کرنے سے ان کے اسلام میں کوئی
فرق نہیں آتا۔

” اس جماعت کو پہلے بنو امیرہ کا زدر توڑنے کے لئے انتقام حسین کا نفرہ دیا گیا
پھر عباسیہ حکومت ہریا درکرنے کے مجن کئے گئے اور اصل تذہب اسلام کی بیخ کنی کئے

امامت اور خلافت کا بھگڑا بخت دیا گیا۔ جو کمپونٹ تحریک کی طرح پوشیدہ طور پر بھیلا یا جاتا رہا۔ اس کی مزید تنظیم کے لئے ایک نیا مذہب تیار کیا گیا۔ نئی حدیثیں گرجی گئیں۔ اماموں کا تازہ کلام تصنیف ہوتا رہا۔ اور آج تک ہورہا ہے جس کی بیچارے اماموں کے فرشتوں تک کو جبر نہ ہو سکی۔ اس مذہب کی تفعیل ہر کس و نکس کو نہیں بتائی گئی جتنا جس کے لئے ضرور بھگھا کیا بتایا گیا اور کام ہما لاگی جس بن صلاح نے ایک جنت بناؤالی اور اپنے فردوں کے ذریعہ مسلمانوں کو تباہ کرتا رہا۔ بڑے بڑے ابلیں اور اہل فضل والیں سیف قتل کئے جاتے رہے۔

چنانچہ آئیں جی اس مذہب کی مکمل تعلیم کسی ایک کتاب میں تلاش کرنا ناجائز ہے۔ سیکڑوں کتابیں ہیں اور ہر کتاب میں مختلف باتیں ہیں جو ایک دوسرا کو جھوٹا تی ہیں۔ مگر ان سے اس مذہب پر کوئی اتنی نہیں پڑتا شید عوام کو ان کے پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے ان کا ایمان صرف بمحاسن عزیز سے تازہ ہوتا رہتا ہے اور خواص جانتے ہیں کہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے کس لئے ہے۔ اسی لئے اس مذہب کو چھپانے کی پار پارتا کیا کی جاتی ہے ہر کتاب پر لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ کتاب امامیہ مذہب کی ہے۔ یعنی نہ دیکھیں اور اماموں کے قول سے اس کی تصدیق کر دی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے امام کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

مذہبی پردہ پوشتی "فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے۔

"کفوا عن الناس ولا تندعوا حدا الی امر کُرم" ! یعنی باز رسموتم لوگوں نے اور مت بلکہ کو اپنے دین کی طرف"

ایک مجتہد صاحب اس کی توضیح فرماتے ہیں: "اگر امام صاحب نے ایسا فرمایا تو کیا یحیا ہے۔ یکیونکہ وہ علم امامت سے اس امر کو جوئی جانتے تھے کہ گروہ نواصب ایسا شدید مگراہ ہے کہ بغیر ترا اڑٹ پڑنے کے ہرگز راستے پر نہ آئیگا۔ اور یہ غلبہ مخصر ہے۔ خبوب رفاق امام آل محمد پر اس لئے دریاب میں کوشش کرنا بیکار ہے،"

(مسنون الصحنی جواب اظہار الہدی)

یہاں نواصب اور خبوب رفاق ایکم توضیح طلب الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن ان کو سمجھنے کے لئے آپ کو اس مذہب کی تفصیل میں جانا پڑے گا۔ اس نے صبر فرمائی۔

چنان تفصیل کامو قدم ہو گا پتہ کی جائیگی۔ یہاں ایک دوسری حدیث سن لیجئے۔
”وسائلی شیعہ ابواب اکلام اولاد میں جتاب صادق علیہ اکلام سے منقول ہے۔
فریا یا کہ جلدی کر دا پسند نو خیروں کو حدیث سکھانے میں قبل اس کے کسبت کریں
ان کی طرف پہنچنے تھارے مخالفین اور حدیث اربعاء میں جتاب امیر المؤمنین علیہ
السلام سے منقول ہے۔ فریا یا کتابخانہ کر دا پسند بچوں کو ہمارے علوم سے جس سے
خدا آنحضرت نقش پہنچائے تھے غالب ہوں آن پر مخالفین ساتھ پسند را دیوں کے

(اصلاح الرسم ص ۲۵)

گوا حضرت علی بھی جانتے تھے کہ یہ نسبت اگر بچوں ہی میں خوب سکھا پڑھا زدیا
گیا تو اس نہیں ہے کہ بھجو آنے کے بعد کوئی ذی شکور انسان سے قبول کر سکے۔ خاص کہ
مخالفین یعنی سیتوں کی روایتیں سنتے کے بعد تو نا ممکن ہے کہ کوئی انسانی دل و دماغ
رکھنے والا لڑکا یہ کمالی مکمل اور رُو نے مُلا نے کا مذہب قبول کر سکے اسی لئے
بچوں ہی میں پڑھا سکتا کرتیا کر دوتاک بڑا ہیو کو عقل سے کام نہ لے سکے۔ میں آنکھ
بند کر کے گالیاں دیا کرے اور رنہ سوچ کر ان کا اثرکس پر پڑتا ہے خواہ خود ان کے
مفروضہ اہل بیت ہی کیہوں نہ ہوں ”البتہ زبان پر تمہیش یا علی اور یا مولا رہے۔

پناپنہ محسن الملک جہدی علی صاحب فرماتے ہیں ”حقیقت یہ ہے کہ حضرات
شیعہ نے دین کو مسخر یا اور نمٹھنے میں ڈال دیا ہے۔ پیغمبر ﷺ کی احادیث اور کلام اللہ
کی آیات کو تغیر و تحريف کر کے بدی دیا ہے تھدا کے کلام کو کلام میں جانتے ہیں نہ
پیغمبر صاحب کی حدیث کو صاف سمجھنے ہیں۔ سب کو ذوق پیشی اور ذوق بیشی جانتے ہیں
جو نکہ بنا مذہب تشیع کی نفاق اور جھوٹ پر ہے اس لئے سب کو اپنی ہی طرح کا
جانتے ہیں۔ (آیات بیانات ص ۱۳۱)

اس سے بہتر فیصلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ جب ایک شیعہ اپنے ابادی مذہب
کو سمجھنے کے بعد کہوئے کہ اس مذہب کی بناء و جھوٹ اور نفاق پر ہے یعنی تغییہ اور
تبریز اور مبلغ المبین کے دو بزرار صفحے صرف انہی دو صفحوں پر رسیاہ کئے گئے
ہیں اور کمال بے جای اور بیباکی سے تشریح ہام کے لئے اُسے بازار میں بیجود یا
گیا ہے۔ تاکہ خاموشی کے ساتھ عوام کے ذہنوں کو سکونم کر لے۔ اور دین سے بیزار

کر دے۔

سبائی دروغ گوئی | بہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دروغ کوی تفہیق کی ایک معمولی اشال ناظرین کے سامنے پیش کر دی جائے تاکہ زیر مطابعہ کتاب کے مقصد اور مقاد کا کچھ اندازہ و ٹکا سکیں اور اس کو پڑھنے کے لئے میا رہو جائیں۔ اظہار حقیقت لاہور نے اخراج کیا اک سرخ درجت علی نے مفتاح الفتح کے نام سے ایک کتاب پڑھانے کیا اور مفت تفہیق کیا جس میں وہادوں کے اندر بعض صحایہ مثلًا ابو عقیان اور حضرت معاویہ کو نام لے کر لعن کیا تھا اور خلقانے راشدین کو بھائے خلیفہ اول و خلیفہ ثانی کہنے کے اپنی مظلومان میں ظالم اول ظالم ثانی و ظالم ثالث لکھا تھا۔ مجتہد العصر علامہ حایری کا جواب موعظہ حستہ ص ۲۳ پر یوں درج کیا گیا ہے۔ ”ان فقرات کو پڑھنے کے بعد جناب قیلہ و کعید مذکولہ نے فرمایا کہ ارکین دائرہ نے جناب لواب پر ملا تحقیق کئے اہم لگا دیا ہے۔ ظالم اول۔ ظالم ثانی۔ ظالم ثالث وغیرہم سے خلیفہ اول و دوم و سوم بھی لینا عجیب منطق ہے۔ چاہیے تھا کہ ذریعہ خبر در لواب صاحب سے دریافت کر لیا جاتا کہ لعن آپ نے کن ظالموں پر کیا ہے۔ ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اعمال روز عاشورہ میں جب یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو یوں دائرے نے یہ زندگی اور عمر سعد وغیرہ کا مفہوم نہیں لیا۔“

مگر مطابعہ سے معلوم ہوا کہ یہ پہلے محمد نہیں ہیں جنہوں نے دروغ کیا ہے۔ تو سے کام لے کر دائرة کو بھی جھسلا دیا اور تفہیق کا ثواب بھی لوٹ لیا۔ صدیوں پہلے ان کے بزرگ بھی اسی طرح جھوٹ بولتے اور جھسلاتے رہتے ہیں۔ ایک شیعہ طیفہ سنتہ ایک دفعہ لوگوں نے خلیفہ بعد اسے مجری کی کہ شیعہ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی شیعہ ہے۔ اور سب صحایہ کو جائز جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی کتاب مصلح میں زیارت عاشورہ میں یہ فقرہ لکھا ہے اللهم خس اول ظالم عیا اللعن منی در ابد ابہ اولاً شمشانی تھا الثالث والرابع واللهم لعن یزید خامس ایسا اند اول ظالم پر میری لعنت مخصوص کر ہمیشہ کے لئے پھر درسر پر تحریر پر روچے ہے پھر پانچوں یزیدیوں (خلیفہ نے یہ سُ کرائیں وقت شیعہ صاحب کو طالب کیا اور کیا آپ سب صحایہ کو جائز جانتے ہیں درج صاحبے کیا اے خلیفہ یہ الزام بالکل غلط ہے میرے

کسی دشمن کی شرارت ہے۔ خلیفہ نے کتب مکھول کر فقرہ مذکورہ دکھایا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس بجگہ ظالم اول سے مراد قابیل ہے۔ قاتل ہائیل اور شانی سے مراد عاشر نادہ صالح۔ ثالث سے مراد قاتل بھی ذکر یا رابع ابن الجم ہے۔ خلیفہ تاویل سنکریبہت خوش ہوا اور تفسیر الشیعہ مطبوعہ امامیہ کتب فاتح لاہور (ص ۳۲) ”

ناظر بن گوناپیا معلوم ہو گیا ہو گا اول ثانی و ثالث سے دراصل خلاف ہے راشدین کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ مگر وقت اور موقع کے لحاظ سے اُسے بھٹلا دیتا بھی اُن کا مذہبی فرض ہے۔ چنانچہ دوسرے مجتہدوں نے اپنے حاضرے و قبور کے بادشاہ سے لے کر عالمیوں مک گوکس طرح جھٹلایا اور یہ قوت بنایا۔ دلچسپی سے خالی نہیں۔

آج کل جو اشاعت عام ہو رہی ہے اس میں احتیاط سے کام لیا جانے لگا ہے علامہ جزايری صاحب خود ابوتراب کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ دل آزاری کے حوقوف سے اکثر عبارتیں صرف فراز کرنے کی تھیں اور مکتبت علی میں کتاب لکھی ہے جسی کہ بعض اوقات پڑا فی کتابوں سے انکار بھی کر دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اُن کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے ضروری نہیں ہے کہ صحیح مانا جائے۔ چنانچہ ایک مجتہد صاحب لکھتے ہیں :—

”مشیعہ اپنے زندہ مجتہدوں کے قتوے پر عمل کرتے ہیں۔ جو مجتہد مر گیا۔ اُس کا فتویٰ بھی مر گیا۔“

یعنی مرے ہوئے مجتہدوں اور مصنفوں کی کتابوں سے حوالے دے کر ان کے ذمیب کی بول کھولنا کھیک نہیں ہے۔ لہذا ہم کوشش کریں گے کہ جو کچھ پیش کیا جائے کہ المقدور زندہ مجتہدوں کی کتابوں سے پیش ہوا اور سلایا جائے کہ ان کے پاس نہ مذہب نہ جبیہ نہ دین دین ہے۔ یہ نرسوں کی کوئی عرت کرتے ہیں نہ اماں کی نہ علی سے کوئی دلچسپی رکھتے ہیں نہ ایل بیت سے۔ ان کا نہ مذہب شخص تبرا یعنی گالیاں دیتا اور تقبیہ یعنی جھوٹ بولتا ہے مادر بیس۔

ہمارے دعوے کے ثبوت میں صرف ایک قطعہ کافی ہے جو کسی ایرانی شاعر نے بڑی بیباکی سے اپنے جذبات کی ترجیحات کے لئے سورخوں مجتہدوں اور ندہبی اعتمادوں کے فریب کے باوجود اس طرح نظر کر دیا ہے۔

بُشِّكَتْ عَزِيزَهُ رَبِّنَا جَمْ جَمْ رَا
أَيْسَى عَوْدَهُ فِرْقَبْ خَلَافَتْ زَعْلَى نِيَسَتْ
يَعْنِي عَلَرْنَى نَاسَوْرَانَ كَيْ كَمْ تُورَدَانَى لَوْرَشَاهَنْدَشَاهَجَشِيدَكَيْ آلَ لَوْلَادَلَكَدَآسَ
اسَكَى فَسَنَ كَا خَانَهَخَرَابَ كَرَكَى رَكَحَدِيَا.

ہمارا جھگڑا اُس سے اس بات پر ہنسیں کہ علی کو خلافت سنکیوں مروہم کیا۔ وہ
علی کے ساتھ جو چاہتا کرتا۔

بیس تو تا قیامت عُزُورِ راش کی اولاد سے نفرت صرف اس نئے ہے کہ اُس نے
ہماری جیسی قدیم تہذیب - ہمارا تہذیب ہمارا مذہب ہے جس کے ہماری تاریخ اور جغرافیہ
تک بدل دالا اس لئے ہم تو لائے ایل بیت کا جزا لٹکائے اسلام کی نفرت کو اپنے سینوں
میں چھپا کر بھرتے ہیں۔ جو سیت کی آگ ہمارے ہاتھ کر دیں ہیں سر دھوپ کی ہے
تو کیا ہوا۔ ہمارے دلوں میں ابھی اس کی چنگاریاں موجود ہیں۔ صرف تذبذب ادا موافق کا
انتظار ہے پھر دیکھ کر کس طرح پھر کتی ہے۔ جیسی آگ پوچھنے سے روکا گیا تھا اس لئے
ایل بیت کے نور کو پوچھنے لگے تھے جس دن ہماری آگ بھڑک اٹھنے کی ہم اس نوڑ کو
بھی اُسی میں جھونک دیں گے۔ اور اسلام سے بد لرجکا لیں گے ذرا جناب قائم کو
خوب رفیما لیتے دو۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ جب موقع ملا انہوں نے اپنے عزم کا بر ملا اخبار کیا
پاکستان میں دور سکندری - ظہور صاحب الحضرت سے کم ن تھا۔ بغداد میں ابن العلقی کا
کردار اور بیگانہ میں میر حضرت کے اعمال عبرت گئے کافی ہیں۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ایک نیک نفس خدا شناس اور شیعی شیعہ سے
اس کا اقبال جرم سن لیجئے۔ شاید رشد و ہدایت کی روشنی کسی وقت آپ کے قلب میں بھی
اسی طرح چک کاٹھے اور آپ توہہ کرتے پر مجبور ہو جائیں۔

سبائی مذہب ایک شیعہ کی نظر میں | ازو اب محسن الملک مید مہدی علی
خان صاحب چوریا ساتھ مید را باد۔
دکن میں حکمہ مالیات کے سکرٹری تھے۔ سر سید احمد خان صاحب کے فیض صحبت سے
ویسے المنظری پر ماں پوئے دلوں مذہبوں کا مطالعہ کیا اور اپنے آبائی دین سے

ایسے بیزار پوئے کہ ایک جامع اور مدل کتاب لکھ دالی۔ تمہیں کتاب میں لکھتے ہیں۔
 بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہوا اور
 دوسرے مذہب کو صرف اپنی شجاعت کے لئے اختیار کیا ہے۔ لیکن میں خدا کے خود مل
 کا ہزار ہزار مشکر کرتا ہوں کہ میں چند آدمیوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنی شجاعت کی
 آمید پر دلوں مذاہب کے اصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہل سنت
 کو مطابق کلام الہی کے پاکرا اور مذہب امام عیا کو اُس کے مقابلہ دیکھ کر اپنے آبائی
 دین کو چھوڑنے میں اور تمام کعبہ قبیلے سے جدا ہونے میں پچھے کسی کا لحاظ و خیال نہیں کیا۔
 امامیہ مذہب جو بخوا لئے مصرعہ بر عکس نہیں نام زنگی کا فور کے مخات
 عقاید آئیں کرام علیہ السلام کے ہے چھوڑ کر اہل سنت و جماعت کا بیان مذہب اختیار
 کیا۔ میرے عزیزاً قارب، بھائی پتیخے اپنے مذہب پر ہیں اور مجھے تمرا دیکھتے تھیں اس
 لئے میں ان کے سامنے وہ عقلی دلائل پیش کرتا ہوں جنہوں نے میرے دل کو ناہیں کوپ
 سے منفر کیا۔ اور وہ شواہد نقیبیاں کرتا ہوں جن کے سبب میں نے مذہب اہل سنت
 و جماعت اختیار کیا۔ خدا کرے کہ میرت اور بھائی اس کو لفظ انصاف سے دیکھیں اور
 اپنے باطل عقید وں کو چھوڑ دیں (آیات بیتات ج ۱ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء)

آیات دینات کی تین جلدیں ہیں مزید اقتیاسات درج کرنا یادوت طوالت کا
 ہے "اگر کے بھیدی" کے عنوان سے تو ای محسن الملک کے عزیز نے بونظم لکھی تھی اس
 کے چند شعر ہیں:-

تسویش سے لعثت زدہ نو صگری میں
 واللہ ہم الزام شجاعت سے برائی میں
 اس داغ سے تاریخ کے اور اقویں خالی
 کی جنگ بھی ہم نے تو سانی دخیالی
 استاد ہم ہم فلسفہ مکروہ دغا کے
 کب خیبر خالص کا ہے اسلام پر ایمان
 قرآن کو ہم کہتے ہیں بازیچہ عثمان
 وابستہ ہیں ہم سلا این سبا س

واقف ہے زمانہ کہ ہم اتنا عشری ہیں
 ہر چند تہرے کی تلاوت میں جری ہیں
 شیعوں نے کبھی جنگ میں تبغیش بینھلی
 اسی ہاتھوں نے چھوٹی نہیں شیر ملاں
 ہم اہل نہیں سر کو ردم دوغا کے
 دھوکے میں ہے جو تم کو سمجھتا ہے مسلمان
 مسلم کا تریبے لفظ بھی اپنے لئے بہتان
 پکھ دامت طبی سے نہ تعلق ہے خدا سے

ہم علمتی و نعمت عالی کے ہیں فسر زند جس کش و ندار و بد انذیرش خداوند جس گھر میں اناہ پائیں اُسے آگ لگا دیں۔ جہاں جو ہمارا ہوا اُسے زہر کھلا دیں دھوکے دے تھید رکو حربیوں کی لڑکے شبیر کو مقتول کیا، تم نے بلا کے

ہمارا خدا ایک ہے

شیعہ اصول دین | ایمان شیعوں کا اصول دین پر ہے۔ یعنی دین کی چیزیں جو یاد کیں جائیں۔ دین کی توحید۔ ۲۔ عدل۔ ۳۔ بیوت۔ ۴۔ امانت۔ ۵۔ قیامت۔

صلوٰت شیعہ بچوں کی نماز ایز فرمان علی

ہم ان پانچوں اصول پر بحث کرنے کے لئے پانچ مختلف باب قائم کریں گے جن میں پہلے مولوی فرمان علی صاحب کی وہ تعریف ہو گئی جو انہوں نے بچوں کو سمجھانے کے لئے لکھی ہے۔ پھر دوسرے مجہتدوں اور علماء شیعہ کی توصیفات پیش کریں گے تاکہ ہر جگہ یعنی اصول کا مطلب اور مدعایا صفات ہو جائے۔

مفایلے کے لئے سنت اعتماد بھی سن لیجئے تاکہ اندازہ میں دستہ ہو۔

سُنّت اساس دین | دین اسلام تو حید اور بیوت کی دینیاتیوں پر قائم ہے۔

۱۔ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۲۔ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

پہلی بنیاد یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی معبد نہ تھی را یا جائے یعنی کسی مخلوق سے وسیع نعمت و محبت نہ کی جائے جیسی اللہ سے کی جاتی ہے نہ کسی مخلوق سے کوئی امید لکھی جائے نہ کسی مخلوق سے ڈرا جائے کیونکہ ان بالوں ہیں کسی مخلوق کو فاقہ کے برائی سمجھنا اللہ کی نظر قائم کرنے اور اللہ کا شریک تھیں اُنکے برائی سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”لیے لوگ جھی میں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبد اختیار کر لیتے ہیں اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں۔ مگر جو ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ پر سے محبت رکھتے ہیں“ (۶۸)

دوسری بنیاد کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کی عبادت اُسی طرح کریں تیس طرح اُس نے اپنے رسول کے ذریعہ ہیں بتائی ہے۔ اور امر و نواز اُسی کی حسب المثلم پابندی کریں۔

اس کے بعد شیعہ اصول دین کی تو صنایت دیکھئے اور علامہ حارمی کے دعے سے مقابلہ فرمائی جس میں کہا گیا ہے کہ ہمارا خدا ایک ہے اور رسول ایک ہے۔ مگر اصول دین مختلف ہیں اور فروع دین تو ان کا کہنا سای کیا۔ آپ خود دیکھئے۔

شیعہ مذہب کی پہلی جھٹ | توحید یعنی خدا ایک ہے۔ اگر کوئی خدا ہوتے تو جہاں کے انتظام میں بکھیرا ہوتا۔ ایک خدا اپنے کہتا۔ دوسرا کچھ کہتا۔ اس سے آپ میں تکرار ہوتی اور کوئی چیز پیدا نہ ہو سکتی (شیعہ بچوں کی نظر)

لیتی خوبصورتی سے اور لیتی سادہ اور آسان زبان میں شیعہ مولوی نے توحید لیتی انسانیت کے یکتا و تہہماں ہونے کا مسئلہ بچوں کو سمجھا دیا۔ اب تو ہر شیعہ بچہ صرف ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔ اگر ایک سے زیادہ خدامان لئے تو اس کا اختیاری امر ہے تو وہ دو توں آپس میں لڑنے مچھری نے لگیں گے۔ جس طرح بحمد اللہ و الدین دو یا زیادہ مرغ ایک دربے میں نہیں بند کرتے۔ جانتے ہیں کہ وہ آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ وہ منظر ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ اس نے بحمد اللہ شیعہ پنکے بھلا کیوں پسند کریں گے کہ ایک سے زیادہ خدامان میں خاکہ جب خداوں کے رہنے سے جہاں کے انتظام میں بکھیرا ہر نے کا بھی ڈر ہو۔ اور چیزوں کا پہنچاونا بھی بند ہو جائے۔ مثلاً دو دھر۔ اندام مٹھاں پا کا لیٹ وغیرہ کا پیدا ہوتا۔ بند ہو جاتا تو براہم را ہو گا۔

یہ توحید کی تعلیم ہے جو بچوں کو دی جائی ہے۔ آپ کہیں گے مولوی صاحب کا مقصد ہرگز یہ نہ ہو گا جو تم نے بھی لیا ہے۔ وہ بچوں کو اپنی بھروسے مطابق توحید کا مطلب بخوا رہے تھے۔ لیکن یہ جو اپنے ایک کی خوش اعتقادی ہو گی۔ حقیقت کچھ اور ہے۔ ایک حدیث سنئے۔ "اصلاح الرسم بکلام المعصوم ص ۳۷" میں درج ہے۔

فرماتے ہیں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ فرمایا کہ ادنیٰ حقوق اُفت ہے اور اگر جانتا خدا کوئی چیز خفیت اس سے تو ہمنع کرتا اُس سے۔

لیتی انسانیت کو جو آپ کا قادر مطلق بھی ہے اُفت سکتے لفظاً معلوم نہ تھا۔ فرمائے گئے والدین کی شان میں استعمال کرنے سے منع فرماتا۔

دریگ ص ۳۳ ایک اہل السین میں جناب رسول خدا سے منقول ہے فرمایا کہ خدا

ذیات اپنے کو شخص نہ راضی ہو میری قضایا اور دل بیان لائے میری قادر پر توجہ اپنے کو دوسرا خدا طلب کرے سوائے یہی ہے۔

یعنی خدا کی تعداد بڑھانے کھلانے کا اختیار ہر شیعہ کو حاصل ہے۔ خود رسول خدا نے خدا کی طرف سے اجازت دے رکھی ہے کہ جسے ان کا خدا پستہ آئے وہ دوسرا خدا ڈھونڈ دے۔ پھر ہمارے مولوی فرمان علی کا کیا قصور وہ تو میساند ہے ویسی تعلیم دے رہا ہے۔

وجود باری تعالیٰ میں شبھات [مولانا ظفر حسن صاحب نے شیعہ عقائد ایک کتابچے کی صورت میں جمع کر دیئے ہیں جو بے حد بیان انفرز ہیں۔ یہاں انہیں سے بعض معتقدات پیش کئے جاتے ہیں جو شیعہ مذہب کا پخواز ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا مرگ نہیں ہے یعنی کسی چیز سے مل کر نہیں بنا۔ نہ اسے جسم ہے۔ نہ صورت ہے متنہ اعضا۔ نہ جواہج نہ انسانوں کی طرح عناصر اربعہ سے بنا ہے۔ نہ جنون کی طرح آگ سے بنائے نہ ملائم کی طرح نور سے نہ اُس کا جسم طیف ہے نہ کثیف۔ نہ اُس میں تغیرت ہے۔ نہ تبدل۔ وہ جسم و جہانیات۔ زماں و زمانیات۔ مفتر دات و مرکبات سب سے منزہ ہے۔

(عقائد الشیعہ ص ۹)

مرذاقال نے شاید ان یہی معتقدات کو ایک شعر میں پیش کیا ہے۔

ہاں کھائیو مت فرب ہستی ہر چند کہیں کہ "ہے" نہیں ہے
اور یہاں ہستی سے مراد ہستی باری تعالیٰ ہے جسے تسلیم کرنے سے اکار ہے یعنی اُن کی سببی روح بول رہی ہے۔

اتا غور فرمائیجے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی گئی ہے جو اس میں موجود ہے صرف وہ خوبیاں بیان ہوئی ہیں جو اُس میں نہیں ہیں حالانکہ اسلام چاہتا ہے کہ اس کی تعریف اُس کی صفات سے کی جائے جو اُس کے مخالفے ناموں سے ظاہر کی جاتی ہیں۔ شلاً الرحمان۔ الرحیم۔ الرخوار۔ الرزاق۔ الرسمح اور البصیر و غیرہ مگر نہیں۔ شیعہ ان سب اوصاف کا منکر ہے جو مذر رجہ بالاعبارت سے ظاہر ہے۔

خدا کے عالم العینیں ہونے سے الکار [”ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا ریزی مصلحت سخنیات کو

چاہتا ہے جو دیتا ہے۔ اسے بد اکبیتہ ہیں۔ وہ کسی امر میں مجبور نہیں۔ ہر وقت فشار ہے۔ اس تغیر و تبدل کے لئے اُس نے لوحِ حکما و اشات بنا کی ہے۔ یہ حکما اللہ مایسٹر اور میثاق و عذر لاعلمِ الکتاب۔ یعنی اللہ جو چاہتا ہے جو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اُس کے پاس علم کتاب ہے۔ ہاں جو لوحِ حفظہ میں ثبت کر دیتا ہے اُس میں تغیر نہیں ہوتا۔” (عَالَمُ الدَّارُ شِيعَ ص ۱۱)

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ خدا کی وجہ ہے ضرور مگر اس کا حافظہ کمزور ہے اس لئے وہ اپنے احکام پر ایک سلیط پر لکھ لیتا ہے جو لوگ ہو جاتے ہیں ان کو لوحِ حفظہ پر مستقل کر دیتا ہے۔ لوحِ حفظہ پر جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ مٹتا ہیں فالبائی پتھر کی پلیٹ ہو گی۔ یہاں ایک نیا لفظ بڑا آگئی ہے یہ ہمیں بھی نہیں علوم۔ موجودہ مجتہدین و علمائے شیعہ نے پہی کتابوں میں اس کی تفصیل نہیں لکھی ہے۔ اچھا پہلے تاریخِ ذہب شیعہ مولفہ منتی امیاز علی صاحب فیض، آبادی سے رجوع گری۔

”شیعہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خدا کو سب یا تو ان کا علم نہیں ہے۔

اسی وجہ سے جب اس کی پیشگوئیاں فلسطہ ہو جاتی ہیں تو اس کو اپنی رلے بدل لئی بڑی ہے۔ اسی کو بد اکبیتہ ہیں۔ مثلاً خدا نے امام جعفر صادق کے ذریعہ سے اعلان کیا کہ امام جعفر کے بعد ان کے بیٹے امیل امام ہوں گے۔ مگر ایمیں سے کچھ حرکات ناشایستہ صادر ہوئیں جو کی خدا کو اُن سے توقع نہ تھی۔ درست وہ امیل کے امام ہونے کا اعلان رکھتا۔ اس طرح خدا نے پہی راستے بدل دی۔ اور امام جعفر کے دوسرے بیٹے مولیٰ کاظم رضا کو امام بنایا۔ کہتے ہیں کہ ایسا برآباد انشاء کو کبھی نہیں ہوا تھا۔“ (فہدِ لدن سبا ص ۲۳)

چنانچہ امام امیل کو مانند والوں نے امام جعفر اور اُن کے نئے امام کو مانند سے انکار کر دیا۔ اور خود اسما جیلیہ فرقہ بن گئے۔ ان کے امام مانشوار اہل اب تک پورتے ہیں آرے ہیں۔ حال ہیں اُن کے دباؤ میں ایسی ی صورت ہیش اگرچہ اسے اسی طرح مل کیا گیا کہ امامت دادا سے پوتے ہیں متعلق ہو گئی اور ہمیٹا بو جو رہ بسیار امامت سے

عمرم ہو گیا۔ شاید اب بچھے ہوں کہ آغا خان اور پرنس علی خان کی امامت کا ذکر ہے جو بالآخر کریم آغا کو مل گئی۔

دیدار باری تعالیٰ سے انکار | ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا دیکھنے میں نہیں آتا۔
دیکھا جاسکے گا۔ کیونکہ اس کو دیکھنا سکتا ہے تھا آخرت میں
اور حیم موجود است ہے۔ اور تمام موجودات خدا کی خلائق ہے۔ اور
خلائق حادث ہے اس سے ثابت ہوا کہ روایت باری تعالیٰ امکن نہیں
ہے۔ (رعایات الشیعہ)

یعنی قیامت میں بھی ان کو خدا کا جلوہ میسر نہ آیا کہ۔ اور یہ بھی کیسے جب ان کے
اخقاد کے مطابق خدا کچھ ہے ہی نہیں۔ ہوتا تو دکھانی دیتا۔ یہ صریحًا اللہ تعالیٰ کے
اس وعدہ کی تکذیب کی گئی ہے۔ جس میں اُبیں نے اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا ہے۔
پتنا نک خود قرآن لکھتا ہے۔

"کیا ان لوگوں سے بھی اپنے دل میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ
اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار و
عیش نہیں بنایا۔ حکمت و مصلحت کے ساتھ بنایا ہے۔ اور ان کے
لئے ایک مقررہ وقت ٹھیرا دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ انسانوں میں یہیت
سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں۔ اور
ہی وہ کافر ہیں جن کے لئے عذاب چشم ہے۔"

شرک مکا جواز | ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خلق کے
مشکل کشا ہیں جب کوئی مومن ان کو مشکل کے وقت
پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کو آتے ہیں۔ (رعایات الشیعہ)

غالباً ایسیم توحید کا مطلب باب ہے۔ درست کوئی سلطان جو اپنے نمازوں میں سکھروں
بار سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور راتیاں نعمید و ایسا کث نستغیث کرتا ہے۔ جس کے معنی میں
ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ایسے نظر عقبزے کو
برداشت نہیں کر سکتا۔

۔ دیکھا یا قرآنی و احادیث سے ثابت ہے کہ سوائے مومن کے دوسرا شخص بیشتر میں داخل نہ ہوگا۔ پس سوائے ذہب اشنا عذری کے کوئی شخص دوسرے ذہب کا بہشت نہیں جاسکتا۔ اور جو لوگ بغیر سزا کے چشم کے بھنن دیجے جائیں گے وہ اسی فرمانہ اشنا عذری کے ہوں گے۔

(ص ۲۴۶ زاد الصالحین)

اور ائمہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں۔

"کہہ دون کو بیکار و خمیں تم خدا کے علاوہ خیال کئے بیٹھے ہو وہ تم تھے۔" مصیت افاسکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں بخوبی بیکارتے ہیں۔ وہ خوبی اپنے رب کی طرف و سیلہ دھون دتے ہیں کہ کون سا اُنہیں سے زیادہ نزدیک ہے اور اُس کی رحمت کی امید کرتے ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈیکھتے ہیں تیرتے رب کا عذاب ضرور ڈرنے کے لائق ہے۔ (۱۷ - ۵۶ - ۹۴)

شیعوں کا دیلہ بجا تھا مولوی سید محمد تقی الحنفی حنفیوں نے کہا جاتا ہے۔ نظام حیدر آباد کو راغبی بنالیا تھا۔ زاد الصالحین جلد اول ص ۲۰۴ پر لکھتے ہیں۔

عام مومنین گھنچتے ہیں کہ شہادت جماعت امام حسین کی عماری کھشن کے لئے بولی ہے لیکن معنی شہادت و دیلہ بجا تھات کا بیوگیا۔ اب چانہ بے جہاں ہکا گناہ کریں کسی گناہ کا ہم سے سراخندہ نہ ہوگا۔ حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ شہادت اور نیزہ دیلہ بجا تھات دو چیزیں ہیں۔ یہ کے لئے شہادت واقع ہوئی۔ اگر شہادت نہ ہو تو تو قطیعی درست باتی نہ رہتا۔ اور جب دین باقی نہ رہتا تو پھر کوئی راستہ بجا تھات کا ہمارے لئے نہ رہتا۔ پس دین کے قائم رہنے کے لئے جو ہمارے لئے دیلہ بجا تھات ہے شہادت امام حسین کی واقع ہوئی۔"

یہ کو کو وحدتے والی عبارت جو غابہ انجیل سے ماخوذ ہے جہاں حضرت علیؑ کے ملیں پڑھنے ہے بھی فائدہ میسا یوں کو حاصل ہوتا تھا۔ ہماری تجھ سے بغیر کجا مگر مولوی صاحب نے از را و کرم حاشیہ پر اس کی وضاحت فزاری ہے اور سہیت میں عبارت میں افرانی تاکہ مندرجہ بالا معمت صاف ہو جائے بحکمت ہیں:-

۲۷

”احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ جو شخص ردد سے یا
رلائے محنت امام حسن پر تو بہشت اس پر واجب ہوتی ہے مگر
ذائب سے مراد یہ نہیں کہ گناہاں کی کمیرہ کا موافعہ نہ ہوگا۔ بلکہ بعد
مزرا کے اعمال بد ضرور داخل بہشت ہوگا۔ الیتہ اگر گناہ اُس کے اس
لائق ہے، کہ جو شخص غم حسینؑ سے دور ہو سکتے ہیں تو غم حسینؑ سے قطعی
معاف کر دیئے جائیں گے۔ ورنہ گناہاں کمیرہ کی مزرا کے بعد وہ شخص
خش دیا جائے گا۔ اس سبب سے کہ بہشت اس پر واجب ہو چکی تھی،
جمع اعمال نیک ہیں۔ یہی ایک عمل یعنی غم حسینؑ موجب بخات کا پایا
جاتا ہے۔ کیونکہ جو عمل خالص خدا کے وہ استھنے ہوگا۔ وہی قبول ہوگا کیونکہ
حدیث جبل میں ہے۔

”غم حسین ریاست پاک ہے۔ اس سبب سے کہ آنسو نہیں نکلتا
جب تک قلب کو صدمہ نہ پہنچی، میں نے جب ان احادیث پر خور کیا
کہ جو اعمال نیک میں وارد ہیں تو جنکو کوئی عمل نیک اس سے عمدہ معلوم
نہ ہوا کہ ایک آنسو غم حسین میں نکل جائے۔ چنانچہ جتنے عمل نیک قبل
فرائض کے ہیں جیسے نماز روزہ۔ حج وغیرہ اگر کوئی ادا کرے تو اس شخص کا
احسان جناب رسول خدا و جناب فاطمہ و حناب امیر صلوٰت اللہ علیہم پر
نہیں جتو سکتا اور غم حسین وہ عمل نیک ہے کہ جس کا احسان جناب
فاطمہ و حناب امیر پر ہوتا ہے اور جناب رسول خدا و ران کے اہلیت
کے ساتھ احسان کرنا کوئی معنوی عمل نیک ہے۔ بلکہ یہ عمل اعمال میں اقتل
ہے۔ اسی لئے ملائے جاس امام میں جا کر وہی جائز قرار دیلے ہے۔“

(صلح ۱)

ناظرین کو لقین آگیا ہو گا کہ شیعہ معتقدات دین اسلام سے زیادہ سروکار نہیں رکھتے
ان کے پاس نماز روزہ اور حج سے زیادہ حُسینؑ عمل غم حسین ہے۔ یہی سے نہ صرف
رسول اللہ اور ان کا سلسلہ ائمہ میہون احسان ہو جاتا ہے بلکہ خود خلاصی بیزے کے احسانوں
سے لذعاً ہے پھر اسی شرم سے بندید کے سارے گناہ معاف کر کے ہٹتے ہیں

دخل کرتا پڑتے ہے۔ بس یجھے آپ بھی مجلس میں جا کر بھوں بھوں روئے اور خدا دہنون کو اپنے احاظوں سے لاد کر کخشش کا پتہ لکھوا یجھے
اللہ تعالیٰ فرمائے ہے :-

”اُن لوگوں نے کہا ہمیں جہنم کی آگ کبھی چھوٹے والی نہیں اور
اگر چھوٹے بھی تو اس سے زیادہ نہیں کچھ دلوں کے لئے چھوٹے
اے پیغمبر ان سے پوچھو کر کیا تھے فیض اسے قول و قرار کر لیا ہے کہ وہ
اس سے نہیں پھر سکتا۔ تم خدا کے نام ایک جھوٹی بات لگارہے ہو۔
خدا کا قانون تو یہ ہے کہ کسی نسل اور کسی گروہ کا انسان ہو لیکن جس نے
بُرائی کیا ہے اور گناہوں میں گھر گیا۔ وہ دوزخی گروہ سے ہے ہمیشہ
دوزخ میں رہنے والا۔ اور جس نے ایمان کی راہ اختیار کی اور یہی
عمل کئے تو وہ بہشتی گروہ میں سے ہے (ص ۸۲-۸۳)

شیعہ خدا اور رسول خدا کا حال | تفریح الشیعہ مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور
کے لوگ بذایت متعصب و سخت درجہ کے ناصی تھے۔ ایک دقاد ان لوگوں نے ابوالاسود
پر چند کنکریاں پھینکیں۔ آپ نے کہا۔ دشمنان خدا! کیوں بندہ خدا کوستاتے ہو۔
الخنوں نے کہا پھر بھی خدا مارتا ہے۔ آپ نے کہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالف خدا بھی نفلط
کار ہے۔ ایک پھر بھی طیب فثنہ پڑتے لگا۔

یہاں کن دو خداوں کا مقایلہ ہوا ہے عام سنتوں کے لئے سمجھتا محال ہے۔ مگر
چونکہ شیعہ رواستوں میں خدا اور رسول خدا کا ذکر بار بار آتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ تھوڑی سی وضاحت کر دی جائے۔

شیعوں کے رسول خدا ایک خاص شخصیت کے مالک تھے۔ وہ شاہ ابن سعود کے
رسول الاسلام (یعنی پنڈت جواہر لال پینقامبر صلح) کی طرح ایک نعمت مذہب کے باقی
تھے۔ جو کوئی میں پھلا پھولا اور پھر ساری اسلامی دنیا میں طفیلی کیڑوں کی طرح پھیل گیا
اُن کا اور اُن کے خدا کا حال خود شیعہ رواستوں سے سمجھئے۔
خدا کے معنی فارسی میں مالک کے ہیں۔ خدا و عنہ بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کا تجھفت خاوند میعنی شوہر عام طور پر بولا جاتا ہے۔ نظام حیدر آباد اور نیگر مغلیہ بادشاہیوں کے عالم دس بار خداوند یا فاؤنڈر سے مخاطب کرتے تھے۔ اب آئیے آپ کو اس نے خدا سے ملائیں جس کا بینہ آپ کے خدا کو خلط کا رکھتا ہے۔

”شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ ایک روز قبیر حضرت امیر طیب الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی دروازے پر کچھ آدمی کھڑے ہیں جو حضرت کو اپنارب سمجھتے ہیں۔ حضرت نے ان سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ تم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے رب رحنا ہیں۔ آپ یہی نے ہم کو سیدا کیا ہے۔ اور آپ ہم کو رفق دیتے ہیں۔ یہ سن کر امام نے فرمایا وہی جو تم پرست ہو ہیں تو تمہاری طرح مخلوق ہوں۔ لیکن وہ اپنی بات پر مصروف ہے امام نے پھر فرمایا وہی جو تم پر میرا اور تمہارا رب الملل ہے۔ اسی میں خیریت ہے کہ تو یہ کرو لو۔ اور اپنے اس فاسد اخلاق سے پلٹ جاؤ۔ ان لوگوں نے جواب دیا ہم ہرگز راضی ہیں کہ آپ یہ عقیدے سے دلپیشیں گے کیونکہ یہ خوب اپنی طرح جانچتے ہیں کہ آپ یہ ہمارے رب و خالی ہیں اور رازق ہیں۔ یہ سکر حضرت نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے۔ چنانچہ لکھریاں ڈال کر آگ روشن کر دی گئی اور تھوڑی دیر بعد شعلے پھڑ کنے لگے اس وقت آپ نے یہ کھر ان سے کہا کہ اب بھی پڑھ آ کر رتوہ کرو۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی بات پر قائم رہے اور کہا کہ ہم نہیں بلیں گے۔ تب آپ نے ان کو آگ میں ڈلوادیا۔ این ہل الحدید کہتے ہیں کہ جب آپ نے ان کو آگ میں ڈال دیا تو وہ کہنے لگے۔ اب تو ہم یہ خوب اپنی طرح روشن ہو گی کہ آپ یہ ہمارے رب ہیں کیونکہ آپ کے بھائی ہم کو آپ نے رسول بن کر بھجا تھا وہ کہہ گئے ہیں۔ لا يصدِّب النَّارُ إِلَّا بِرِّ النَّارِ فَإِذَا كَمْ سَعَ أَلْهَمَنِي غَلَابَ كَرِسْكَتَأَسِي۔ (ابو تراب حصہ دوسم صفحہ ۵۷ علام جعفر ابری)

ایسا طرح ایسی نذریب کے عقیدے کی آخری توثیق ہو گئی۔ مگر علی کے سند و دلنوٹ نہیں فضلاً کہنا نہ مانا جھوٹوں بھی اپنے زیماں والی قوانین سے نہ بھروسے تو بھوار دخدا کیا کرتا۔

کوئی حقوقی مجبوری اس نے قبیر قداد نہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا یعنی سارے
سترپنڈوں اور پرستاروں کو خوشی خوشی بیجیا اگر میں جلتے تو جھاؤ کیسے رہاں لائے
سب کے سب اُسی وقت سے مولا۔ مولا۔ یا میں مولا پکارنے لگے اور ناچھنے لگے۔

یچارے مولا نے سب کچھ دیکھا اور ہلک فی الرجال محب غالی وعد و
قال کہتے ہوئے گھر کے اندر پڑھنے کے جس کا مطلب ہے کہ افسوس نیزی وجہت دلوں
بلک ہوں گے۔ خواہ حدستے گزرنے والے روستہوں خواہ عداوت کرنے والے ہوں۔

(بیترباب ص۷)

جزایری صاحب نے رحماتی ہری اھلیات سے بھی یہ تاذکسی کی دل شکنی نہ ہو۔
اور بعض تفصیلات ھدف زمادی ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ھدف
شده واقعات تاریخ سے اندر کر کے لکھ دیتے جائیں۔ یہ تفصیر یہ فرق ہے کہ جس کے ستر
افراد کو حضرت علیؓ نے زندہ جلا دیا تھا۔ یہودی عبد الشبن سب سے خود دعوے بنوت
کیا اور حضرت علیؓ کو فدا تھیما یا۔ تغیریوں نے اُسے قبول کیا شیعہ کہتے ہیں عبد الدین
سیا بھی اُن ستر آدمیوں میں جل مرا تھا۔ لیکن تاریخ کہتی ہے کہ وہ موجودہ روی علاقے
کی طرف بھاگ نکلا تھا اور وہاں اپنا مذہب پھیلا تارہ۔ حتیٰ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے
اور اسی کو شیعہ مذہب کا باقی قرار دیا ہے۔

عبدالشبن سے باکی شیعہ توثیق | عبد الشبن سب کے وجود سے ہر شیعہ
معروف ہے۔ اور اس کو رسول نہ دامانتے
سے ستر ماتا ہے۔ اموی وزغلافت کا مؤلف تو مرے سے اس کے وجود ہی کا مسئلہ ہے۔
کہتا ہے کہ سینیوں نے شیخ عبدالشہب کو بد نام کرنے کے لئے ایک فرضی کیرکیٹر بنایا ہے۔
چنانچہ جزایری صاحب نے ہری ہوشیاری سے اس کا نام اپنی روایت میں نہ آنے دیا۔
لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ حقیقت کو جھلانے سے حقیقت بدل نہیں جاتی۔ دنیا میں
ایسے بھی ہیں جو اپنے باپ کو اپنے کہتے ہیں مگر غریب ہوتے ہیں تو اس کے قدموں پر
سر جی رکھ دیتے ہیں پھاپ کی ایک مجتبی صاحب کو حضرت علیؓ کی اوہیت ثابت کرنے کے لئے
اپنے بربرگ اول ہامہ را اسی طرح لینا پڑتا۔

اتنا امر تو ہر شخص جانتا ہے کہ جس کی نسبت آدمیوں کو گمان

الوہیت ہو چلے۔ اُس کے افضل البشر ہونے میں کیا کلام بوسکتا ہے
ضروراً حضرات میں ایسے فضائل موجود تھے کہ عقابله دیکھ صاحبہ کے
حضرت علیؑ لوگوں کو نشریت سے اعلیٰ درجہ میں دکھانی دیتے تھے۔ اگر
سب کے سب صحابہ نیک بخت ہوتے تو حضرت علیؑ کی الوہیت کا کوئی
قابل نہ ہوتا۔ اس لئے جس امر کی قابلیت ان میں تھی این سیاست بھی
اُسی کی طرف ان کو خسوب کیا۔ (شمس الغنی ص ۱۷۸)

دیگر۔ این سب اکتنا تھا کہ جناب امیر سے ایسے واقعات
ظاہر ہوتے ہیں کہ امکانِ انسان سے باہر ہیں۔ مثلاً معجزات کلمات
خوارق عادت، علم غیب۔ احیا (زندہ کرنا) اموات (مار دالت)
اور بیان حقیقت اللہ بلاغت۔ فضاحت۔ اور راضی جو اپنی زُبد
و تقویٰ۔ قوت و شجاعت جو نہ کسی نے کبھی دیکھی یوں تھی سو پھر کوں
کافر ان کا مُنکر ہو گا۔ جو بات تھی ہے اُس کے ماننے میں کیا ہر جس ہے
یہ سب یا تیس این سیا سی کہتا تھا۔ اور ان کا تلقین کرنا چاہیے۔ لیکن
جو بات اُس کی خلاف عقیدہ مومنین ہو اُس کو رد کرنا چاہیئے۔

(شمس الغنی ص ۱۵۱)

جناب علیؑ کی تعریف میں اُس نے جو کچھ کہا شیعہ سب ماننے ہیں یعنی علیؑ کو خدا بھجتے
ہیں۔ البتہ عبداللہ بن سبأ کو رسول خدا ماننے میں تھوڑی سی فروائی ہے۔ وہ یہ کہ پھر
مسلم اولوں میں حصہ کر خود کو مسلمان جعلانا مشکل ہو جائے گا۔ وہ مزائی۔ مدد و می۔
اور خوجہ کی طرح سبائی کہہ گر خود سے دور کر دیں گے۔ اور ان تحریکی کارروائیوں کا
موقع ختم ہو جائے گا جو ابھی سا عہسانہ رہنے میں شامل ہے۔

کلمہ طیبہ میں اختلاف | غالباً بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ شیعہ کلمہ طیبہ کی کہیں
طیبہ سے مختلف ہے اور اُس کی وجہ بھی ہے۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كہنے والے کے لئے یہ عقاید رکھنا کہ یہاں
تحا جس کا اد پر ذکر ہو ہے چنانچہ ان کا کلمہ ہے۔
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى وَلِيَ أَمْرَهُ۔ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ۔“

وخلیفہ بلا فصل، جس کا تزجیر مولوی فرمان علی نے شیعہ پتوں کو لیوں سمجھایا ہے۔
یعنی ائمہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ محمد ائمہ کے پیغمبر ہیں۔ علی ائمہ کے ولی ہیں اور رسول
خدا کے وصی یعنی جانشین۔ اور بلا فصل خلیفہ رسول ہیں۔ (شیعہ پتوں کی نماز)

علی دلی ائمہ کے معنی عام طور پر شیعہ ذہن میں یہ ہیں کہ علی علیہ السلام ائمہ قافی کے
دلی عبد جی لیجی حضرت عیسیٰ کے سوتیجے بھائی۔ غالباً ان کی صورت اس لئے محسوس ہے کہ
کہ اللہ میاں نے اپنے بڑے بیٹے حضرت عیسیٰ کو جلدی میں آسمان پر بلالی تھا۔ وہ اپنا
مشن پورا نہ کر سکے۔ اس لئے دنیا کا کار دبار جب تھا و بالا دیکھا تو ایک اور بیٹا
یسوع کا نیصلہ کیا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ سچی بار ایک یا عصمت کنوادی طریکی کو اس
کام کے لئے پسند فرمایا تھا اس بار ایک چار پتوں کی ماں فاطمہ زوجہ ابو طالب کو تجویز
کیا۔ اس پیدائش کا منتظر ایک زندہ جتہد الحصر تیڈ کلب حسین صاحب عن کبیر میاں
ساکن کراچی کی زبانی میال شیعہ میں سنتے جس کے بدایلوں صاحبزادی گواہی کی موجود ہیں۔

«جب جناب عیسیٰ کی ولادت کا وقت آیا تو عمریم کو حکم چوا کر

بیت المقدس سے نکلو رہاں بہت نہیں تھے مگر ایمروں نہیں کی
ماں کو کعبہ میں جانے کا حکم ملا اس جس میں تین سو ساٹھ بت تھتے ہی
تھے) اگر عیسیٰ خدا کے گھر میں پیدا ہوتے تو نصراٹیوں کو دلیل ملتی کھدرا کا
بیٹا خدا کے گھر میں پیدا ہوا اور علی کعبہ میں پیدا شہرتے تو خانہزاد
خدا اور وارت خلیل اللہ ہونے کا شرف کیونکر ملتا۔ چنانچہ کعبہ
میں ولادت کا شرف دیا۔ یعنی علی کا زیرتہ غانہ خدا کا گھر بنا اور جس
طرح شب معراج حبیب و محبوب کے علاوہ کوئی غیرہ نہ تھا۔ اسی طرح
کعبہ کی جہانی میں بھی کوئی غیرہ نہ تھا۔ حبیب ولی فدا ہمہن ہو اور ائمہ

سماکریم و رحیم میزبان ہو تو کیا کچھ سامان نہ ہوا ہو گا۔ رحمت خدا
گپواردہ بنی۔ علم الہی سے خدا میں۔ آنکھوں کو عین اللہ کہا۔ کاٹوں کو
اڑوں ائمہ کہا۔ زبان کو اسان اللہ اور ہاتھوں کو یہ ائمہ کہا۔ جب
ہمہنی ختم ہوئی تو علی کی ماں خدا کے گھر سے شیر سا پچھے گو دینیں لیکر نکلیں

مومسودہ و دپڑھو۔ اپنے لہریلہ و لہر گولہ کو مجھوں جاؤ خدا کے گھر پیدا ہو گیا
لورکیسا بیساو ایسے میربان کے سامنے پیدا ہوا۔ خود میربان نے تال کاٹی ہو گی۔ بہلا یاد حلا یا چوکا
آلائش دُور کی ہو گی اپنے علم سے عزادی ہو گی۔ گود میں کھلایا ہو گا۔ ان کی آنکھوں کو اپنی بندھیں
کاونڈ کو پہنچان۔ زبان کو اپنی زبان اور رہنماؤں کو اپنے یادخواہی کس خرستے کہا ہو گا۔ کیوں نہ کہتا
خدا کے ہاتھیاں۔ آنکھ کان، تاک کیاں اپنے دلیں ہر چیز اتم و اکن دیکھ کر کتنا خوش ہوا
ہو گا۔ کاشِ عِجَابِ میں۔ لاتِ دعَیٰ اور دیگر تین سوسائٹی دیوبی دیوتاؤں سے ان کا چشم
دیکھنے کے گروہیں تو جناب امیر نے بڑے ہو کر دوڑ۔ رسول پر جڑھ کر توڑ پھینکا۔
اسی سلسلہ صدیوں کو جانا ہے امیر کی پیدائش کے حالاتِ نیل کے۔ الیتہ شیعوں کو امام غائب
سے غیب سے معلوم گوئے تھے یا ہبیل ہمارا ج کی رو رے پوچھتے ہی سو گا جواں
پیدائش کے یعنی شتابد تھے۔

دوسراء عوی و صی رسول اللہ یعنی رسول کا جانشین ہوتے کا عجیب ہے ۲۷ سال تک
ثلاثت پسرہ آئی پھر بھی عقیدے کو کیا کہا جائے جسے چاہئے اذھا کر دے۔
تیسرا دعوی۔ خلیفہ بافضل ذو سرے دعوے کی شخص تاکید ہے اور ولی ہی بیجیا
اور لغو ہے ووچن کلمہ طیبہ کا مذاق بنانے کے لئے شامل کر دیا ہے۔ اور اس سے زیادہ
نہیں جیسے ہندو کہتے ہیں کہ دنیا کا کے کے سینگ پر کمی ہوئی ہے جب وہ سینگ بدلتی ہے تو
رزلہ آ جاتا ہے۔ اسی لئے وہ کاکے کو پوچھتے ہو رہے خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔
چاکا کا گائے کو کھانے والوں کی جان لینے سے بھی باز نہیں آتے۔ افسوس کہ ہمارے شیعہ
بھائیوں کو بیس تیس سال کا فضل کوئی فضل نہیں معلوم ہتا۔

شیعہ توحید کا یہ حال ہے اور اس پر دعویٰ اسلام بھی ہے بخشش کی امید بھی ہے۔
مسلمانوں ہیں نام بھی ہے اور خلا ایک ہے کافر نہ بھی بلند کرتے ہیں۔ اب چلئے اگ کے قرآن
کا عال دیکھا جائے۔ کہتے ہیں ہمارا قرآن ایک ہے۔

ہمارا قرآن ایک ہے

قرآن پر شیعہ عقاید افسوس کا مقام ہے کہ سیانی گردہ قرآن سے ناہل ہے۔
نہ اسے پڑھنے کی توفیق رکھا ہے رسمحنتے کی۔ الیتہ مقدمہ

پر داڑی کے لئے کوئی پیش کرتا رہتا ہے۔ مثلاً امام حیران امۃ کا ترمذ کلب حسین صاحب فرماتے ہیں قم کیا اپنے لوگ ہو اور مجالس شیعہ صنک بولنکھتے ہیں اس آیت کے حقیقی مصادق آئندہ معمصہ میں ہی تھے اسی نے بعض مفسروں نے اس کو خیر امۃ بھی پڑھا اور یعنی اُمت کو آئندہ پڑھنا سب ان کے ہاں جائز ہے۔ جب الفاظ بدل سکتے ہیں تو معنی بدلتے سے انھیں کون روک سکتا ہے۔ ایت ذرا ان کے عقاید ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ قرآن کو یہ کلام قدیم نہیں مانتے۔ یکونک قدیم کی نہیں ہو سکتے (عقاید الشید صفت) ہے شب آپ کو حق ہے۔ آپ ہرگز نہ مانئے جب آپ نے خدا نیابنا لیا۔ رسول خدا نیا کھٹا کر لیا۔ خوب نیابتار کر لیا۔ تو پھر قرآن کو کلام قدیم ماننے پر آپ کو کون مجبور کر سکتا ہے۔ آپ کا تر آن تو بالکل تازہ بتازہ مجالس عزاء میں تیار کیا جاتا ہے جہاں نئی نئی آیات پیش ہوتی ہیں اور نئے نئے معنی نکالے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارا خقیدہ ہے کہ قرآن کا پورا پورا علم حضرت علی علیہ السلام کو محمد ان کے بعد ہمارے آئندہ کو پورا پورا علم قرآن تھا۔ (عقاید الشید صفت)

یہ خقیدہ دراصل اس شیعہ حدیث کھتم ہے۔ قرآن کے امر اور رمز کو سچے االیل بیت کے کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص حدیث التقلیبین کو بنوائے وہ دین سے خارج ہے۔ (کنز المطاعن)

اور قرآن کہتا ہے۔ یہ نے قرآن کو نیعت پکڑنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ کوئی ہے جو نیعوت حاصل کرے۔ ۱۷ - ۵۳

حقیقت یہ ہے کہ مفہود پر داڑی کے لئے سارا قرآن تو نہیں بدلا جاسکتا تھا۔ ایک ایک دو دو لفظ بدل کر مجہد صاحب جو جاہیں اپنے سامنے میں کھالیں۔ جو خود قرآن سے نا بلد ہوتے ہیں اور یہ بات اُسی وقت تک ہون ہے جب تک وہ خود قرآن پڑھ کر بخشنک کو شش ذہنتر دع کریں اسی نے بھی ہے۔ حالے حاضرین مجلس حصہ کہا جاتا ہے کہ اماموں کے بعد کسی انسان کی قدرت میں نہیں کہ قرآن کو سمجھ سکے۔ اور وہ اسے تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔

اس عقیدے کے دعوے پر پھر خور فرمائیے کہ پورا پورا علم صرف حضرت علی کو تھا اُن کے بعد دوسرے اماموں کو ہوا۔ مگر اس میں رسول خدا کا کہیں ذکر نہیں کہ ایکیں تھا یا نہیں۔

حضرت بلالی فاطمہ کا تو خرذ کر بھی کیا۔ اُن کے میان خود قرآن ناطق تھے وہ قرآن حاصل کو کیا کرتیں۔ جس طرح ہماری بھیگ صاحب جب سے ریڈیو آگیا ہے اخبار نہیں دیکھتیں فرمائیں ہیں کہ جب تاہم جریں ریڈیو پر مل جاتی ہیں تو اخبار سے کون آنکھیں چھوڑے۔

بحالی ظفر صاحب! قرآن بھی آپ نے دیکھایا پڑھایا ہوتا تو اس میں پائے کہ یہ فتنہ ان ایک جاہل قوم پر اس کے سوچنے اور سمجھنے کے لئے نازل ہوا تھا جس نے بالآخر ان کی کھنڈت اس طرح بدلتی کہ آپ کے بزرگ بھی چلا پڑے۔

زشیر شتر خوردن دسوسمار عرب راجیا رسمید است کار
ک تخت کیاں را کند آرزو لفوبر تو لے چڑھ گرداں تفو
یعنی اونٹ کا درود ہی ہے وائے اور سوسمار کھانے والوں سے ہمارا مقابلہ ہوا اور
وہ ایران کے تخت و تاج کا حوصلہ کریں۔ لے آسمان بھم پر لعنت ہے۔

اور یہ اُسی قرآن کا طفیل تھا جس کے احکام کی وہ تعمیل کرتے تھے۔ اگر وہ بھی اُسے آپ کے اماموں کی طرح بعل میں دیا کر غائب ہو جاتے تو عرب قوم اور عربی زبان کو دنیا میں کون جانتا۔ مجبور ایسی کہنا پڑتا ہے کہ خدا آپ کو قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق نہ دے اور آپ بھی اپنے بزرگوں کی طرح اپنا دین ایمان چھپیا رے روئے پہنچے پہلے جائیں۔

۳۳۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو قرآن موافق تحریک حضرت علی علی السلام نے جمع کیا تھا۔ وہ نسل بعد نسل اُہمارے آپہ کے پاس محفوظ رہا۔ اور اب وہ بارہوں نام علی السلام کے پاس ہے۔ (عقامۃ الشیم ص ۳۳)

بحان اٹھ۔ آپ کا قرآن بارہوں امام کے پاس ہے۔ اور عقامۃ اُس قرآن کے بارے میں تحریر فرمادی ہے جسے آپ مانتے نہیں یعنی مصححت عثمان سعیدیوں کا قرآن یہی بھی شرارہت کی انتہا ہے مگر آپ بھی کیا کریں گے آپ کا تو نہ ہبہ بھی ہے۔

ہم نے سوال کیا تھا کہ جناب رسول خدا کو بھی قرآن کا کچھ علم تھا یا نہیں اس نے آپ کو اشتیاق ہو گا کہ شیعہ جواب معلوم کیا جائے۔ آئیے مجالس شیعہ سے ایمان تازہ فرمائے مجہد الحصر جنایت کلب حسین صاحب کبتن میان فرمائے ہیں۔

قرآن کیسے اُترتا [علی ماں کی گود میں قرآن حاصل تھے رسول کی آنوش] میں قرآن ناطق ہو گئے اگر روح اللہ نے پیدا ہوتے ہی

کہا کہیں خدا کا بندہ ہوں اُس نے جھوکو کتابی بھی دی ہے سادہ بُنیٰ بھی رُنایا ہے۔ تو مولود کعبہ کا آخوند خاتم النبیین میں آکر کلام کرنا۔ کیونکہ بالوں کے عقل انہی کے قول کرنے کے قابل نہیں۔ وقت والا دت ہی سے جس کا علم یہ ہے معرفت یہ ہے وہ اگر آخوند رسالہ میں آیات الہی کی تلاوت کر دے تو توجیب کیوں ایکار کیوں ہو۔ علی کے منہ میں رسول نے زبان دے دی۔ یا محمد مصطفیٰ نے اس ان انتہے زبان میں کردی۔ سب کلام اللہ جاری ہو گا تو میری زبان سے اور ظاہر ہو گا علی کے دہن سے۔

﴿جَمِيلٌ شَيْءٌ صَّلَوةٌ لِلْفُض﴾

ذراغور سے دیکھنے کیسے راز ہائے درون پر دھاک ہو رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں رسول اللہ کو چالیس سال کی عمر میں بنوت ہی اور جراثیل علیہ السلام نے پہلی سورت اقرام اسم ریث الاعلیٰ سکھائی۔ مگر ہمارے مولوی یعنی صاحب فرماتے ہیں۔ رسول اللہ طیبے ردم شناس تھے علی کے پاؤں گود میں دیکھ کر بچان کئے فوراً دوڑ کر اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی معلوم تھا علیٰ کی زبان کو اللہ نے اپنی زبان کہا ہے یعنی اپنی زبان اللہ کی زبان سے مس کر لی۔ اب کلام اشتعاری ہو گا تو میری زبان سے اور ظاہر ہو گا تو علی کے دہن سے چنانچہ فوراً ہی حضرت علی قرآن کی آیات پڑھنے لگے اور رسول اس کو یاد کرنے لگے۔ دس سال میں جب یہت پچھا یاد ہو گیا۔ تو دعوائے بتوت کر دیجئے۔ تو گوئے پوچھا یہ کس کا کلام ہے تم تو آتی تھے۔ فرمایا مجھ پر دھی آتی ہے۔ جیر بیل لاستے ہیں۔ فعدہ بالله چھپنے والا۔

پھر جناب امیر کو ہوش تھے میا آپ نے باز پُرس فرمائی۔ یا اپنے یہ کیا کیا میرا کلام اپنی طرف سے پیش کر کے بنی بن پیٹھے ساپ میں ٹراہوا ہوں خود تسلیخ کر سکتا جوں کیا کوئی۔ جناب رسول نے سمجھایا کوئی بات نہیں تم غم نہ کرو تم میرے دزیر ہو۔ میرے بعد میرے وصی ہو گے۔ میرے کوئی اولاد نہیں۔ سب پچھے تھا راہ ہے۔ تم میرے خلیفہ بن جانا اور اپنا کلام اپنے پاس رکھتا۔ پھر جب حوض کو تر پر ملاقات تر جو گدھاں سب حساب جیسا کہ در حقیقت ہے۔ کہیے کیسی ری۔

حَمْرَلِيتْ قُرْآنَ كَأَعْظَمْ أَعْظَمْ | آنَا حَمْرَلِيتْ سلطانِ عَزَّزَ صَاحِبَ سَابِقِ شَشَنْ بَجْ جَوْنَذَبْ

امامیہ کے مبلغ بن گئے ہیں۔ قرآن پر رسیکرڈن اخراجات کے ہیں جو خرافات اور بکواس
محض میں نمودہ دیکھئے۔

"محض لوگوں کے سینو لس چھوڑ دینے سے تو تحریت کا امکان

کی گناہ ہو جائے اور اس کا بالکل ضائع ہو جاتا ہی احرارِ قیامتی ہوتا

ہے۔ عقل سیلم اس کو با ول نہیں کرتی" (البلاغ المبین حضرت دوم ص ۲۳)

ششنج حاجب کی عقل سیلم ملاحظہ فرمائی۔ جو خرافات صدیوں سے ان کے
پیشہ و چیزے تھے اور جنہیں اپناتے ہوئے شریف شیخ شریف تھے ہیں یہ کمال پے حیا نے سے
صبط تحریر ہیں لا کر دنیا کو دھوکا دیتے کی کوشش فرار ہے ہیں آپ کا قیاس ہے اور بقول
ان ہی کے "أَقْلَ مَنْ قَاسَ إِلَيْهِنْ"۔ یعنی سلاطین اس سے کام پیشوا لا ابلیس تھا۔ کہ مسلمانوں
کا قرآن و صرف سینتوں میں محفوظ رہا یعنی حفاظت کے ذمہوں میں وہ دراصل تلف ہو گیا اور
بدل گیا مگر اصلی قرآن جس پر ان کو بھروسہ ہے وہیں رہا جہاں اُسے ہونا چاہیے۔ یعنی نام
غائب کی بقول ہیں۔ اور ان کو تما قیامت نصیب نہ ہو گا۔

معاذ اللہ ایں رافضی کی جارت کو دیکھئے خدا کے کلام کو جھٹکا رہا ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ لے پہنچر آپ قبل اختتام وحی اپنی زبان نہ بیان کیجئے کہ جذر زبان پر برجوہ جائے
یہ ہمارے ذمہ ہے کہ اسے آپ کے قلب میں محفوظ کر دیں اور رُکھیک پر مہادیں۔ جب
پڑھ دیا جائے تو آپ اس کو دھرا بایکچیجئے۔ پھر اس کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔

ر الفیاضۃ آیۃ ۱۵ - ۱۸

مگر یہ اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ کہتا ہے کہ ذہن میں محفوظ رکھنے سے تلف ہو جاتا
یقینی ہے۔ اور کیوں نہ موجب تیرہ سو سال میں ایک رافضی بھی حافظ قرآن نہ ہو سکا۔
اس پیچارے کو کیسے یقین آئے کہ قرآن ایک دو دس نہیں لاکھوں اور کروڑوں کی
بندگان خدا کو لفظاً و لفظاً و حرفاً و حرفاً آئی بھی یاد ہے اور دو کسی محوڑے رافضی
کا تحریف برداشت نہیں کر سکتے۔ لہاس کے کچھ مکی شیرینی کے لاکھیں بدالوں جیسے
چند لٹا کیں ہیاں کی تحریف کو من کرنی چاہیں اور دم بخود رہیں۔

جمع قرآن پر مفسرہ

کرنے کی طرف اخلاق رسول خدا نے شروع ہی

ستخواهد دی۔ حضرت علیؓ کے پاس آئے جمع کرتے جاتے تھے اور امانت کو
مطلع کرتے جاتے تھے کہ قرآن علیؓ کے پاس ہے۔ یہ قرآن اور مسیحی
حضرت قیامت تک ساتھ رہیں گے جو قرآن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے
وہ علیؓ کے پاس آئے۔ (ص ۳ البلاع المبین حصہ دوم)

یعنی رسولی اصلی قرآن تو علیؓ کو دیتے جاتے تھے اور معاذ اللہ! تحریف شدہ
قرآن سینوں لہواری بیبیوں کو سُتاتے تھے۔ جس میں سے بخوبی چوک ہوتی تو وہ خود بھی
مخلّة برہاتے رہتے۔ مگر اصلی قرآن علیؓ کے پاس جمع پوتا رہا تھا غالباً اماں بر سیف ڈیپارٹ
لارکے اندر اور رسول اللہ راضیوں سے چیکے سے بتا دیتے تھے کہ قرآن کا علم پکھنا اور
تو علیؓ کے پاس جاؤ۔ میرے پاس جو کھج ہے وہ سینوں کے لئے اور غلطیوں سے
پرکھے۔

پھر علیؓ نے اُس قرآن کا کیا حشر کی اسی راضیتی ششنج چ کی قابوی زبان
میں سمجھئے۔

”کیا آپ کافیاں ہے کہ جناب رسول خدا اسی طرح لپرواہی
کے ساتھ قرآن شریف کو بکریوں کے حوالے کر کے دنیا سے رخصت
ہو گئے۔ کیا انہوں نے اپنے وصی و جانشین و باب المرئۃ الاطمکے
ذرت جمع قرآن کا فرض نہیں لگایا تھا۔ ضرور لگایا تھا جب یہ تو حضرت
علیؓ نے اس فرض کی ادائیگی میں اس کام کو سب سے اول کر کے حکومت
کے سامنے پیش کیا۔ مگر حکومت نے بوجوہ چند درجہ درجہ جو ظاہر ہیں اُس
قرآن کو قبول کرنے والی شائع کرنے سے انکار کر دیا جس پر حضرت علیؓ نے
فرمایا کہ اب تم قیامت تک قرآن کو نہیں دیکھو گے“

(البلاغ المبین ص ۳ حصہ دوم)

یعنی وہی مشکل ہوئی۔ دھولی پر بس نہ جلا گدھے کے کان اس سُتھے۔ جناب امیر
حضرت تو ایا اہل حکومت پر مگر بھاڑ دالا۔ اصلی قرآن۔

اس سے جاسترشی کو سمجھتے ہوئے شرم شمنی آئی۔ پڑھا لکھا ہے عقلی سیکھ کئے
لکھی وحی کرتے ہے۔ مگر اسے خصیت پیشوں کی مفرد لئے رہا یتولیہ غور نہیں کرتا۔

۱۶۹

یہ لکھتا چلا جاتا ہے اور نہیں سوچتا جو چیز کتاب میں لکھدی جائے گی وہ پڑھنے لئے لوگوں کے ہاتھ میں یا اسکی اور وہ اس بخوبی دی جھالت پر کتنا کڑھیں گے۔

ہمارا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ غلام محمد نے پاکستان کی پہلی مقام تورٹی توقیم نے آفت پیاری اس کی زندگی رو بھر کر دی۔ پھر حزل ایوب نے سد سکندر ری یعنی پہلا دستور کہہ لیجئے رافضیوں کا قلعہ البرز تھا۔ مشروخ کیا تو سور پیا ہوا ہے۔ بیکچ بیچ پلاریم ہے۔ ہمیں ہملا پڑانا آئین دو۔

اور ہولا صاحب نے امت مسلمہ کا آئین۔ شریعت کا دستور ایک نئی زندگی کا نظام دیباً د آخرت کی خلاف کا ذرع یعنی اصلی قرآن پھاڑ کر پھینک دیا۔ اور کسی رافضی نے بھی زبان سے اُف نہ کیا۔ اتنی مبارک اتنی محترم کتاب سے قیامت تک کی خود می ہنسی خوشی قبول کر لی۔ جناب مولا کو غصہ آیا تھا تو خلیفہ سے پیٹ جلتے۔ دو لمحاتر نہیں اخفاکتے تھے دامتہ ہی سے چباؤ لئے۔ رات میں جا کر اس کا گلہ گھونٹ دیتے یا اپنے شیعوں کو یعنی جناب عبدالشہن سیما اور ماںک اُسرتھر کو اسی وقت بیلا لیتے اور غلط قرآن کے نقاد کو روک دیتے۔ مگر ناعاقبت انہیں اور علبد بازی ملاحظہ ہزا یہ کہ اپنا اصلی قرآن جو رسول اللہ نے خاص طور پر جمع کروایا تھا ضائع کر دیتے۔

سینوں نے اس کی پروادہ نہ کی تو رافضی یہ باتھ روک لیتے کہتے ہیں اس کا پ انہ کو ہمارے لئے رہیتے رہیجئے۔ ابھی چھار ستمہ ہجمنان کے مرنے کے بعد اس کا نقاد کر دیجئے گا۔ اور اگر آپ کو کبھی خلافت میسر آنے کی آمید نہیں ہے۔ تو اسے اپنے چیاعمال کو دیدیجئے۔ یا عبدالشہن عیاسی کو دیدیجئے۔ وہ درس قرآن و حدیث دیتے ہیں اس اعلیٰ قرآن سے بھی استفادہ کرتے رہیا گے۔ کیا المحب سے کہ دونوں قرآن موجود ہوں تو امت کسی وقت جھوٹ اور سچ کا انتیاز کر کے بکری۔ عُزُری اور عثمانی قرآن کو رد کر دے مگر کسی شیعہ نے یہ نیک متورد جناب امیر کو نہ دیا۔ اصلی قرآن تلف ہو جائے دیتا تک قیامت تک اس کا روشنار و تے رہیں۔ اور اسلام میں تفرقہ دا لئے رہیں۔

کتابت وحی اور جمع قرآن پر اعتراضات

اجب آنحضرت نکسہ بھوت کر کے مدینہ تشریف لا پے۔
اس وقت زید بن ثابت کی عمر گیا وہ بر سکھی اور خاص ذہانت و دکا دستم کے ماںک بھی

نئے۔ تجھب اور سخت بیویت ہے کہ ایسے لڑکے کو اس کام پر مقرر کیا جاتا ہے اور حضرت علی کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا (البلاغ المبين ص ۳۴۳)

یہ زید بن ثابت رسول اللہ کے مقرر کردہ کاتب وی تھے۔ مزرا صاحب معاذ اللہ رسول پر تبران بھی رہے ہیں کہ علی کے ہوتے ہوئے اگتا ہے وہی کا کام ایک گیارہ بارہ برس کے چوکرے کے تفوقیں فیاضیا اور علی کو نہ پوچھا۔ استغفار اللہ ان منافقوں کی زبان اور جرأت کا اندازہ لگایے۔

سم۔ ”جب زید بن ثابت کو مجبوراً یہ پیارا ٹھانپر اتو انہوں نے سب سے پہلے حضرت عالیٰ اللہ اور حضرت حفصہؓ سے جتنا بھی قرآن اُنکے پیاس تھا وہ طلب کیا“ (آفاسلطان مرناصت ۳۴۳)

بے شک بڑا ظلم کیا۔ اچھات الممتن سے پوچھا۔ حالانکہ اُنھیں عبد اللہ بن سبیع رسول اللہ کی بیگنات سے پوچھتا چاہیے تھا۔ تاکہ رافضیوں کے لئے قابل قبول ہوتا۔ زید بن ثابت کی یہ ناجھ پر کاری بھی کہ اہل بیت رسول سے رجوع ہوئے اور قرآن کی سورتیں اور آیات طلب کیں۔ اُنھیں پہلے آفاصا صاحب کے اجداد سے کوئی میراث کرنا چاہیے تھا۔ اب دیکھئے جمع قوانین کی کیمی کے میران کون کون تھے۔ زید بن ثابت کا حال پہلے گزرنے پکالہے جیسا کہ عبد اللہ بن زبیر نے اسے تھے۔ حضرت ابو بکر کے ستمہ میں پیدا ہوئے۔ کویا جمع قرآن کے وقت انکی تقریباً ۲۳ سال کی تھی۔ یہ ہونہاں لے جو ان جن کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ زیر بن عوام ہم میں سے تھے جب تک ان کے بیٹے عبد اللہ بڑے نہیں ہوئے۔ سن تیز کریمہ سے کراموں نے اپنے باب کو حضرت علی کے مقابلہ کر دیا۔ جو کہ جملہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ سعید بن العاص بیوی امیہ میں سے تھے۔ اُنھیں پیدا ہوئے۔ جمع قرآن کے وقت ان کی عمر ۲۴ سال کی تھی۔ ان کے فالدبر رکوار کو حضرت علیؓ نے حنگہ بدہیں قتل کیا (وغیرہ وغیرہ دیگر مکروہات تبران کے بعد سوال کرتا ہے) تو کیا احتمال نہیں ہو سکتا کہ اور ایسی آئیں ہوں گے جو جمع ہونے سے رہ گئیں کیونکہ زید بن ثابت کے ذہن سھاٹر گئیں۔ اس جمع شدہ قرآن کو چاہئے تھا کہ مسجد میں صاحاب کے جمیع میں پیش ہوتا۔ تاکہ اس میں کوئی آیت نہ ہوتی تو دیگر لوگ اس کی کمی کو بخواہ کر دیتے۔ بلکہ بہتر قوی تھا کہ تمام سلطنت سے قرآن تشریف جمع کر کے اُس سے

یہ ایک ایسے جیت ششنج کے اعترافات لائی ہیں جو خود اپنے قرآن سے ناپلدا ہے۔ اس کے قرآن کرام اول نے تلف کر دیا۔ پھر وہ سبے اماموں نے جو قرآن شیع گرو عبدالشہب بن سبیا کی نزیر پدراست تیار کیا تھا۔ وہ ایک مال کے پیٹ سے نکل بھائے والانے بھاگا۔ اور تیرہ سو سال سے مفقود اخبار ہے جسے صح شام اور رات کو ہر روزانے کے بعد بلاتے رہتے ہیں۔

السلام علیک یا سُلَیْمَانْ
یعنی اے شیعوں کا قرآن لادے لادے
عجل اللہ فرجِ حکیم و سهل اللہ فرجِ حکیم
پھرے دائے امام صاحبہ۔ المذاہب کو
ردِ غلطے زیارت دیجئے۔

اور دلیری دیجئے کہ مسلمانوں کے قرآن کی ساری خامیاں بیٹھنے کا رہے ہیں ۲۳-۲۴
سال کے لا کوں نے اس قرآن کو جمع کی جسے خلیفہ نے حرفاً آخر کب کہ جاری کر دیا۔ نہ مسجدیں
پیش چوانہ مسلمانوں کو بیتہ چلا اُس میں کیا لکھا ہے۔ نہ کسی راہضی کے دعویٰ اضافات کو کو اڑ
کیا گیا۔ کویا وہ بھی علی کا قرآن تھا جو پیش ہوا اور رہ ہوتے ہی تلف کر دیا گیا۔

اس عبدالشہب بن سبیا کے فرزند مسعود سے کون بوجھے کہ خلیفہ عمرؓ نے جب میں رکعت
تراویح کی جا رہی کیس اور علیؓ کو اُن کے پیچے کھڑے ہو کر رمضان بھروسہ قرآن سُشاپردا
تو کتنی غلطیاں نکالیں۔ کون کوئی سورتیں ترمیم شدہ یا تفسیح شدہ پائیں۔ لستی بار امام
کو لعمر دیا۔ اور اُن کی اصلاح کے لئے کیا سی فرائی۔

سم۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ بلکہ اُسے مکمل قطعی کر کے کسی اور کو اُس پر گفتگو کر لئے کا حق بھی
نہ دیا۔ اور جس نے اُسے قبول کرنے سے انکار کیا اُسے مارا۔

(البلاغ المیں ص ۳۵)

یعنی جب جناب امیر علی السلام غالب علی مل غالب نے اسے ملنے سے انکار کیا تو
حضرت عثمانؓ نے اُن کی پیٹاٹی کی استغفار شد۔

انوس صرافوں یا اپنے امام اول کی ہڑت اخراجی فرمائی جا رہی ہے۔ اور اسی پر
محنت کا درجہ بیٹھی ہے۔

۵۔ یعنی سختی کی دراخالیک خود قرآن کا علم نہ رکھتے تھے اور اپنے باشکن قرآن نہ تھا۔
رالبلاغ المیں ص ۳۶

یہ تو خلیفہ کا فرض تھا جو کچھ اپنی دانست میں تھیک کیا ہے تسلیم کرو اکر چھپوڑا کسی کو بغاوت یا عدوں حکمی کرنے کی توجہ رکھتی ہوئی نہ موقع دیا۔ وہ سبائی اماموں کی طرح نہ تھے جو چوری پچھیے قرآن جمع کرتے اور پھر مارے خوف کے اُسے تلفت کر ڈالتے تھے ایک نعمود کی بیٹھ پر لاد کر اُسے فرار کر دیتے۔

- اتنی مشکلات جمع قرآن میں آئیں مگر حضرت علی کی طرف رجوع نہ کیا۔

(البلاغ المبين ص ۲۷)

مشکلات سے جو اندر نہیں گھبراتے۔ علی کی طرف کی رجوع کرتے ہو شرم سے ڈوب مرد ایسی کہہ چکے ہو کہ علی نے اپنا قرآن تلفت کر دیا تھا پھر کیا خاک بتاتے ہو ان سے رجوع کیا جاتا۔ مگر تم تو اپنے جاہل شیعوں کو خوش کرنے کے لئے بھوٹ بھ کے پل باندھ رہے ہو۔ تبرا اور لقشیہ کے لواہ لوت رہے ہو، تمہاری بلاسے علی یہ نام ہوں یا اسلام رسم ہو۔ مندرجہ بالاتر اخذ کرنے کے بعد شش نجح صاحب اپنا نیصد صادر فرماتے ہیں۔

"ان تمام امور سے صریح ثابت ہے کہ جمع قرآن ایک سیاسی تدبیر تھی۔ امام لوگوں کو جانا مطلوب تھا کہ حضرت علی سے بہت اعلیٰ درست و افضل لوگ موجود تھے۔ ان میں تو معاذ اللہ قرآن جمع کرنے کی بھی اہمیت نہ تھی۔ ان سے ۲۷ برس سے چھوکرے زیادہ عالم قرآن تھے"

(البلاغ المبين حصہ دوم ص ۲۸)

دیکھئے کتنا بڑا ظلم جناب سولی علی پر کیا گیا۔ ۲۳ سال کے چھوکر دل کو جمع قرآن کیٹی کا صدر شاہیا گیا (زیبین ثابت کا تب دھی رسول کی طرف اشارہ ہے) مگر جناب علی کے سے باب العلم کونہ پوچھا۔ حق کہ معمولی ممبر بھی نہ بنایا گیا۔ آئیں اور سورتیں جو بھوٹ کی تھیں حضرت عائشہؓ اور حضرت حضرةؓ سے پوچھی گئیں مگر علی جو اپنا قرآن تیار کئے بیٹھے تھے۔ لئے دیکھتے رہے پوچھنے لیوے۔ ان چھوکر دل نے سیاسی اغراض کی تخت بڑی کانٹ چھانٹ کی اور بہت سی سورتیں اپنی طرد سے بنا کر شامل کر دیں۔ اور اللہ میان کی دعویٰ بھی خلط کر دیا جنہوں نے ساری عرب قوم کو لکھا رکھا کہ ایک سورت ہی سبھی اس قسم کی بنا کر لائیں تو واقعی یہ چھوکرے علی سے زیادہ ہو میشار نکلے۔ علی تو حضور فرمی قہہ آہ تھے میسے تھے جو رسول نے اُمت سے پھپا چھپا کر جمع کرنے کو دیا تھا۔ گران چھوکر دل نے تو کمال کر دیا۔ ایسا قرآن تیار کر لیا جسے تیرہ سو سال سے ایک دنیا کلام اللہ جا نکر

پڑھتی حفظ کرنی سمجھتی اور اس کے احکام پر عمل کرتی ہے۔ جو اس قرآن سے بدر جبار ہے۔ وہ امام غائب کی پیشہ پر لدا ہوا ہے جس کے بوجھ سے وہ بیچارے نئل نہیں پاتے۔ باوجود لاکھوں رافضیوں کی دعاویں اور منقول کے جو تیرہ سو سال سے ہو رہی ہیں اُن کا نہ نکل سکنا دلتی بیٹنا ک حقیقت ہے۔ مگر ان احققوں کو کون سمجھائے۔

لیکن ٹھیک یعنی آغا ماحب کے فیصلہ کو پھر پڑھئے۔ شاید انہوں نے نقیہ سے گام لیا ہو۔ اُن کے الفاظ کے معنی کچھ اور ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔ عام لوگوں کو جانا تھا کہ حضرت علیؑ سے بہت اعلیٰ و بہتر و افضل لوگ موجود تھے۔ اور حضرت علیؑ میں قرآن جمع کرنے کی بھی اہلیت نہ تھی۔ آغا ماحب نے ۲۲ برس کے چھوٹوں کو علیؑ سے افضل و اعلیٰ گردانے کا انتظام بنا دو۔ نہیں کیا ہے۔ پہلے تاریخ سے دیکھیں معاملہ کیا ہے۔ علیؑ سے کہا جاتا کہ قرآن جمع کر دو تو وہ حکم بجا لاتے یا انکار کرتے کیونکہ وہ تو کسی خلیفہ کو خلیفہ کو خلیفہ۔ تسلیم ہی نہیں کرتے تھے چنانچہ شیعہ کلمہ بھی کہتا ہے کہ وہ خلیفہ بلا فضل تھے۔ اور تینوں خلیفہ غاصبان خلافت تھے جنہوں نے اُن کا حق چھین لیا تھا یہ راز ہیں تاریخ کے صفات سے معلوم کرنا ہو گا۔

ایام جاہلیت اور فتنہ نوشست و خواندن جاہلیت کہلاتی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بعثت سے پہلے اُمیٰ تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں بھی جگہ ہوا ہے۔ اور آپ کے اہل بیت بھی اُمیٰ تھے جن میں حضرت نے پل کر سوچ بننے والے۔ چنانچہ شیعہ عقیدہ بھی ہے۔

”ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول کی طرح ہمارے کسی امام نے بھی دینا کے کسی عالم سے کسی درس سے میں تعلیم نہیں پائی تھی۔“

(عفاء الشیعہ ص ۳۳۳ ظفر حسن)

اگلے صفحے پر حناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مکتوب معتبر کہ ہر بیوی ناظرین ہے جو ایک جلیل القدر صحابی حضرت حاطب بن امی بلطف مجھی کے ذریعہ محقق قتل کے پاس جو میر کا روی گورنر تھا بھیجا گیا تھا۔ وہاں شایدی کاغذات میں محفوظ رہا اور اہل بوری کی چھان بیں سے۔ دنیا کی نظر وہ کے سامنے آگیا۔ کہتے ہیں ہے۔

ایک فرانسیسی نے مصر کے قدیم شہر اجیم کے گرجا میں ایک قطبی راہب کے پاس سے حاصل کر کے سلطان عبدالحمید خان فرمانروائے دولت عثمانیہ کی خدمت میں ہدایۃ

فِرَانُ الْأَشَانِ حَرَتْ رِيدَ الْمَرْلِينِ مِنْ أَعْرِيْمِ بَامْ سُلَطَانِ مَقْوَسِ كَحْصَرِ

سَهَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مُحَمَّدُ عَبْدُ اللَّهِ وَ
سَوْلَهُ مُحَمَّدُ الْفَوْسُ عَطْهُ الْفَسْطُ سَلَمُ عَلَيْهِ
مُحَمَّدُ الْعَدَى بَعْدَ سَلَمٍ يَا حَمَدَ
بُو بَالَّهُ الْمَاهِيَّ حَرَسِ
فَلَبِرُ بِهِ لَمَحَ فَلَبِرُ يَا فَعَلَسَا لَفَسَطِ
اَللَّهُ لَلَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ اَللَّهُ
سَوْلَهُ اَسَا وَسَهَ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ
وَكَهُ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ سَهَ
لَدَكَهُ اَسَا اَسَا اَسَا اَسَا اَسَا اَسَا
بُو لَوْلَهُ فَهُوَ لَوْلَهُ اَسَهَدُ ، يَا سَهَ



پیش کیا جو دیگر تبرکات بنویس کے ساتھ قسطنطینیہ کے شاہی خزانہ میں محفوظ رہا تاہم بارک کرم خودہ ہو گیا ہے لیکن اس کی عمارت کتب سیر میں درج ہے جو اس فرمان کی عبارت سے مطابقت رکھتی ہے یہاں مع ترجمہ کے درج ذیل ہے۔

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و حیم ہے۔
یہ خط ہے اللہ کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی جانب سے قبیلیوں کے بادشاہ تقویٰ
کے نام۔ جو ہدایت کی پیری کرے اس پر
سلام۔ بعد حمد و صلواتہ کے میں تھیں
اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول
قبول کر لو سالم و محفوظ ہو گے اور اللہ
تعالیٰ تم کو دو حصہ ایک حصہ عطا کرے گا اور
اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو قبیلیوں کی
گرائی کا دیال بھی تم پیری پڑے گا۔ لے ہل
کتاب آؤ اس کمر کی جانب جو ہمارے اور
تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ
کے سوا کے کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ کسی
کو اس کا متریک مقرر کریں اور نہ آپس میں
ہم ایک دوسرے کو اللہ کے سوا کب
تسلیم کریں اور انگریز کو یہ مبتظر نہیں تو
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے آیہ کہ
دیکھئے کہ ہم توفیق کے مانش والے ہیں۔

اس سے اُس زمانے کے رسم الخط کا اندازہ بخوبی پرسکتا ہے کسی بادشاہ یا گورنر
کے پاس جانو والاختط۔ احتیاط اور اہتمام سے لکھا گیا ہو گا۔ اس وقت جو ہر ہر نے کاغذ میں سکا
ہو گا۔ استعمال کر کے کسی بہترین کامیت سے غوب جا کر لکھنے کو کہا گیا ہو گا۔ پھر ہر بنوی شہنشہ
لیکن ہو گی اور جلیل القدر سیفروں کے کر رخصت کیا گیا ہو گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ إِلَى
الْمَقْوُقَسْ عَظِيمِ الْقَيْطِ۔ سَلامٌ
عَلَى مَنِ الْتَّيْمُ الْهَدِيُّ أَمَّا بَعْدُ
فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدُعَيْتِ الْإِسْلَامِ
فَأَسْلَمْتُكَ لِوَتْكَ اللَّهِ بِحَرْثِ
مَرْتَبِينَ فَإِنْ تَوَلَّْتَ فَعَلَيْكَ أَثْمُ
الْقَيْطِ۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابَ تَعَالَوْ
إِلَى كَلَمَةِ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
إِنْ لَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا وَلَا يَنْهَا بَعْضُنَا بَعْضًاً
إِنْ بَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلُّوا
فَقُولُوا إِنَّمَا شَهَدْنَا وَإِنَّا نَسْلَمُونَ۔

پھر اسے موجودہ دور کے مطبوعہ کی قرآن سے ملائیں کیا یہ زبان حال سے بستا
نہیں رہا ہے کہ کسی تو آموز پیچے ہی نہ لکھا ہے۔ و تعالیٰ حضرت زید بن ثابت ہوں گے، مگر یہ
کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خدمت جلیلہ جناب امیر نے انجام دی تھی۔
آقا صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ زید بن ثابت حضور کے کامب دھی تھے تھوڑتک دوست
ان کی عُرُد س بالہ سال تھی اور حضرت علی ان کے نزدیک کامب دھی نہیں تھے۔ البتا امیر المؤمنین
حضرت معاویہ بن سفیانؓ کو یہ شرف حاصل تھا جس سے کوئی اتفاقی احصار نہیں کر سکتا۔ اب
دیکھئے کہ زید بن ثابت اور دوسرے بچوں کو لکھنا کس نے کھایا تھا۔

تاریخ اسلام حصہ اول شاہ معین الدین ندوی خودہ بد مر ۲۷۲ کے تحت لکھتے ہیں۔
”مشابیر قریش“ میں حضرت عباس عssel بن ابوطالب نو فل الحارث بن عبد المطلب جدین زمعہ
و خیرہ گرفتار ہوئے۔ آنحضرت نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابویکر رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عَنْہُ رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عَنْہُ کے فری
سے کہ چھوڑ دیا جائے حضرت عُزَّتی رائے ہوئی کہ رب کو قتل کر دیا جائے۔ آنحضرت نے
ابویکر کی رائے پسند فرمائی اور فرمی ہے کہ رہا کر دیا جو لوگ ناداری کی وجہ سے فری
بنادیں پر کر سکتے تھے اُن دس جو لکھتا جانتے تھے اُن کے متعلق حکم ہوا کہ دس دس رُڑکوں کو لکھنا
لکھائیں تو رہا کئے جائیں۔“ ص ۳۲

گویا یہ اس زمانہ کی فور ڈقاوندیں ایکم تھیں جس کے ذریعہ مسلمانوں میں لکھنے پڑنے
والوں کی تعداد بڑھاتی تھی۔ اور غالباً زید بن ثابت اور دیگر مجرمان کی طبقے بقول آقا صاحب
اسی ایکم کے تحت فارغ التحصیل ہوئے اور کتابت و حجی کے متبرک وسائل تعلیم مرتبہ پر فائز
ہوئے۔ اگر سن رسیدہ اور نوجوان طبقے میں بھی کوئی پڑھا لکھا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی
کہ رسول اللہ ایک بچے کو پسند فرمائے سا درجناب علی کو نظر انداز کر دیتے۔

علاوہ اس کے تاریخ خود بتاتی ہے کہ علی کے والد کی عسرت و تنگدستی نے بچوں کو
غزر دیں تھیں کہ وادیا تھا جعفر کو اپنے بھائی عباس کو دیا اور علی کو بھتیجے کے پرد کیا۔
اس لئے رسمی تعلیم یعنی نوشت و خواند سے ان کا تابلدر ہنا عجب نہیں۔ خاص کر حب مک اور
نواح نکدیں کوئی باقاعدہ طرز تحریر یہی موجود نہ تھا۔

پروفیسر حنی تاریخ ملت عربی ص ۱۴۲ پر ایام جاہلیت کی تعریف کرتے ہیں
اس ہمدری مسند تاریخ کی روشنی کم پڑ سکی ہے۔ عرب میں اُن دنوں کوئی باقاعدہ

طرز تحریر نہ تھا۔ اور شما کی عرب میں تحریر کا متبادل قریب بعثت بنویں تک تیار ہو سکا تھا۔ جامی ادب میں نظر کی نایندگا صرف اس لئے نہ ہو سکی کہ وہاں کوئی رسم الخط ہی نہیں ہوا تھا ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی علم و دانش میں خواہ کچھ بھی مرتبہ رکھتے ہوں مگر نوشت و خواند سے بخوبی دائم نہ تھے اور سچی وجہ تھی کہ نہ رسول کے سخاں دی کا کام زیادہ کر سکے تھے خلناک نے جمیع قرآن کیتھی کامبیر بنا نے کا خیال کیا۔ اب نہ قرآن عثمانی مکتبہ میں نہ کرنے کا سوال اور اپنا قرآن علیحدہ تیار کرنے کا مسئلہ تو پرسلان بچھ جانتا ہے کہ یہ مخفف رافضی افترا ہے۔ نہ حضرت علی نے کبھی کوئی ایسا جس دعوی کیا ہے ان کو کسی اور دیگر کام سے اختلاف ہوا اور نہ انہوں نے خلفاء کے کسی حکم سے کبھی مستثنی کی جو ہم باب الملت میں شیعہ روایتوں سے ثابت کریں گے۔

متلاوت قرآن کا مضجع کم ساقدر روایات و اخترافات سے ناظر ہیں پر واضح ہے کہ متلاوت قرآن کا مضجع کم ساقدر روایات و اخترافات سے ناظر ہیں پر واضح ہے کہ مذہب شیعہ نے قرآن کو زیادہ سے زیادہ مطعون کر لئے ہیں کوئی کوشش صرف اس لئے کی ہے کہ ان کے عوام کے دل سے اس کی وقعت ختم ہو جائے اور وہ اُس سے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش نہ کریں وہ جانتے تھے کہ قرآن پڑھنے والا ان عقائد کو کبھی برداشت نہ کر سکے گا جو اس مذہب کی بنیاد ہیں۔ جیسے تقدیح و پیشہ مذہب کا ۹۰٪ حصہ ہے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تبراجے قسمان اس طرح منع کرتا ہے۔ وَيَلِ الْكُلِّ هُنَّ رَجُلُونَ لَمْ يَرُوكُمْ طَرِيقًا طریقی جو لوگوں کی عیب ہوئی گرتا اور آوازے کرتا ہے اس کے لئے ہڑی تباہی ہے۔ یا فرمایا یا لَأَنَّهُمَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّهُمُ اللَّهُ أَعْلَمُ وَلَوْلَوْمَمَ أَبْصِدُ قَوْنَم۔ ملئ نواخذہ سے ذر و اور بچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ منع جس کے لئے کہا ہے۔ قَلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَلَا يَنْهَا عَنِ الْمَحْسُنَاتِ لے پیغمبر کہد و کہ اللہ ہے حیاتی کے کاموں کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر تو لا جس کا عالی ہم آگے افساء کرنے والے ہیں۔ اللہ کو بالکل پست نہیں۔ وہ اپنی پرستی میں کسی کی شرکت کو پسند نہیں فرماتا۔ قرآن کہتا ہے۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اَنَّهُ اِلَّا اَخْرَفَنَّكُوْنَ مِنَ الْمُعْذَبِيْنَ۔ تم خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو میسونہ پکارنا درستہ مشرکوں کی طرح تم بھی جب تک اسے عذاب ہو جاؤ گے۔ اور یہ صاف اشارہ ہے۔ غیر خدا کو مدد کے کے لئے پکارنے کی ماعت کا جیسے یا مولا۔ یا مشکل کتا اور یا علی کی طرف جس سے

حصول مقصد کے لئے عوام کا الاتعام کو رجوع کرایا جاتا ہے۔

چنانچہ چارے شیعوں کو دھوکا دیا گی ہے کہ اصل قرآن جناب امام غائب کے پاس ہے۔ جب وہ واپس آئے گا اُس کا پڑھنا شیعوں کے لئے باؤثِ لذاب ہوگا اور موجودہ قرآن چونکہ خلقاً یعنی مخالفین ملی کا تیار کردہ ہے تھے قابلِ احترام ہے تھے قابلِ اعتنا۔ اس کو پڑھنا فضول ہے۔

اب دیکھئے اصلی قرآن امام غائب صاحب کس طرح لائیں گے۔ اور وہ کیا ہوگا۔

حدیث مفصل مکاہ فوجی میں بھی رالائز ار جلد سیز دہم میں لکھتا ہے :-

”قائم کعبہ کی طرف پشت کے ہوئے فراہیں گے جس کو کتاب اور خدا کے صحقوں کے سنتے کی خواہش ہو وہ مجھ سے سنتے پس آپ صحقوں کو پڑھنا شروع کریں گے جو آدم و شیٹ پر نازل ہوئے تھے۔ بعد ازاں صفتِ لوح و ایراہم و توریت و انجیل و زبور کی تلاوت فرمائیں گے جیسی سنکراہی توریت و انجیل کہیں گے کہ خدا کی قسم یہ صحیح ہے ہیں اور ان میں سے کوئی بات نکالی نہیں گئی۔ اور نہ ان میں پھر تحریف ہوئی۔ لور خدا کی قسم یہا تو ریت جامع اور زبور و انجیل تمام و کامل ہے۔ اور یہ کتنا میں جو یہ پڑھا کرتے تھے وہ ان کی سر اپنہیں ہیں۔ اس کے بعد آپ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے جسے حق تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ پر نازل فرمایا تھا۔ اور اس میں سے کوئی ریت یا کلمہ نکالا نہیں گیا۔ احمد نہ اس میں نہدل دتھریف ہوئی۔ پھر رکن و معتم کے درمیان دابتہ الارض ظاہر ہو گا جو مومن کی پیشانی پر مون اور کافر کی جبیں پیر کافر لکھ دے گا۔“ (رچ مفقیل ترجمہ حدیث مفصل ص ۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ امام جہدی جو بارہ سو سال سے غائب اور مستور میں بھی زبور انجیل، تورات، اور دیگر صحائف یاد کر رہے ہیں اور اصل قرآن بھی جو حضرت علیؓ نے جمع کر کے سلف کر دیا تھا جس میں نہ کوئی تحریف ہوئی ہے نہ تبدیلی۔ لیونکہ جب امام صاحب خلود فرمیں گے انھیں سب شیعوں کے سامنے کھڑے ہو کر سنا ناپڑے گا۔ ورنہ شیعہ قوم مخصوص قرآن سنانے والے کو امام برحق نہیں سمجھے گی

امام جہدی قبل کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوں گے (مذہبیں کریں گے) اور آسمانی کتابیں سنتا ناشر دعے کریں گے۔ شاید آپ سوچیں اس ہیں کئی دن یا چینے کتابیں گے اور بیچارے شیعہ کب تک عربانی اسریانی اور نجاشی کن کن زبانوں کے صحائف کھڑے سنتے رہیں گے۔ شاید مسیکڑوں برس کے انتظار نے ان میں اتنا اشتیاق پیدا کر دیا ہو کہ ہمیں کھڑے سنا کریں اور نتھکیں۔ لیکن ایسا نہیں ہو گا۔

آسمانی کتابیں تو لوگوں یا تام نہاد اہلیت کا اور رہنا بچونا تھیں۔ جناب امیر علیہ السلام گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے ایک رکاب سے دوسری رکاب میں پیر رکھنے سے پہلے قرآن شریف ختم کر دیتے تھے۔ چنانچہ لجھن جاہل مسلمانوں نے بھی اس اتفاقاً کو فخر یہ اپنایا ہے۔ ایک مسجد کا مولوی اس عقیدے کے کراس طرح نظم کرتا ہے۔

قدم تاقدم کرتے تھے ختم قرآن ہے مشہور دردان کرامت علی کی اور یہ اس قرآن کی بٹی پلید کی جا رہی ہے جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے دعہ فرمایا ہے کہ تاتیا حدت اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکے گی جسے مسلمانوں نے اپنے دلوں اور دماغوں میں پھر کی تکیر کی طرح پیوست کی۔ اس کا ایک ایک سورہ ایک ایک آیت اور رکاویں میں پھر کی تکیر کی طرح کر دیا اور اس پر مسلمان قوم ناذ کرتی ہے۔ یہ گراہ اور ایک ایک لفظ اور حرفاً کو صحیح کر دیجئے اور اس پر مسلمان قوم ناذ کرتی ہے۔ یہ گراہ دبد عقیدہ رافضی کہتے ہیں کہ قرآن کے تین پارے جس میں ایک سوچودہ ہو رہیں ہیں۔ دبد عقیدہ رافضی کہتے ہیں کہ قرآن کے تین پارے جس میں ایک سوچودہ ہو رہیں ہیں۔ چند بزار دوسوچتیں آئیں۔ سختہ ہزار لاہو چوتیں الفاظ اور تین لاکھ تین ہزار پچھ سو اکیس حرفاً ہیں جو رسول پر ۲۳ سال میں نازل ہوا حضرت علی قدم قدم پڑھ کر دیتے تھے ماس سے بڑھ کر تو میں خدا کے کلام کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی ابھیت رافضی تیر کے برابر بھی نہ ہو جو یہ قدم قدم پر کھتے رہتے ہیں۔

شیعہ تو اس اتفاقاً کو مصلحتی بیان کرتے ہیں تاکہ قرآن کی بے قدری یوگر عالم مسلمانوں کا اس کو یقین کر لیتا اور حفظت علی کی کرامت جانت کس قدر تشرمناک اور افسوس تاکہ ہے جو ان مولویاں میثم خانہ نے وائخ کر رکھا ہے۔

چنانچہ سبائی دعویٰ ہے کہ امام جہدی بدھ ہندی کی دُکاروں کی طرح ساری کتابیں قدم قدم پر چھوڑتے چلے جائیں گے۔ اور شیعہ اُن کی توثیق کر دیں گے۔ بیمار سے مُسٹی منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ اور دامتہ الارفع نکل کر ان کی بیٹائی پر ہذا کافر، بکھرے گا۔

شیعہ مذہب کی دوسری جڑ

عدل:- خدا الفاف در ہے ظالم نہیں ہے

ظلم بُرُجِز ہے۔ اور غدایر بُرائی سے پاک ہے (شیعہ پتوں کی نماز ص۳) یہ پتوں کو بھایا جا رہا ہے۔ مخصوص پتے جب ظلم اور عدل کا تعلق سوچا تشویح کر دیگے تو ظلم پر تبرابھی بیخجھے لگیں گے اور جب ظلم کا خدا سے تعلق نہیں تو پھر اس کی عدل کی صفت کے ساتھ ظلم کو یاد دلانا سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے گے پچھے کو احس دلا یا جانے کہ جب ظلم ہونے لگتا ہے تو خدا بھی پچھے نہیں کریتا۔ بیٹھا دیکھا کرتا ہے۔ اس لئے خود شیعہ پتوں کو چاہیے کہ ظلم کے خلاف تبراجیخ - بیخ کر اپنا کلیچ ٹھنڈا کر لیا کریں۔ لیکن ابھی آپ کو بترائی جائز ہو گی۔ زرا اس عقیدتے میں اُسے دھونڈئیں۔

"خدایہر محض ہے۔ اور خیری کو دوست رکھتا ہے۔ شر کا اُس کی ذات سے تعلق نہیں۔ شمل توں کے ایک گروہ کا کہنا پختیرہ و شر ہ من اللہ تعالیٰ را چھائی اور بُرائی سب ہند ہی کی طرف سے ہے) کھلا ہوا دھوکا ہے اور غلط بیانی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے مظالم پر پردہ ڈال لئے اور زبان ملامت بند کرنے کے لئے یہ عقیدہ ایجاد کیا تھا۔ لوگ اس فریب میں اُنکر کا چھا اور بُرائی کی طرف کر ہے، ہمارے ظلم و جو مر پر کس ملامت تکریں۔ در نہ کوئی معنوی چغل کا آرمی بھی شر کی نسبت خدا کی طرف نہیں دے سکتا۔ شر پیدا کرنا بشرطے کا کام ہے) (عقائد الشیعہ ص۱)

شاید ناظمن کو معلوم ہو گیا ہو کہ بیان کم سے کم ایک خوبی اللہ میاں کی ایبی ہے ہے جسے رافضی بھی ملتے ہیں لحق خیر کی۔ لیکن وہ بھی کس مصیبت کے ساتھ کہ بیچارے اللہ میاں کا بھی ناظم تھا۔ ان میں خیر کی تو صلاحیت ہے مگر شر کی نہیں کیونکہ شر خود دنیا میں خیر سے کہیں زیادہ بھیلا ہوا ہے اُن کے لیں کی بات نہیں شر

پھر لانے کے لئے زیادہ پھر تی اور سعدی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ رافضیوں کو اللہ میں میں نظر نہیں آتی۔ اصل مطلب یہ ہے کہ شرکا خدا اہم من ہے اور خیر کا خدا یہ دن ان مگر چونکہ جو سیت کو بر ملاحظاً ہر نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں دوسرے گردہ پر تباہ بحث کر دل ٹھنڈا کر لیا گیا۔ البتہ اتنا پتہ چل گیا کہ مسلمانوں کے صفت ایمان میں خیر و شر ک من اللہ تعالیٰ کے غیرے کے مہارے مخصوص اماموں پر ٹبے ٹبے نظامِ ڈھائے گئے ہیں۔ ہم ان مظلوموں کے روئے والوں سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ مظلوم اُدْلَ نے عفتُ ربِيْ بَغْشَ الْعَزَّايمِ (یعنی میں نے اپنے عزایم میں تاکامیوں سے خدا کو پہچانا کہ اس دنیا کی کرتا دھرتا کوئی مژو و ضرور ہے) کیسے کبڑا تھا۔ کیا ده عزایم نیک نہ تھے۔ جو اللہ کی نصرت نصیب نہ ہوئی۔ بیشک اللہ تعالیٰ اشرے بری مہا و رشر میں کسی کی مدد نہیں کرتا۔

بہر حال ان معصوم اماموں پر جو نظام ہوئے ان سے شبہ ہو سکت ہے کہ اللہ تعالیٰ میں عدل نہیں ہے نو زبانہ و نظم و بختار بنا اور اپنے بزرگزیدہ بلکہ اپنے فرستادہ اماموں کو ان کے جائز حقوق نہ دلا سکا گو۔ انہوں نے اپنے بس بھرا پوری کوشش کی حتیٰ بجان کی بازی بھی لگادی۔ مگر ان کی قدمت میں محض خطبہ شققیہ اور دعاۓ سیاب بی بھی تھی جسے پڑھتے ہوئے محروم فنا مراد اٹھا گئے۔

مگر ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میں عدل کی صفت موجود ہے وہ ان سب نظام کی تلافی فرمائے گا۔ سارے ٹکلے شکوئے دفع کر دے گا۔ زر اجناب قائم آل محمد کو ظہور فرمائے دو۔

یہ کس طرح ہو گا حدیث مفصل از ما اقر مجلسی بحوالہ سیار الازارج ص ۲
ملحظہ فرمائے۔

”فرمایا امام جaffer علیہ السلام نے کہ قائم آل محمد اپنے نقباو کو حکم دیں گے کہ رسول خدا کے پاس جو دو قبری ہیں اُنکا ڈی جائیں۔ پھر وہ لامشوں کو زندہ کر دیں گے اور تمام مومنین کو جمع کر کے لئے دلوں کے افعال کر بیان کر دیں گے جو مختلف اوقات میں ان بے سر زد ہوئے ہیں اگر آپ بابل پس کارم کے قتل ہونے کا

واقعہ اور حضرت ابراہیم کو آگ میں اور حضرت یوسف کو جاہ میں ڈالنے۔
 حضرت یوسف کا شکم مایہ میں قید ہونے قتل بھی اور حضرت عیسیٰ کو
 دار پر کھینچنے۔ سلطان فارسی کے مارنے۔ در غانتہ جناب امیر و فاطمہ و
 حسین پر جلانے کے سلسلے آگ لے جانے۔ صدیقہ اکبر جناب فاطمہ و
 نبہرا کے باز و پرتا زیارتے رکھنے اور رانُ کو ایسا صومہ پہنچانے جس سے
 حمل حسن استفاظ ہوا۔ حضرت امام حسن کو زہر دیئے، امام حسین کو قتل
 کرنے اور آپ کے اطفال و اصحاب کے سر کاٹنے اور فرمیت رسول
 خدا کو ایسی کرنے۔ آل محمد کا خون بھانے اور تمام معصیت و ظلم و جور
 کے واقعات جو عہد آدم سے تاز مانہ قائم گزارے ہیں۔ بیان فرمائے
 ان دونوں کے ذریثہ تباہت فرمائیں گے اور وہ بھی ان جرموں کا اقرار
 کریں گے۔ اُس کے بعد سچکم قائم لوگ ان سے قصاص ہیں گے اور پھر
 انھیں درخت سے دار پر کھینچا جائے گا۔ اور حضرت کے حکم کے موافق
 آگ انھیں جلا کر خاک اور ہوا ان کی خاک کو بر باد کر دے گی۔

(حدیث مفصل از کنج مغلن ص ۲)

یہ شیعہ مذہب کے خدا کا عدل ہو گا جو چودہ سو سال بیچا دیکھتا رہا زندگی بھر
 تو ان کا بال بیکا کر سکا مگر جب جناب قائم نبھی امام جہدی صاحب جو خود اپنی جان کے
 خوف سے بارہ سو سال سے مستور ہیں بہت کر کے مکھیں گے تو ان کے ذریعہ بدے
 ایک ہی دن ہی مچکا لے گا۔ خدا مبارک کرے اور وہ دن نصیب ہو جب جناب قائم
 اور شیعہ خدا دونوں میں اتنی اخلاقی جرأت پیدا ہو جائے۔ نعوذ بالله۔

مگر آپ کو حیرت ہو گی کہ یہ فلیکم صاحب جو دنیا میں عدل قائم کرنے تشریف
 لارہے ہیں۔ آدم ہے لے کر قامت تکس کے سارے مظالم ان دو بھاروں کے سر
 کیوں تھوپ دیں گے جن کی شرافت کا ان رافعیوں کو بھی اقرار ہے کہ وہ ان کا ہوں
 کی ذمہ داری بھی لے لیں گے جو ان سے پہلے سرزد ہو سکے اور جو ان کے بعد ہوتے ہوئے۔
 اس کی وضاحت بھی اُسی حدیث سے ہے۔

" توضیح از حدیث مفصل و معاصری و قصاص جوان کے ذمہ تباہت

ہوں گے ہا وجد یک اکثر ان بہیں سے اُن کی پیدائش سے پہلے واقع ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاتم ہے کہ مختانے لیک نور پیدا کیا۔ اور اس کے مقابل اُس نور کے سایہ سے ایک ظلمت پیدا کی تاک خلائق کا امتحان ہے۔ اور خبیث کو طیب سے اور بد دل کو نیکوں سے جدا کرے۔ اگر تھنا نور کو پیدا کرتا تو طریقہ امتحان درست نہ ہوتا پس حسب مقدمہ سابق لازم ہوا کہ اُن کی ظلمت تمام عاصیوں کی ظلمت سے فوجی تر ہے۔ کیونکہ یہ ظلمت نور پاک محمد مصطفیٰ دعیٰ مرتضیٰ علیہم السلام کے مقابلے میں ہے۔ اور حسن طرح اُن کا نور تمام نوروں سے قوی نہ ہے اسی طرح یہ ظلمت بھی تمام ظلمتوں سے قوی ہے۔ یہ پیغمبر ظلمت عام ظلمتوں کی اصل ہوئی۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ہم کہتے ہیں کہ تمام انبیاء اولیا و شہداء و صلحاء و صد قیمین و مہمین تمام اعمال خیر میں اُس نور پاک سے فیض انداز دعا گفت حاصل کرتے ہیں اسی طرح کفار و حنفیین و فاسقین کو تمام اعمال شر میں اسی ظلمت سے مد پہنچتی تھی۔ یہ بیان ظلمت تمام معاصی دقبائیک میں جو تمام عالم میں واقع ہوئے یا آئندہ واقع ہوں گے برخلاف رکھتی ہے (جتنی مقول ص ۲۲)

ناظرین کو مندرجہ بالا عقائد سے معلوم پہنچا ہو گا کہ سبائی اور سُنی کاغذ ایک نہیں ہو سکتا۔ سُنی اپنے ہدایت کیا رہے ہیں ایسی ریک حرکتیں سوچ جبی نہیں سکتے۔ کچھ اُس سے اُن کی ایدی رکھنا۔ مطابق اس کے ایسی سبائی دماغ یہ فیصلہ نہیں کر سکتا ہے کہ خدا داعی کوئی بزرگ درست ہے تھے بھی یا نہیں وہ آخری بار حضرت علی کی شکل میں آیا پھر اماموں میں حلول کرتا ہوا المامعہ بی کے وقت مسلمانوں کی قوت دیکھ کر غائب ہو گیا اور آج تک ان کے علمی کے خوف سے مختار ہے یہ کس قدر معمکن خیز تصور ہے مگر مجتہدین حضرات ہر سال ہر مجلس میں یہ راگ الائت رہتے ہیں اور بھولے شیخوں سنتے ہیں۔

کاش یہ گراہ فرقہ قرآن سے تابند نہ رکھا گیا ہوتا۔ تو خود قرآن میں ادیکھ لیتا کر کسی کے گناہ کی کے سر بندھنے کی مادت خدا میں نہیں ہے۔ وہ رافعیوں کو خوش

کرنے کے لئے بھی آئی تو فیق نہ دے گا کہ ایک چودہ سو سال جان کے خوف سے مستور رہے والا امام گرتے ہوئے مردے اکھاڑ کر ان کو مزادرے سکے۔ شیعہ بھائیوں بھی سوچو اور تو پکر کر وکس خراقات میں مبتلا ہو۔ تمہاری یہ تمنا پوری ہوتی نظر نہیں آتی جس قیامت کا انتہا تھا وہ بیت قریب آج گی۔ حالات بتارہے ہیں کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے پر والما ہے۔ چند اور ایسی بھی مچھٹ جانے کی دیر ہے۔

ہمارا رسول ایک ہے

شیعہ مذہب کی تیس بری جرئت بیوت [یعنی خدا نے ایک لاکھ چوبیں ہزار پنجمہ دیدا کئے۔ اول حضرت آدم۔ آخر ان کے

محمد مشطفیٰ ہیں۔ بعد حضرت کے کوئی پیغمبر نہ ہوا ہے۔ نہ ہوگا۔ (شیعہ پھوپھوں کی نماز ص۳) دیکھئے شیعہ پھوپھوں کو بیوت کی شان کس آسانی سے سمجھا دی گئی۔ ایک لاکھ چوبیں ہزار پیغمبروں کے جو جم میں جو سب سے آگے ہے ذہن حضرت آدم میں اور سب سے آخری محمد مشطفیٰ میں جن کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ السلام یا صلی اللہ علیہ وآلہ علیہ نہیں لکھایا گیا ہے۔ جو نا لیا صرف بارہ اماموں کا حق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شروع ہی سے کوئی شش کی جاتی ہے کہ بنی کی خصیت کا پھوپھوں کے ذہن پر کوئی گمراہ ترہ پڑنے پائے۔ لاکھوں نبیوں میں سے جو آئے وہ بھی ایک تھے اور ایس۔ اس سے زیادہ جانتے کی ضرورت نہیں۔ پھر تو لا کا یہی دعویٰ ہے کہ رسول کے سب سے بڑھ کر چاہئے دالے بھی آپ ہی لوگ ہیں۔

بیوت پر شیعہ عقاید [کراصل مذاعکا کیا ہے۔

۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بنی کے ماں باپ کا قریب نہ ہوتے۔ جناب ابرہیمؑ کے متعلق مسلمانوں کا یہ غلط خیال ہے کہ ان کا باپ آدمؑ تراش تھا۔ بلکہ ان کے پدر بزرگوار آذر کے بھائی تاریخ علیہ السلام تھے۔ جو خدا پرست تھے۔ (عقائد الشیعہ ص۲۲)

یلحیجے اب ثابت کیجئے کہ رسول اللہ کے والدین بھی مسلمان تھے۔ ورنہ پھر ان کی بیوت معرض خطر ہیں پڑ جاتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں تو ظفر حسن صاحب نے ثابت کر دیا۔

کہ وہ بت تراث آذر کے بیٹے نہیں تھے بلکہ تاریخ علیہ اسلام کے بنتے تھے۔ حالانکہ یہ صریح مکمل یہی ہے۔ اور معاذ اللہ قرآن کی تکذیب ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کا نام آندر بتلا یا ہے۔ مگر ظرف صاحب سے کون بیٹھ کر سکتا ہے، وہ ہمارے قرآن کو تو مانتے ہی نہیں۔

بخلاف یہی ہے مان لیں کے کہ بنی کے ماں باپ کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے آپ اصرار پر کچھ اگا تو رسالت سے انکار کر دیں گے جس سے انکا کچھ نہ بگزئے گا۔ اور خود آپ کو مال ہلکا۔

۶۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آدم سے لے کر حضرت عبد اللہ مکہؑ حضرت

کافوز بر اصلاب طاہرہ سے اربعام طاہرہ تک منتقل ہوتا رہا۔ نہ کسی کافر کے سلب میں پہنچا نہ کسی کافر کے رحم میں گیا (عقاید الشیعہ)

طاہر کتنا مخصوص عقیدہ ہے۔ مگر گتی بڑی شرارت اس کے اندر پہنچا ہے۔

سبھی کا مقام ہے۔ سچے بنی کے لئے ضروری کر دیا ہے کہ وہ کافر کے گھر پیدا ہو یا ہو اگر ہو جائے تو وہ بنی نہیں اس بھروٹ کو بجا بنتے کہ لئے حضرت ابراہیم کے باپ کو بدلتا پڑا گیا۔ اس سے بھی ان کے نہ ہی پر کوئی اتر نہیں پڑتا بلکہ لینیر کفر و مگر اسی کے ہادی دریبر کی فروٹ لیکوں پیش آتی ہے۔ دیبا میں کوئی ابتری نہ ہو۔ کوئی کنہ نہ ہو کوئی معصیت نہ ہو پھر اس پر ایک ہادی اور پھر یہ مسٹط کر دیا جائے اور وہ وی باتیں بتلاتے جو وہ پہلے سے کرتے چلے آتے ہیں، مقصد اس جیتنا نہ عقیدہ کا یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی رسول ایک کافر خاہدان پر پیدا ہوئے تھے تو پھر رسول کی طہارت میں فرق آجائے گا۔ اور رسول کی آتی اہمیت توہینگی جو عام مسلمانوں کے ذہن میں ہے۔ را فضی اصرار کرتے ہیں کہ ابوطالب اور عبدالمطلب کو بھی مسلمان کہا جائے۔ بعض اہمن اُن کے ناموں کے آگے علیہ السلام اور رحمۃ الرحمیہ بھی لگاتے ہیں حالانکہ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ دونوں خانہ کعبہ کے متولی تھے جس میں تین سو سال بُت رکھ رکھتے ہوئے تھے۔ اُن ہی بتوں کے چڑھاوے اور زندراں کا یہ دلوں بزرگ استظام کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خود رسول اکرم نے شیعوں ہی کی روایت کے بوجیب فرمایا ہے۔

لینی اہل جہنم میں سب سے بلکا عذاب
ابوالطالب پر بیوگاواہ آگ کے دو جو تجہیب
ہوں گے جن سے ان کا داماغ کھولے گا۔
(کتاب الوسلہ ص ۳۳)

ان ہوں اہل النار عذاباً ابوطالب
وهو منتعل بنعلین من ناد لیعنی
نهاد ماقہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے والد بزرگوار کے بارے میں جو کچھ فرمائے تھے یوں محفوظ کر دیا ہے۔

حضرت انس سے مردی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہا ہے فرمایا۔ فی الماء یعنی دوزخ میں۔ وہ افسرده ہو کر جانے لگا تو بلایا اور فرمایا۔ اُن ایسی ایسا کٹیں میرا اور تیرا یا دلوں دوزخ میں ہیں (کتاب الوسید ص ۳۶) اس عقیدے کا مقصد بھی سوائے طنز و افتراء کے کچھ نہیں ہے۔ یہ جبلا کوشک و شیخ میں بتدا کرنے کے لئے تصنیف کیا گی ہے اور سیاسی شرارت کا آئینہ دار ہے۔ اور یہ گستاخی اس کی شان ہیں ہے جس نے دیسا سے نسلی امتیاز طاکر مسلمانوں کو باپ دادا کی طریقوں پر نازک رئے رہا دیا تھا۔

سـ۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ (رسول اللہ ﷺ) قبل بعثت اور بعد بعثت چرزا نئے نہیں بلکہ قرات و کتابت رکھتے تھے۔ اور کسی معنی میں بھی اُنکی معنی جاہل نہ تھے۔ مگر مصلحت آپ اپنی قرات و کتابت کا اخبار نہ فرماتے تھے
(رعایا د الشیعہ)

زر اشراط کا اندازہ دیکایے۔ رسول پر رکتا ہوا بہتان باندھا ہے کہ وہ پڑھت لکھتا جانتے تھے مگر صلحی اُسے پچھاتے تھے یعنی دُنیا کو دھوکا دینے کے لئے (سجادۃ اللہ) خود کو ان پر ڈھاہر کرتے تھے۔ کلام اللہ سن کر لوگ پوچھتے کہ یہ کس کا کلام ہے تو بتلاتے کہ اللہ کا کلام ہے جو فرشتہ لاتا ہے۔ رافضی کہتے ہیں کہ وہ خود بہت پڑھے لکھے بلکہ دو شویں تھے۔ سخودی تورات اور انجیل پڑھ کر مضمون اخذ کرتے اور قرآن بناتے تھے۔ یہ تولا نی مذہب ہے۔ خود کو رسول اور اہل بیت رسول کا پرستار ظاہر کرتا ہے مگر اسلام اور بانی اسلام کو کو رسوا کرنے سے باز نہیں آتا۔ اور مولوی بدایوںی مجلس اعزام میں بھکر فرماتے ہیں۔ کہ شیعہ سنتی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دونوں کوں کر مجلس اور میلاد کی مخلیں گرم کرنا چاہیں۔ علامہ حامی ذرا نہیں کہ بخارا رسول ایک ہے اور آغا محمد سلطان صاحب کہتے ہیں انا ہمیں نے تو ہم رسول کو اپنا مذہب بنا لیا ہے۔ اب ناظرین فصلہ کریں کہ کون کتنے بھوٹا ہے کیا کوئی ناصیبی بھی ایسی جسارت کر سکتے ہے۔

ہمارے رسول اُمی تھے اور قرآن اُن پر اُنہے تعلیٰ کی طرف سے اُتراتھا۔

جس کی خود قرآن گواہی دیتا ہے۔

”اُندر وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں بخبر بیخجا جو اُنہی میں سے ہے اور وہ خدا کی بھی ہوئی آئیں پڑھ کر سنتا ہے۔ ان کو گناہ سے پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی باسیں سکھاتا ہے (۲۴۔ الجمعر)

رافعی قرآن پڑھتے تو جانتے وہ تو اسے ناقص بھجے بیٹھے ہیں اور امام غافل کو جن کی بعل میں اصلی نہی ہے تیرہ سو سال سے بلا رسم ہیں۔ کہ آکر دیں تو یہ پڑھیں۔

خود تاریخ گواہ ہے کہ ایام جاہلیت میں تحریر و کتابت کا لذت میں روایج نتخا البتہ کو قدر تاں اور میں میں مختلف رسم الخط رائج تھے جو مکمل نہ تھے۔ اور حضور صلم اُنی لعنی ان پڑھتے تھے۔ اور آن پڑھوں کے بیچ میں پبلے پڑھتے تھے۔ ان کا سلام۔ ساری حکمت اور دانائی اُندر تعالیٰ کی دی ہوئی تھی۔

۲۴۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگرچہ حضور ہمارے بھی بشر تھے۔ مگر آپ کی طینتہ ہماری طینت سے جدا نہی۔ آپ پر نورانیت اس حد تک غالب تھی کہ آپ کے جسم کا ہر حصہ آنکھ بناتا ہوا تھا۔ اور حس طرح آپ آگے سے دیکھتے تھے اسی طرح بیجھے سے دیکھتے تھے۔
(عقائد الشیعہ)

غالب سبائی ذہنیت کی منتها مبنیت ہے۔ اور اس عقیدے میں ہمارا نہ بولنا یہی بہتر ہے۔ لیکن چونکہ یہاں طینت کا ذکر آگیا ہے ناظرین کی بیچی کے نے طینت کی تعریف بے محل نہ ہو گی محسن الملک سید محمدی علی خان صاحب کی زبانی مبنی ہے۔ ”فما یا جناب امام باقر علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک پاک زمین پر سات دن شیوں پانی جاری کیا۔ پھر ہمارے خمیر کو اس سے جداؤ کیا۔ اور اس کی پاچھٹ سے شیعوں کی می بنائی۔ پھر ایک نظری ملعون زبری میں شور پاکی جاری کیا اور اس سے ہمارے دشمنوں (یعنی سنیوں کا) خیر بنایا۔ پس اگر وہ سب الگ رہتے تو کبھی کسی شیعہ سے گناہ نہ ہوتا۔ اور سب معصوم رہتے۔ اور کسی سنی ناصیت سے کوئی نیک کام نہ ہوتا۔ مگر مذلنے دونوں میٹیوں کو خلط ملط کر دیا۔ اور کچھ پاک مٹی ناپاک مٹی میں مل گئی اس نے جو شیعہ گنہ کرتے ہیں وہ اثر

سینوں اور ناصیبوں کی ناپاک مٹی کا ہے۔ اور جو تاریخی اعمال صاف کرتے ہیں وہ اڑاں پاک مٹی کا ہے۔ مگر جب قیامت کا دن ہو گا۔ اور خدا اپنا عدل ظاہر کرے گا تو جس کی مٹی سے جو عمل ہو اسے وہ اس کو بھیجا یعنی شیعوں کے گتھ ناصیبوں کے سر پر ہیں گے کیونکہ انہی کمبحتوں کی مٹی کے اتر سے سرزد ہو سکتے تھے اور ناصیبوں کے سینیک علی شیعوں کو مل جائیں گے کیونکہ انہی کی پاک مٹی کی تاثیر سے ہوتے تھے۔ رادی کہتا ہے کہ جب میں نے امام سعید سنا تو کہا میں فربان جاؤں آپ کے یا حضرت سینتوں کے بیچ کام سب ہم کو مل جائیں گے اور ہمارے لئے لگناہ سب ان کے سر پر ہیں گے۔ امام نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی ہو گا۔

آیات میثات صفت مطیوعہ کراچی)

دیکھئے شیعہ خدا اس طرح عدل فرماتا ہے۔ تیکیاں سینوں سے کرو دیں گے اور ان کا تو اب رافضیوں کو رو دے گا۔ عذر مبارک کرے۔ سینوں کے طفیل ہی وہاں سرخروں نصیب ہو جائے۔ مگر رسول اللہ کی طہیت کا تعین کرتے چلکنے ظفر صاحب کا عقیدہ ہے کہ ان کی طہیت رافضیوں کی طہیت سے جدراً تھی یعنی ناصیبوں کی طہیت سے ان کا بھی خیر ہوا تھا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ تھوڑوں سے بھی بھی باتیں اس طرح قبلوا لرتیا ہے اور ان کو پتہ تک نہیں چلتا۔

۵۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بحالت خواب آپ کی آنکھیں سوئی تھیں۔ دل نہیں ستان تھا اسی لئے بحالت خواب آپ کو ہر بات کی جبر رہتی تھی۔ (عقاید الشیعہ)

رسول افضل اب شر تھے اماموں کے معتقد اسے کیا جائیں شاید نہیں میں شیعوں کے دل سوچاتے ہیں اور انکھیں جاگتی رہتی ہیں اس لئے رسول کی یہ صفت ایک معجزہ۔ معلوم ہوئی۔ یہ تحریت ہر دو ہی یا مذمت اس کا فائدہ آپ خود دیکھئے۔

۶۔ ہمارا عقیدہ ہے اور تاریخی داقعات شاہد ہیں کہ حضرت کی اکسلی بیٹی حضرت فاطمہ تھیں آپ کے سوا اور کوئی لئکے آپ کے صلب سے نہ تھی۔ (عقاید الشیعہ) یہ صاد بہتان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صلبی سینیوں کے نسب طاہرہ پرست متفق ہیں شیعہ بھی آپ کی چار صاحزادیوں کا نام بنام ذکر کرتے رہے ہے

ہیں جس کی کوشیدہ مورخ سید امیر علی جو پتہ مہیٰ تھب کی دوہر سیمیح نعماد زندگانی میں اگر لکھتا ہے:-
 پچھیں مال کی فرمائیں اکھر نے خدیجہ سے جو تاریخ خوبیں اپنی
 خوبیوں کی دوہر سے ایک مقام قانون قیمت شادی کی۔ چند بیٹے تو لد ہوئے
 مگر پچھیں میں آخوند مادر بھی کر گئے مگر بیٹیاں بیاپ کے ہتھم باشان داقت
 کو دیکھنے کے لئے زندہ رہیں۔ سب سے چھوٹی فاطمہ الملقبہ بہ زوجہ وہ نکو
 مسلمان غاتوں جنت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب سے بھی
 لیں۔ (تاریخ اسلام ص ۱۲۱)

اس کی تفصیل آگے ایک مستقل بیاپ میں پیش کی جائے گی۔

۴۶۔ پہلا اقتداء ہے کہ آپ کی جاہلیتی کا احتفار سوائے آمر طاہرین کی کوئی دوسرا
 نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کے تمام مقامات سوائے ہمارے آئندہ کے کسی دوسرے میں پائے جائے ہی نہ گا
 تھے۔ (عکاید الشیعہ)

اس خقیدے سے کیا حاصل جب حالات اپنی اس کو جھلاتے ہیں آپ کہئے تو ہم اپنا
 خقیدہ بھی بھی رکھ لیں کہ حضرت علی خدا تھے مگر وہ انسان کی موت مرے پھر اس عقیدے سے کیا نہ ہو
 جیں ایک معمولی دشمن سے خوف نہ رہ سکے۔

اب ذر اُن صفات کو دیکھ لیا جائے جو قولاً ایساں اہل دوستی نے رسول کے اندر
 پائیں اور پھر وہی آئیں یکہ بعد دیگرے مستقل ہوتی رہیں۔

شانِ نبوت میں شیعہ احادیث اکتاب وسائل الشیعہ میں ہے:-
 "فرمایا امام علی رضا علیہ السلام نے کہ
 سنت انبیاء یے عطر لگانا۔ بال کٹانا اور بکثرت جملع کرنا۔

دیگر جلد چارام بخاری میں جناب رسول نعمان بن ابی اسحاق علیہ السلام سے
 سفول ہے کہ فرمایا میکھو مرغ سے پانچ خصلتیں۔ میافتلت اوقات مزار
 نیفتر۔ نجاعت اور نکادت اور بکثرت جملع کرنا۔

دیگر فرمایا جناب معاذ علیہ السلام نے کہ ہمیں لذت اٹھائی لوگوں
 نے دنیا د آخرت میں کسی لذت سے جوز یادہ ہو لذت زنان سے پھر فرمایا کہ
 اہل جنت کو حیر سے دہ لذت میں اٹھائیں گے جو جماعت سے اٹھائیں گے۔

نکھانے میں اور رستپیختی میں۔

(صلح الرسم بکلام المعصوم سید مرتضیؑ نکھنی)

غاباً آپ اس تکرار پر صرف ہوں کہ ایک مخنوں کی تین چار حدیثیں کیوں نقل کر دی گئیں ایک حدیث صرف رسول اللہ سے روایت کرتا کافی نہ تھا۔ تو ابھی مشتمل دل ددمائی کی افراط کا آپ کو پڑھنیس ہے۔ بعض رسول اللہ سے حدیث روایت کرنے میں یہ خطرہ موجود درجتا ہے کہ کیسی ناصیبوں کی حدیث نہ ہو۔ اور شیعہ رہو کا کھاؤ ہیں اس لئے یہ التراجم رکھا جاتا ہے کہ ہر حدیث جو نقل ہو جیسے اسی سیان میں تصور سے سے نہ وبدل کے ساتھ اماموں سے بھی دوازدھو۔ بلکہ اُن

آنکھ معصوم رسول کی کوئی حدیث قابل قبول نہیں ہوتی۔

پھر حدیث بھی کسی شاندار کہ اس انداز بہوت پر قربان ہو جائے۔ صدر علاقت کے ڈر سے زیادہ نکاح نہ کر سکتے تو متقد فرمائے یعنی چالو نکاح ہر شب کو نیا اور تازہ نہ کہ فاہد علی شاہ سہقال کیجئے اور سنت پر عمل فرمائیے۔ طریقہ معلوم نہ جو تو امام فائز کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کسی عہد سے مشورے کی حاجت نہیں ممکن کے ڈریے میں بیٹھ جا گلای کیجئے اور ایمان افسوس بذیلتی لیتے رہیے۔ استغفار اللہ یہ دعویدار ای تو ہی۔ اور بھی کی عزت افزائی فرمائے ہیں۔

البلاغ المیں کے غالی موقوف نے ہمیں سیکرتوں الی ہی حدیثیں لکھی ہیں جسے ہمیں سے ایک اُس کی خواست کا اندازہ گز کے لئے درج کی جاتی ہے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا حضرت عائشہ کے گھر سے برآمد ہوئے اور نکلنے وقت فرمایا کہ اس گھر سے کفر کا سفر نکلے گا۔ جس طرح کہ شیطان کے سینک نکلتے ہیں (البلاغ المیں) ٹھیک شیوه مددخ سید امیر علی تاریخ اسلام میں لکھتا ہے (صلح الرسم)

”بیماری کے دوران آپ نے مسجد کے نیز دیک نماز پڑھی اور حضرت

مالک کے گھر رہتا پڑکیا۔

اور آغا صاحب کی خواست پر غور فرمائے چرختے آپ ہی ششہ بیج رمچھ میں اور الی ہی باسیں جو لے قرطاس کرتے ہیں نہ رہائے تاریخ کہتی ہے کہ اخنزت نے علات کے دوران رہنے کے لئے حضرت عائشہ کا گمراہ پسند فرمایا وہی سہ آپ کی روح اقدس نے پر دواز کیا۔ وہیں آپ کی تردیں عجمیں آئی دہیں سے چودہ سو سال سے رُشد و بذیلتی کی شعلہں بکل رہی ہیں جو اہل بیان کی نوازتی ہیں مگر یہ بے چاکر ہے کہ رسول اللہ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس کرنسے سے شیطان

معرج رسول اور اذان

اذان کے بارے میں اُن سے بہتر کوں جانے کا بواپنی مسجدوں میں پانچ وقت اذان دیتھیں یہ مدرسیہ میں حضرت صفر کے ایک خواب سے انہ کی کئی جیب دنیاے اسلام میں پہلی مسجد نبی جو مدینہ میں تھے۔ بلائے کے لئے ناقوس اور گھنٹوں کے مقابلے میں اذان پسند کی گئی۔ مگر شیعہ کہتے ہیں وہ معرج میں بتائی گئی تھی۔ چنانچہ حدیث ذیل دیکھئے :-

"حدیث از صحیفۃ الرضا۔ حباب رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ تعلیم اذان رسالتہاب کو اس طرح ہوتی جو جریل بُراق لے کر آئے پس آسمان بُراق نے سواری سے نافرمانی کی۔ پھر جریل ایک اور داتہ لائے کہ جس کو برقد کہتے تھے۔ اُس نے بھی نافرمانی کی پس جریل نے اس سے کہا کہے برقم پھر تھجیر الیسا کوئی سوار نہیں ہوا ہے جو نزدیک اللہ کے بزرگ تر ہو جباب رسول خدا سے یہی رسول خدا فرماتے ہیں کہیں اس پر سوار ہوا۔ اور اس جباب تک پہنچا کہ جو رحمٰن عزوجل کے قریب تھا پس ایک ذریثت نے جباب سے مکل کر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کہا ہیں نے جریل سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو جریل نے کہا قسم اُس فات پاک کی جس نے آپ کو نبوت سے مکرم کیا ہے۔ میں نے اس ذریثت کو اس سے قبل نہیں دیکھا۔ پھر ذریثت نے کہا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ میں جباب میں سے آہاد آتی کریمہ بندے نے تھی کہ ان اکابر ان اکابر میں میں بزرگ و برتاؤں۔

(آجے باقی جتنے اسلامی اذان کے مع اللہ بیان کے جوابوں کے درج ہیں۔ اور شیعہ الفاظ علی و مصی و خلیفہ بیان فضل کا ذکر نہیں ہے)۔ (زاد الصالحین حصہ سوم صفحہ ۳۸۴)

یہاں سیمیں اس سے بحث نہیں کہ اذان کس نے ایجاد کی اور کس نے سکھائی۔ میں اتنا غور فرمائیجیے کہ صحیفہ رضا لیعنی وہ قرآن جو امام رضا پر اتر ابتلاء ہے کہ جریل بُراق لائے رسول کو معرج پر ملیجا نے کے لئے مگر اس نے بھائے سے انکا کرن دیا۔ تو جا کرو وہ سواری سواری لائے

جسے دا بہر یا بر قرہ کہتے تھے۔ اس نے بھی انکار کیا تو جریل نے بھی یا کہ ایسا بزرگ آج تک
نہیں پڑھا جو خدا کو بھی پیارا ہوا سے بھالو۔ تب وہ مان گیا اور بھالیا۔ اب سوال یہ ہے
جسراں نے برآق کو کیوں شکھایا۔ اور پھر برآق کہاں گیا وہ ساتھ ساتھ کوئی کہا گیا یا اس سے ح
مدولی کی پاداش میں کوئی مزایا۔ جی نہیں وہ ایک اور تن پر لایا تھا اور اس نے اسے پورا کیا

حدیث از بیان الہجرت فرمایا آئندہ طیہہ السلام نے کچھ بے سالم ب
مسجد میں تشریف فنا تھے۔ فرمایا کہ اے قوم جب تم اپنے اولین کو یاد کر دیں
درود بھجو تھوڑا درجہ اس کے اُن پر درجہ بھجو۔ اور جس وقت یاد کرو میرے
بابا ابراہیم کو پس درود بھجو ان پر اس کے بعد بھپر درود بھجو۔ عرض کیا کہ
چنان ابراہیم کو کس سبب سیہ مرتبہ حائل ہوا۔ فرمایا کہ جب شب معراج کو
آسمان سوئم پر میں پہنچا۔ میں ایک منبر نو پر بیٹھا اور ابراہیم ایک درجہ پھر سے
نیچے بیٹھے اور تمام انبیاء اطراف منبر کے بیٹھے۔ تاکہ جناب امیر ناقہ لوز پر
سوار تشریف لے اے اور منہ ان کا مثل چاند کے روشن تھا۔ اور اصحاب اُن
کے گرد مثل ستاروں کے تھے۔ پس ابراہیم نے پوچھا کہ محری کوئی نبی
ہزرگ ہیں یا فرشتہ مل رہے ہیں تے کہا کہ نہیں یہ میرا چیخانہ دی جانی اور
میرا داماد میرے علم کا دارست علی بن ابی طالب ہے۔ ابراہیم نے کہا
یہ لوگ جو اس کے گرد ہیں کون ہیں۔ میں نے کہا اس کے شیعہ ہیں۔ ابراہیم
نے کہا کہ میں بھی قرار دیا جاؤں شیعان علی ابن ابی طالب میں یہی جسراں
ای وقت یہ آیت لائے۔ وَإِنَّ مِنْ شِيعَةِ الْأَبْرَاهِيمَ۔

(مسئلہ ۳) زاد الصالحین جلد ششم

یہ اقتیاس اس مبارک کتاب کا ہے جسے پڑھ کر نظام حیدر آباد رانختی پڑھ گیا تھا۔ تھی
صاحب نو شیعوں کے مورث اعلیٰ جانب بعد اللہ عن سبیا کے جدا علی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی رسول اُندر پر فوقت کی وجہ صرف یہ بتاتی ہے کہ وہ بھی شیعہ علی ہو گئے تھے مگر یہاں یہ خالی
لذکر ثابت ہے آپ کو معلوم کرنا ہے کہ برآق نے رسول کو بھانے سے انکار کیوں کیا تھا
اب شاید آپ کی بھج میں آگیا ہو کہ وہ دیچارہ انکار نہ کرتا تو حضرت علی کو عرض پر کون نے جاتا
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ۔ آپ یعنی درود پڑھئے اور رانختی درود پڑھئے۔

معراج رسول پر دیگر کھینچیاں

عمدة الاعلام العظام ودیگر نصف درجین القاب وامت محبته در حکایت القرآن بھی ہیں۔
مولینا مولوی سید حشمت خیر احمد پوری نے ایک رسالہ معراجیہ تالیف فرمایا ہے جو عوام کے
لئے بہت زمان افرزو شتابت ہو گا۔ معراج شریعت کے معلاملے میں یوں ہی مسلمان اخلاف کرتے
رسیج ہیں۔ مگر اس تعریف سے ضرور ان کی آنکھیں کھو جائیں گی کیونکہ یہ اشد تعالیٰ کے برگزیدہ
بندوں اور پرستاروں رسول اور اہل دین کے خطايد کے مقابلہ ہے۔

در فصل دوم قصہ معراج سید کائنات۔ قبل اس کے کہم قصہ

معراج شروع کریں جانتا چاہئے کہ معراج حضرت کو ایک بار ہوا یا کسی بار
ہوا۔ اور کس وقت ہوا اور کہاں ہوا۔ این بالویہ اور صغار اور دیگر
مُلائے کبار نے بستہ معتبر حضرت جعفر صادقؑ سے رحمائی کی ہے کہ حق تعالیٰ
نے حضرت سید کائنات کو ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں کی سیر کرائی۔ اور
ہر مرتبہ آنحضرت کو بابِ ولایت اور بامات علی بن ابی طالب و ساری ائمہ
طاهیرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں نسبت پر سائرِ فرائض کے زیادہ کا مکید
اور مہاذ فرمایا۔ (ص ۴۹ رسالہ معراجیہ مطبوعہ علمی پرنس لہور)

آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ معراج کوئی ایسا بڑا واقعہ نہ تھا جسے رسول کے
لئے مجرد سمجھا جاسکے۔ اور وہ ایک بار نہیں ہو کی جو اتنا شور پھیایا جائے۔ رسول کو ایک سو
میں بار حضور باری تعالیٰ میں پیش ہوتا پڑا کیونکہ ولایت اور بامات علی نوادرادہ امام کی
تجییدہ اور پرتفیہ ایک یہی سادھے اور سچے حق کے لئے ہے جتنا قابل ہم تھی۔ چنانچہ
جب اس باری تعالیٰ بار بار بلکہ ساری اونچی بیکھی بسخاتے تاکید کرتے اور بالغہ کام لیتے
اوہ اس کے نفاذ کی ترکیبیں بتاتے مگر جب رسول کے بقول شیعوں کے کچھ پتے نہ پڑتا۔
اوہ بارہ جاتے تو کورے کے کورے۔ اسی لئے ان کو ایک سو بیس بار اس خطرناک سفر
بیان پڑا جو ۲۳ سال کی بیوت کے لئے مذہبِ جان ہو گیا ہو گا یعنی سال میں بیان بار معاونت
اور ارش پر جاتا کوئی معمولی بات تو نہ تھی جو کہ اپنے لگگرین کے سفر سے مقابلہ کیجئے جو
یہ سفر کے بعد دوبارہ نہ جاسکا اور وہ بھی صرف چند میل اور پرستے دا بیس آگیا۔ اور یہ

سب مصیبت ایک ولایت اور رامامت علی کے مسئلے کو نہ سمجھنے کی پاداش میں معاذ

مراجع سے متعلق دیگر توضیحات دیکھئے۔ فرماتے ہیں:-

"جانتے چاہیئے کہ اتفاقِ کل اب اسلام کا اس بات پر ہے کہ معراج قبل از بھرت واقع ہوئی اور بعد از بھرت بھی ختم ہے۔ بعضوں نے کہا ہے شب شنبہ ہفتہ ہم ماه رمضان یا بست ویکم ماه رمضان تین ماہ قبل از بھرت واقع ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں دو سال بعد از بھرت واقع ہوا۔ اور مکان عووج میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ خاتم اُمّت ہائی خواہرا امیر المؤمنین سے عووج کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے شب ابن طالب سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد الحرام سے واضح ہو کہ اختلاف مکان اور تاریخ کا احادیث معتبرہ میں جو پڑا ہے بعض اس وجہ سے کہ ہر ایک حدیث ان مختلف مراجعوں سے متعلق ہے جو واقع ہوئیں"

رسالہ مراجیہ ص ۱۹

یہاں صرف اتنا غور طلب ہے کہ شیعہ راویوں میں بال لتر ام کو مشتمل ہی جائے کہ اختلافات زیادہ سے زیادہ بیان ہوں تاکہ سنن والاجبرا جائے سوچنے سمجھنے کو کوشش نہ کرنے۔ بلکہ فیصلہ کرنے کیہ ایک بے سرو پا مسئلہ ہے۔ مگر پیش اس طرح کی جا رہی ہے گویا بڑے خلوص سے مجتہد صاحب اُمت کا ایمان تازہ فرمائ رہے ہیں اس سے سجا کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے کہ اسلامی معتقدات کی ان کی نظر میں کیا وقعت ہے۔

مراجع کی شیعہ تعریف

یہاں تک پڑتے کے بعد غالباً آپ کو تشویش ہو گئی ہو گی کہ پھر شیعہ ذہن میں موعود کیا چیز ہے جو رسول کو سال میں پانچ بار جوا کرتی تھی سببی ایک درجن اتفاق و اے مجتہد کی زبانی سننے،۔

"رسول خدا نے فرمایا کہ اپنے بھر ایسل میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو نزد دیکھ اس پیغمبر کے نے کئے کہ جس پر پائی مراجع رکھا ہوا تھا۔ اور وہ

پتھریت المقدس میں ہے۔ اُس کے اوپر کی طرف آسمان سے ٹیہوئی
ہے۔ یک پڑھ اُس کا یادوت نہ کاہے اور دوسرا پڑھ اس کا زمروں سبز کاہے اور
ملک الموت جو کچھ قبض اداج کرتا ہے اور اُسی موقع سے اُترتا ہے۔ اور جبکہ
یتک آنکھ کھلتی ہے اور تیخ ہو کر اوپر کو دیکھتا ہے وہ معراج اُس پر ظاہر ہوتا ہے
یہ جریل بھکو پکڑا اس معراج پر لے گئے (رسالہ معاجیہ)

معراج کا معاملہ اب ناظرین کی بھروسے میں آگیا ہو گا۔ خاص کر ان لوگوں کی وجہ پر
میں اپنے آیا ہاں کے ساتھ دلی میں قطب کی لاٹھ پر چڑھے ہیں اندازہ لکائیں گے کہ معراج
کے پتھر پر چڑھنا اتنا دشوار نہ ہو گا۔ کیونکہ لک الموت کے روزانہ چڑھنے اُڑنے سے
اچھا خاصہ راستہ بن گیا ہو گیا۔ علاوہ اس کے پہلو من مردہ وہ پتھر معراج کا دیکھتا ہے
جب یہت سے سراٹھا ہے۔ یعنی رسول اللہ نبودی اللہ شیعہ مربوی سے صرف اس قدر
تو قیمت رکھتے ہیں کہ انہوں نے معراجِ زندگی میں دیکھ لیا اور شیعے مرتبہ وقت دیکھتے ہیں۔

رسول اللہ ملک الموت کو دیکھ کر ڈر گئے

رسول نہ لئے فرمایا جب کہ اس جگہ سے میں گزراؤ ایک فرشتہ دیکھا کہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے اور میں کسی فرشتے پر نہ گزر ہوں کہ اُس سے
خالق ہوا ہوں سمجھ رہا ہو کہ اس سے بچنے خوف آتا ہے جب تک نہ وض کیا کہ ہم بھی اس
سے خالق ہیں کہ یہ ملک الموت ہے۔ (رسالہ معاجیہ ص ۳)

ظاہر ہے جس سے جریل تک ڈرتے ہوں رسول کا درتا کیا یعنید ہے۔ بلکہ
رسول تو موت سے سب سے زیادہ ڈرتے ہوں گے۔ یعنی ماشیہ میں دنورجت
کہا جا رہا ہے۔ اس سے تو ہم رسالت حاشا و کلام مقصود ہیں ہے۔ بخلاف شیعاء
اہل بیت اور تو ہم رسول۔

رسول اللہ کو علی کی ولایت پسند نہ تھی

کتاب امامی شیع طوی علیہ الرحمۃ میں ابن بلاس سے مستقول ہے کہ میں نے رسول علی
کے سناڑا ملتے تھے۔ حق تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں دیں اور یا انکو چیزوں میں کو کرامت فوائد ہیں

جھکو جو ابتدی کرواجھ مسلم۔ جھکو کو شرعاً کیا اور علی کو سلبیں۔ جھکو حق دیا اور علی کو المام۔ جھکو موافق عطا کیا اور علی کو کشف۔ حقیقتی جیکے اسماں نہ پڑے گئے تو عام اسماں کے دروازے کھوئے گئے اور تمام جباں کو بڑی فخر سے اٹھا دیا گی۔ اس طریقے کیسے کیا کہ جو حق اپنے کیوں روئے ہیں فرمایا جیسے مقام تھب تو یہ ادا اولیہ کیجا تو پہلا کلام جو حق تعالیٰ نے ورساتہ کیا یہ تھا یا الحمد لله انظر تھتک تھتک کیا تھے جس کو ملکہ کر دیجئے نے دیکھا تمام جواب آئھے تھے احمد تمام دروازے آسمان کے کشادہ تھے۔ اور جیسی میری طرف دیکھ رہا تھا پس خطاب الہم ہو اکر اے محمد ملکی کو میں نے تیرا ہمی تردا تا اور زیر و نظیر کیا تیر سے بھد۔ پس تو اس کو اعلام کر دیے کہ وہ تیری بات کو سنتا ہے۔ میں نے پا کو اطلاع کیا۔ اور علی اپنے گھر ہیں تھے۔ میری طرف دیکھ رہے تھے احمد میرا کلام سن رہے تھے پس علی نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں نے امر الہمی کو قبول کیا۔

پھر فرمایا کہ حمالین و شکریں نے دیکھا کہ سب اپنے سروں کو نیچے ڈال کر طرف زمین کے رکھ رہے ہیں میں نے بھرپول سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا دیکھ رہے ہیں۔ جب پول نے کہا انہوں نے خدا حاذن طلب کیا کہ علی کی زیارت کر لیں پس خدا نے اذن دے دیا۔ اب وہ علی کی زیارت میں متوجہ ہیں اور اس کے پھرے کو دیکھ رہے ہیں۔

اور جب میں آسمان سے زمین پر رکیا اور جایا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا یا سُننا تھا جھکوست دیا۔ سے کہوں تو علی نے سبقت کر کے جو کچھ میں نے دیکھا تھا یا سُننا تھا جھکوست دیا۔

(رسالہ معراجیہ)

شاید رسول اللہ کے رد نے کی وجہ آپ کی بحیر میں آگئی ہو۔ روئے نہ تو اور کیا کرتے۔ سر پیٹتے کا مقام تھا۔ پچاس سال کی عمر میں اتنا لمبا پورا اسفر کر داکر عرش پر بلایا پائیں جسیں دیں جن سے کہیں بہتر پائیں جیزیں علی کو گھر بیٹھے دے دیں پھر حکم دیا کہ حرثے کے بعد علی کو اپنا ظلیق بنانا اس کے لئے وصیت کر جانا یعنی جو پرانے جیزیں خود ان کو لی تھیں وہی دیزنا اور پرست طریقہ کر جہاں خصوصی کو خوش کمیبد کہنے کے بجائے حمالین عرض مردلوں کو جھکا جھکا کر علی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس پرے قدر بی پر رسول کو جتنا تم ہوتا کم تھا۔ لگراشد کی مشیت میں کے دخل ہے وہ جسے چاہے ہلت دے اور جسے چاہے فیصل کرے۔

رسول کی موجودگی میں یہ سب نہ کرتا تو کیا بھارت اُن کی آدھگت اور پیشوائی کے بعد بھی یہ اذن دیا جاسکتا تھا۔ لیکن اس صورت میں شیعہ مذہب کو اس قسم کے مقابل کا موقع کہا ملتا۔ (نحوہ پاپلند)

یہاں بھی چاہتا ہے کہ ایک اور شیعہ حدیث جس کا معراج سے ناص تعلق ہے آپ کو سنا دی جائے مگر یہ کمی دوسری جگہ سے اخذ ہے۔

کتنا بے ارجح المطالب میں ۲۷۸ پر آئندہ اخبار سے حدیث منقول ہے۔ فرمایا کہ خداوند عالم نے شبِ معراج آنحضرت سے حضرت علی علیہ السلام کی زبان میں گفتگو کی۔ رکنِ المطاعن صکھ حدیث رہ۔

شاید اس حدیث کو بھینہ میں دشواری ہو اس لئے باب توحید کی طرف رجوع فرمائیے جہاں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جسم نہیں ہے بلکہ نہیں میں پاؤں نہیں ہیں۔ بھیجیں نہیں ہیں اور زبان نہیں ہے۔ پھر وادت دلی اللہ کے باب میں باد فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو گود میں لیا۔ تو ان کی زبان کو سان اش کہا۔ آنکھوں کو عین اللہ اور کافروں کو اُذن اللہ۔

چنانچہ جب رسول کو معراج پر بجلایا تو سوچا کہ رسول سے بات کس طرح کی جائے۔ زبان تو ہے نہیں پس علی کوپر اُن کے ذریعہ بلا لیا اور پس پر دہ بھٹا کر رسول سے باتیں کر لیں اب بھی ترجمہ میں آئے تو آج کل کے کسی پچھے بیگ سنگر کا تصویر کیجئے جیسے زگ کے گانے ت کاتی ہے اور دلیپ کمار کے لئے طلعت محمود گانے رکارڈ کر داتا ہے۔ معاذ اللہ! کیا مذہب ہے اور کیسے اعتقادات میں جو نیرہ سوال سے اسلام کے تام سے برداشت کئے جا رہے ہیں۔ اور ان کے ضرر کو عروس نہیں کیا جاتا۔

سلام اللہ میں اس نور کا ذکر کئی بھگہ آیا ہے فرمایا
لور محترمی کا بطورہ پاریتھانے ہے۔

۱۔ پس زمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس لور پر جو ہم نے نازل کیا ہے۔ (تفاہن۔ ۸)

۲۔ تمہارے پاس آگئا ہے اللہ کی طرف سے لارا در کتاب میں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو حاصل کی پیری دی کرنے والا

سے سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ (المائدہ - ۱۴۵-۱۴۶)

حضرت نبی ہیں کہ نور سے مُراد قرآن شریف ہے جس کی تیطم اور ہدایت کی روشنی سے عالمِ اسلام جگہ آنہاتھا اور بعض کی خیال ہے کہ نور سے مُراد وہ علم و دانش ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو (آن پڑھ) کو عطا فرمائی جس سے آپ نے زندگی کی راہبوں میں صحیح اور ناطق کے اندازے مقرر فرمائے جس کی روشنی میں آپ نے اخلاق و روحانیت تہذیب و تمدن۔ معیشت و معاشرت اور قانون و سیاست کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اور عرب کی جانب قوم کو دنیا کا مالک و خاتمینا دیا جو ایک ہزار سال تک ہذب و نیا پر حکومت کرتا رہی۔ پس نور اُسی علم و بصیرت کا نام ہے۔

شیعیت کے باقی عباد اللہ بن سبیا یہودی نے حضرت موسیٰ کے چہرے پر نور کا ہالہ ستا تھا حضرت میسی اور حضرت مریم کی تعمیر میں آئیے ہی نور کے گھیرے میں دلچسپی کے براحت کرتا کہ مولا علی اور ان کے بڑے بھائی بغیر کسی نور کے رہ جائیں۔

چنانچہ تبرائی کہتے ہیں۔

در افسوس رسول اور اہل بیت کے مریتھ کو نہیں پہچانتا، ان کو معوری
السان بحکمران کی مکر و ریوں سے فائدہ اٹھایا۔ (البلاغ المبين)
پھر حدیثیں تیار کی گئیں۔

- ۱۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں خدا کے نور سے ہوں اور میرے طبیعت
میرے نور سے مخلوق ہوئے۔ (کنز المطاعن ص ۲ جو الہ از جمع المطالب)
- ۲۔ امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے نورِ محمدی کو آسمان
وزمین و عرش و کریمی، لوح و قلم، بہشت و دو نجف غرضیک تمام مخلوق اور
اپنے نام پہنچروں سے چار سو بیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

(عقاید الشیعہ ص ۲)

یہاں جناب امیر نے نور میں اپنے حصے کا ذکر نہیں فرمایا محال انکہ رسول اللہ نے فرمایا
تھا کہ غیرے اہل بیت میرے نور سے مخلوق ہوئے ہیں رسول اللہ کے نور کی سبز پیدائش
و مقدر فرماتے وقت تھے اپنی کتابت و خلافت بھی بتا دیتے تو پہنچتے سے جھگڑے جو خود ان کی
غم کے بارے میں پیدا ہو گئے ہیں فتم ہو جاتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی کو رسول سے

لوز کو ورنے میں لینا پسند نہ تھا۔ اور کیسے ہوتا۔ رسول نے ان کے قرآن پر قیمت جالیا، لفڑی
بائش۔ معراج پر خود چلے گئے۔ حالانکہ علی کو بُلا یا کیا اگئی تھا۔ یعنی علی کی سُگی بہن اُمِ رانی کے گھر سو رہے
جس سے جریل کو ملٹپل فرمی ہو گئی وہ رسول کو علی سمجھ کر اٹھا لے گئے۔ اب یہ کیا ہوتا ہے؟ کو خود تو
اللہ کے درستہ بنیں اور جناب علی کو اپنے نسیکنڈ ہینڈ نور سے مخلوق بتائیں۔ چنانچہ حدیث
کی ترجمہ کی گئی۔

”دُ اخْتَرْتَ نَفْرَايَاكِ مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يَنْهَا إِلَيْهِمْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
هُمْ دُولُونَ أَمْ وَقْتٍ وَعْشَ كَيْ دَائِلِيْسْ بَائِسْ جَاشِ خَدَ اَكِيْ بَادِيْس
مَصْرُوفَنَ تَحْتَهُ مَجْبَرِيْ بَيْدَانَ ہُوا تَحْتَهُ۔ (کنز الطالحہ مکبِحہ الہ
زین الفتن سورۃ هُلُل آتی) جس کی عونی اس طرح درج ہے۔ آناؤْ عَلَیْنِ
مِنْ نُورٍ وَلَهُدْدِ لَیْلَیْنِ مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يَرْسُتْ بَيْتَنِ مِنْ۔

اس تقییم اور بیوارے کا حوالہ مجید صاحب سنئے:-

”ابن جاس سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے ایک قطرہ نورانی
کمزون و مستور ریجاد کیا۔ اور اس کو صلب آدم میں قائم کیا۔ پھر
پشت آدم سے صلب شیث نیں اُسے جگد دی اور شیث سے الیش اور
الیوس سے قیان کی پشت میں آیا۔ اسی طرح اضلاپ کرام اور مطہرات
ارحام میں کر رتا ہوا۔ بھک خدا عبد المطلب کے صلب طیب میں پیخا۔
یعنی جس صلب میں رہا۔ اور جس شکم میں ٹھیرا کوئی ان میں عذر ک اور یوت
پرست نہ تھا۔ اور ہر شکم میں بذریعہ ملال منفل ہوتا عبد المطلب تک آیا۔
پس خدا نے اس قطرہ نور کو دو حصہ کر دیا۔ ایک حصے نے حضرت عبد اللہ
علیہ الرحمۃ کے صلب اقدس میں قرار پایا اور دوسرا حصہ حضرت ابوطالب
رضی اللہ عنہ کی صلب مبارک میں آیا۔ پس اس مسلمانے جو عبد اللہ کو
ملانا تھا جناب محمد مصطفیٰ اصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا اور جناب
ابوطالب سے حضرت علی مرتضیٰ نے دلادت پائی پس تجویز کیا خدا نے
فاطمہ بنت محمد کو ملی آبن ابی طالب سے۔ بس علی عمر سے ہے اور محمد
علی سے ہے۔ اور حسن و حسین و فاطمہ نسبتیں اور علی بیب ہیں۔

صل علی کیا لوز کا لوز سے ہیونڈ ہوا ہے؟ (قرآن العزیز ص ۷)

پختگیں اس حدیث اور روایت کے بعد جناب امیر کو کوئی شکا ہے نہ رہی۔ رسول اللہ کی نہ کو رہ نہ یاد ہیوں کو بھی معاف فرما دیا اور باقی نزدیگی صہر تکرے سے گزار دی۔ یہاں یہ بھی ٹھوڑے دیکھ لیجئے کہ عبد اللہ علیہ الرحمۃ "شیخہ البوطالب" رضی اللہ عنہ اور عبد المطلب اور زان کے پاپ دادا سب مومنین سے تھے۔ نکوئی مشک مخانہ بھی پرست اور نہ کافر اگر آپ نے اس میں شاک کیا تو رسول کی رسالت اور علی کی امامت خطرے میں پر چاہیے۔ رافعی دلوں کو جھوٹا کہتے ہیں اور دراصل اس اعتقاد کا مقصد یہ ہے جو قبلہ صاحب اجتماع طرح چالے ہیں۔

کیا اب بھی آپ کو لقین نہیں آیا کہ پردھیر حق نے جو کہا ہے "شیعیت کی نشووناکیں حد تک پیرانی خیالات کی ہیں" اور ملت ہے اور کتنی یہود و نصاری کے افکار کی۔ اس کی تحقیق مشکل ہے، یہاں صاف یہ سائیوں کے حقیدہ تسلیت سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حکومت الہی کو پاپ ہے اور روح القدس پر مشتمل سمجھتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ یہاں میں کی جگہ پانچ رکھے ہیں اور انہیں پانچ قن پاک کہا جاتا ہے۔

مگر خوب ہے کہ مولوی مابن تیم خاں بھی اس دلفریب تصور سے متاثر ہوئے بغير نزد کے انہوں نے بھی اپنا لوز نامہ کلاؤں تیار کر لیا جس کے پڑھنے میں بے حساب فائدے ہیں۔ کہتے ہیں۔ جو پڑھتا نہ ہانتا ہو مرنے کے بعد کفن کے اندر سینے پر رکھ دینے کی وصیت کر جائیے۔ تو منکر نیکر اسے جنت کا الامتحنہ سمجھ کر سوال جواب نہیں کرتے۔ بعض کامیال ہے کہ جنت کا دار ڈا در روم نمبر بھی اُسی پر لکھ دیتے ہیں تاکہ تلاش میں زحمت نہ ہو۔ یہ لوز نامہ رسول کی زبانی اس طرح منظوم کیا گیا ہے۔

میرا لوز پر حق نے پسیدا کیا کیا لوز سے اپنے اُس کو جدا
بتا نی پھر ایک شکل طاؤس کی شجر پر جگہ اُس س کو رہنے کو دی
اور مشتری زار بر اس طاؤس کو درخت پر بھمار کئے تھے بعد۔

حق نے پھر دست قدرت اٹھا محمدؑ کی صورت کو پسیدا کیا
مولو! در د پڑھو۔ اور لقین نہ آئے تو بھی حدیث عربی میں بھی سن لور فرمایا
اَوْلَ مَا لَخَلَقَ اللَّهُ نُورٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو پیز پسیدا کی میرا لوز رکھا۔

مگر قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا کو اس نور کا علم تھا جو طادُس کی تسلیک ہیں شجراں
بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے رسول کو نور کے معنی رشد دہدایت علم و بصیرت کے بتاتا رہا جو آیات
ذکور ہست طاہر ہے۔

پیدائش لوز کی ضرورت کیوں پڑی | ائمہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جب ان کفار نے
کوہاڑی کھلی کھلی اسیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ایک دونبے سے کہتے ہیں کہ یہ شخص جو پیغمبری
کا دعویٰ کرتا ہے بس یہ ہی صیساً آدمی ہے۔ اور اس کا مدد عاییہ ہے کہ جن معمودوں کی تحریر
باپ دار اپرستش کرتے تھے حرم کو ان کی پرستش سے روک دے۔ اور قرآن کی نسبت کہتے
ہیں کہ یہ تو نرا جھوٹ ہے۔ اور اس کا اپنا بنایا ہوا ہے اور جو لوگ منکر ہیں جب ان کے
پاس حق کی بات آئی تو لگ کہتے کہ یہ تو صریح چادو ہے (رسیار۔ ۳۳)

یا جیسے کہا۔ فَقَالُوا إِنَّهُ مُهَدِّدٌ وَنَتَّارٌ يَعْنِي حِرْتٍ سے کہنے لگے کہ جملہ ایک انسان اور
بسی رہما رہا ہے اور ہم کیسے ہو سکتا ہے۔ کوئی دیلوی دیوتا ہرے پھر ریا تابنے پیش کا بنا ہوا
فرشتہ، یا جن پاپری ہوتا اور اپنے کوئی خاص کلاالت جو معمولی انسان سے نہ ہو سکیں دکھاتا
تو کوئی بات بھی ہوتی۔ مگر یہ معمولی انسان جو ہماری طرح بھوک پیساں اور سردی گرفتی کی
صحوہ ہتوں کو برداشت کرتا ہے پیغمبر دہادی و رسول کیسے مان لیا جائے۔

چنانچہ اپنے دیکھا کہ رسول کو فوق البشری کے لئے شیعہ ذہنے لے کیا کیا افترا
باندھا ہے۔ رسول کے ماں ہاپ مسلمان ہوتے ہیں۔ رسول سوتے ہیں بھی دیکھتا رہتا ہے
رسول سامنے دیکھنے کے علاوہ یتیخے بھی دیکھتا ہے۔ رسول کے چہرے کے گرد لوز کا بال تھا،
جیسے حضرت عیسیٰ کی تصویر میں دکھایا جاتا ہے نو زبانہ۔ حالانکہ ہر کامیگی کو مسلمان کا عقدہ صرف
یہ ہے کہ محمدؐ عبدؐ کا رسول ہے یعنی محمدؐ ہی عام لوگوں کی طرح خدا کے بندے ہیں
البتہ ان میں اتنی خصوصیت ہے کہ وہ اللہ کے رسول اور پیغمبر۔ بھی ہیں جو ہماری ہدایت کے
لئے پسند فرمائے گئے۔

بے شک رسول کا مرتبہ ان سبائی لفڑا پر دازیوں سے بیت بلند دمنزہ ہے۔ وہ
بشر تھے۔ اور سید البشریہ انسان تھے اور انسانیت کے لئے نور بہادیت بن کر آئے
جس نے انکار کیا اس پر پیٹھا رہوئی اور آج تک جاری ہے۔

امل بیت رسول کوں ہیں

اکتاب زاید امکطیین حافظ صدر الدین صموئی میں منقول ہے کہ
جناب علی مرتضی نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دسکر
پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت جناب رسول خدا خطبہ تکمیل
ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے جس کے بعد آپ نے کوئی خطبہ نہیں دا
فرمایا۔ اے لوگوں میں تھارے درمیان کتاب اللہ اور اپنی عترت ایوبت
چھوڑے جاتا ہوں۔ تم کو چاہیئے کہ ان سے تسلک کر دتاک گمراہ ہے ہذا
کیونکہ خداوند تعالیٰ نے مجھے خبردی ہے اور وہ مدد فرمایا ہے کہ یہ
ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن حوض
کو قبر میرے پاس دار ہوں۔

پس تھرین الخطاب کھڑے ہوئے دراں حالیکہ ان کپھرے
پر غصہ کے آثار تھے اور پوچھا کیا رسول اللہ کیا تمام آپ کے کھڑائے
مراہیں۔

آنحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ میرے اوصیا جو کہ ہلا علی ہے۔
جو میرا بھائی ہے اور میرا دزیر ہے اور میرا اوارث ہے اور میری امت
ہیں میرا خلیفہ ہے۔ اور میرے بعد تمام امت کا والی و حاکم ہے۔
پھر میرے دنوں پیٹے حسن و حسین ان کے بعد اولاد حسین ہیں
سے تو ایک دوسرے کے بعد یہاں تک کہ وہ حوض کو ترپرداروں ہوں
(البلاغ المبين حصہ اول ص ۲۸۴ آغا محمد سلطان حزا)

یعنی حضرت عمر بن یہ با تین سین توانیں تو انہیں فضہ آگی۔ کھڑے ہو کر وضاحت کرانی کر
یہاں امل بیت سے مراد آپ کا پورا خاندان ہے جس میں آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب
آپ کے بھائی ابن عباس دعیقہ وغیرہ۔ آپ کی چچیری بہنیں آپ کی بیٹیاں زینب
رقیہ و کلثوم آپ کی ازدواج مطہرات اور تینیوں دامانیں بیا کوئی اور اشخاص نہیں جن کی طرف
اشارہ ہے۔

گویا رسول اللہ کی زبان صداقت بیان سے یہ راضی ہی نظر پاتیں کہلوانا چاہتا ہے کہ:-
میرے گھر والوں میں ہیری ہی فاطمہ میرا داماد علیؑ اُن کے دو بیٹے حسن حسین اور یحییٰ حسین
کی لولاد میں صرف نواہ امام ہیں جو امامت کے لئے موزوں ہوں گے اور جن کو رضا خداوند کریں گے۔
باقی سب کوئی نے اپنے خاندان سے جدا کر دیا ہے سب بیٹوں کو عاق کیا۔ چنانچہ جو رہا دیا -
بھائیوں اور بیٹوں کو نکال دیا اور اپنی سب بیٹیوں سے جن کی تعداد لا تھی ہے تعلقی کر دیتے ہے
ورثے ہو تو ترکے سے محروم کر دیا ہے۔ جن میں حضرت عالیہ اور حضرت حفصہ کو تو رضا خداوند کی
اُن کے باپ کے ساتھ نفرت کی بنا پر چھوڑنا پڑا امگراً تم سلسلہ سودہ۔ جو یحییٰ حسین اور
حضرت زینب جو یہی ہمہ بھی زاد بین بھی ہے۔ جس کا کاچ ائمہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عرش پر
فرمایا تھا میں اس نے چھوڑ رہا ہوں کہ علیؑ کو میرا سارا انکہ بغیر شرکت مل جائے اور وہ میرا
وصی و خلیفہ و وزیر اسلام کر لیا جائے۔ اتنی بیت سی بیرون کس طرح کمال باہر کی گئی اور
حق زوجت سے کہتے ہو روم بیویں ہمارا بھگھڑ میں تو نہیں آتا اس نے مناسب ہوئکام
شالیقین ملا تے بدالوں یا بعد الرشید نعا فی ایڈیٹریٹ نیت کر اپنی سے رجوع فرمائیں۔

ناظرین یہ نہ بھیجیں کہ صرف رسول اللہ کا خاندان چھانٹ دینے سے یعنی دیگر تین بیٹیوں
لوزیمیوں اور سارے بھائی بیٹیوں کو اب بیت سے خارج کر دینے سے علیؑ کی داراثت
و خلافت ستمکم ہو گئی ہو گئی اور سارے بیٹوں کا کام میں گیا ہو گا۔ یعنی سوائے پنج تن پاک کے
باقی سب پر تباہ اور لعنت کا ہواز نکل آیا ہو گا۔ یعنی شیعہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس واقعہ سے مذکور پہلے رسول اللہ کو علیؑ کے بھائی بندوں کو بھی خارج از شرک کرنا
پڑا تھا۔ روایت سنئے۔

"جلد شالست بخار حدیث رحلت جناب فاطمہ بنت اسد میں
منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے ان معظلم کو بعد میں لایا اور شہادت
اُنھیں تلقین کی پیں لوگ ہتھی ٹھال کر قبر پر واپس جانے لگے تو جناب
رسول خدا قبر کی طرف مقابلہ ہو کر فرمانے لگے۔ ابتدئی۔ ابتدئی۔ ہمیکی
لَا حِضْرَ وَ لَا عَقِيل۔ ابتدئی۔ ابتدئی علیؑ میں ابی طالب دلیعی
فرزند تھا رے۔ جو حضور مسیح میں فرزند تھا رے۔ علیؑ میں ابی طالب ہیں۔
جب لوگوں نے اس کہنے کی وجہ یوں ہی تو حضرت نے فرمایا کہ جب دو

فرشته قریب ان معذرت کے آئے اور پوچھا کہ خدا تھا را کون ہے تو جواب دیا کہ الشدید میرا ہے۔ اور حب اُنھوں نے پوچھا کہ بنی تمہارا کون ہے تو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہیں۔ اور حب پوچھا کہ تمہارا دلی والام کون ہے تو شرمنیں کہ اپنے فرزند کو کہیں۔ تو میں نے کہا کہ کہو اپنے فرزند ملی بین ایسی طالب کو پس مدانے الکھیں فاطمہ کی یہ سبب اس تلقین کے مُعذتی کیں" (اصلاح الرسم ص ۲۴)

دیکھئے فاطمہ بنت اسد عین زوجہ ابو طالب بھولے پن سے منکر نکیر کو اپنے پرے بیٹوں کے نام بیٹے جا رہی تھیں مگر رسول اللہ نے ان کو درک دیا اور فوراً بول پڑے پھری جان خبر داعیٰ عقل وجعفر کا نام نہ لیجئے گا۔ ان کو ہمارے سیاسی کشیدہ ہرگز قبول نہ کریں گے انھوں نے علی کو آپ کا اور اپنا امام اور ولی مقرر کر دیا ہے اس لئے اُن کا نام لیجئے اور تحریر میں سے کہہ دیجئے کہ صرف میرا جھوٹا بیٹا میرا امام ہے۔ باقی سب بھت روافض عاقِ دفارج النب میں۔

واضح ہے کہ یہی تقدیر علت رسول اللہ کی محنت سے پہلے کا ہے۔ مگر سیاستوں نے علی کی ذرا سوت و خلافت کا پر میگنڈا اُن سے شروع کر دادیا ہے۔ حالانکہ سوا کے روافض و کاذبیں کے کوئی صاحب ایمان اس حقیقت سے الکار نہیں کر سکتا کہ فارحہ کے درس اول سے پہلے جب اپنی بار جریل نے افراہیا سیمِ ریث کَ الَّذِي يَخْلُقُ مُسَايَا خود رسول اللہ کو اپنی بیوت کا علم نہ تھا۔ تو خلیفہ و فریڈ کا دھیان کہاں سے آتا۔ مگر دیکھئے یہاں حضرت علیؑ کے بڑے بھائی طالب کا ذکر نہیں ہے۔ جن کی نسبت سے اُن کے باپ ابو طالب مسہود رہوئے۔ اس کی وجہ صرف تاریخ بتا سکتی ہے۔ طالب جنگ بد مریم کفار مگر کی طرف سے لڑنے اُنے اور مارے گئے یعنی حالت کفر میں مرے۔ یہاں شیعہ دعوے کو یاد کیجئے "علیؑ کے ماں ہاپ مسلمان تھے، پھر بھلا ملی کے بڑے بھائی کا گھر سیاستی مذہب کیسے برداشت کرتا۔ چنانچہ انہیں عقیل وجعفر سے بھی بدتر پاکر اُن کا نام یہی فہرست برداشان علیؑ سے خارج کر دیا حالانکہ عقل وجعفر بھی اُسی جنگ میں گرفتار ہوئے تھے اور اپنے چچا حضرت عیاشؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔ مگر عقیل کی غلطی یہ تھی کہ جنگ صفين میں دہ حضرت معاويةؓ سے ساتھ تھے اور جعفر کی خط رسولؐ کے اس کے پکھم نہیں معلوم ہوتی کہ وہ ابو طالب کی ناداری

کی وجہ سے اپتے چیخا جہاں کے دہاں پہنچتے۔ اور حضرت عاشق سے ملی خوش نہ تھے
چنانچہ منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر نے۔

”وَهُوَ لُوْكٌ مِّيرٌ إِلٰهٌ بَيْتٌ كَجَاتِ رَبِّهِ حِينَ كَيْ قَوْتٌ كَأَخْدَاكَ
دِينٍ مِّيزَ بَحْرٌ دَسَّتْهُ أَدْرَابٌ صَرْفٌ دَدْخَارٌ دَذْلِيلٌ زَمَانَةٌ جَالِيلٌ تَكَرَّرَ
رَمَغْكَهُ هِيَ لِيَعِي عَقِيلٌ وَعَبَاسٌ“

(آیات بیانات ص۴۹) اکوا ال احتجاج علامہ طبری)

اس کی مریدی تو میخیج محسن الملک اس طرح فرماتے ہیں۔

”کوئی شیعی یہ خیال نہ کرے کہ فقط خوار و نسل کہہ دینے پر جناب
امیر نے قمعت کی ہے۔ بلکہ اگر ان کی کتب معتبرہ سے ڈھونڈا جائے تو
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چیخا حضرت عباس کو
صاف گالیاں دی ہیں اور معاذ اللہ تعالیٰ توہ، توہ نقل کفر کفر نہ
بات۔ جناب امیر نے حضرت عباس کو ولد اڑنا بتایا ہے۔ اگر کسی کوشش
ہو تو وہ روضہ کلینی اور جیو ٹائمکوپ کو ملاحظہ کرے (آیات بیانات ص۴۹)

غالباً انہی نفائلر کی وجہ سے وہ سلالہ نیز رجوبی المطلب سے عبداللہ کے ساتھ ہوا رہی
ہے۔ بلا تھا طالب عیقین و جعفر کے استقرار کے وقت ابو طالب نے فارج نہ ہونے دیا۔ اسے
چوتھے بیٹے کی ولادت کے لئے محظوظ کر لیا تاکہ لوز کا نور سے پیوند ہو سکے اور اماں میں کی
نسل چلے نا۔ میسیوں کو یہ معلوم کر کے اطمینان ہو گا کہ طالب کا تاپاک وجود بھی اُسی پاک
صلبِ دروم سے ہے۔ حسر من دجوہیں آیا تھا جس سے جناب امیر نے فہر فرمایا ہے۔

إن واقعاتِ کی روشنی میں خانہ ان بنوہاشم کے شہرہ نسب پر ایک نظر دالئے
شید دعوے ہے کہ یہ خانہ ان بنوہاہمیت سے جو ان کا ہم جد تھا جماعت مترافت تھی
اور شاید مظلومیت میں بھی بلند و برتر تھا۔ اب اس مورث اعلیٰ کو دیکھئے۔ اس کی اولاد
پر غور کیجئے سچرا اصلاح طاہر وار عام طاہر کا خیال فرمائیے اور خدا کی شان دیکھئے
کہ کیسے کیسے متضاد الخلق ت بزرگ ایک یہ تھا نہیں پیدا کر دیئے۔

عبد مناف

شیخ
عبد

زین

المطلب

لشم

امیتی
عبد

زین

المطلب

عبدالمطلب

حرب
عبدالله

حضرت عباس

فیضان

مارث

حرب
عبدالله

حضرت جره

ابوالیب

زیر

حرب
عبدالله

حضرت عباس

یا الیطاب

طالب

حرب
عبدالله

حضرت زین

عاصم

طلیل

حرب
عبدالله

حضرت زین

عاصم

حسین

۲

ان میں صرف دائروں کے اندر دیئے ہوئے افراد قابل احترام ہیں۔ باقی شیعہ عقائد دروایات کی رو سے ذموم و قابل نفری ہیں۔ چنانچہ حضرت عباسؑ کی شیعہ تعریف حضرت علیؑ کی زبانی آپ نے پڑھ لی۔ حضرت عقیلؑ کا بھی حال دیکھ لیا۔ مگر ان کے بیٹے مسلم جو امام حسینؑ کی خاطر جاکر کو ذمیں قتل ہوئے قابل احترام ہو گئے۔ یعنی مسلمان ماں باپ کا بیٹا عقیلؑ۔ ذلیل دخوار پھر ذمیں وغوار کا بیٹا محترم و عزت تا اب بلکہ پوجنکے لائق لا اور پھر امام علیہ السلام کے ظاہر صلب سے سوا کے پانچ کے ساری فیض طاہر اولاد پیدا ہوئی۔ اور یہ شیعہ احترام اپل بیت ہے۔ اس پر اعتراض کریں کہ کاتا صبیبوں کو حق نہیں ہے۔ اور رہے ہمارے ہدیان دین تو خدا اُنھیں غارت کرے اُنھیں تیرہ سو سال میں غیرت نہ آئی تو اب کیا اُمید کی جائے گہ حلود مانڈہ۔ کچھ اور شریعت چھوڑ کر کسی کو اصلی دین خدّستہ واقف ہونے دیں گے۔

رسول اللہؐ کی شادیوں پر اعتراض

اگر کسی شخص قیاہ مندو نے یہ حالات لکھے ہوئے تو پاکستان میں ایک کہرام ہیا ہوتا جس طرح رسول اللہؐ کی شیعہ مجاہدین کے جواہر کے جواہر ایران و عراق میں بھی بھی ہیں جب جسمی کی انگریزی رسائل میں چھاپ دی جاتی ہیں تو افت بر پا ہو جاتی ہے۔ رسالہ سوخت ہو جاتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں وہ بھی پہنچ پیش رہتے ہیں جو دیسے کی زیارت کو جاتے ہیں تو مونے اقدس کہیں سے لے آتے ہیں اور ان کی زیارت کے ہمانے روپے کتائے ہیں۔ شہر شہر ان کی نمائش کرتے پھر تے ہیں۔ مگر ان سماں روایتوں پر بعض درگز رستے کام لیتے ہیں۔ آغا صاحب لکھتے ہیں:-

"یہ امر واقع ہے کہ جماعت حق ایضاً (سینوں) کی بساطیات

پر خدا کام حضرت مائشہؓ اور ان کی جماعت نے کیا وہ تینہ سے زیاد کی کامیابی کا یافت ہوا جس طرح اصحاب رسولؐ میں حضرت علیؑ کی بعض زمینت کی بیٹ پر دوپا رشیاں (رسٹی اور رافضی) بیوگوں تھیں اسی طرح حرم رسول میں بھی دو فرقے بن گئے تھے۔

یہ بہت غور کرنے کی بات ہے کہ ازدواج مطہرات میں فریق

بندی کیوں ہوا کہ کہا جائے کہ سوکنوں کا جلا پا تھا تو غلط ہے۔ کیونکہ جلا پا دیا ہوتا ہے جہاں سب کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کیا جاتا۔ آنحضرت سے ناصافی کی ایمید نہیں کی جاسکتی۔ اگر یہ جواب دیا جائے کہ ناصاف ہو یا نہ ہو فطری بات ہے کہ جو زوجہ زیادہ محبوب ہو گی یا تو اس کے خلاف ہو جائیں گی۔ تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت میں تین ازواج کیوں حضرت عائشہ کے ساتھ ہوں وہ بھی خلیفہ کروں اور حکام خاندان کی۔ یہ حضرت صفیہ وی میں جھفوں نے آنحضرت کو زبردیا تھا پھر سوکنوں کا جلا پا تو اہمۃ المؤمنین سے بعید ہے۔ (البلاغ المبین ص ۲۷)

”واقفات بتارے ہیں کہ امور سیاسیہ میں بپ سے زیادہ حضرت عائشہ حصہ لیتی تھیں (اغلبًاً آغا صاحب کو ان کے گڑیوں سے کھینچنے پر اعتراض ہے۔ شیوهِ دخوی ہے کہ وہ شادی کے وقت پھنسات برس کی تھیں) اور حضرت علی کی مخالف جماعت ان کی بہت مرہوں منت ہے۔ حضرت عائشہ نے اپنے والد بزرگوار کو امامت نماز برکھرا کر کے سیقہ سازی کے بعد کے جدال کے لئے ایک مغالطہ میں ڈالنے والا نکتہ جھٹا کر دیا۔“

محمد رات حضرت کی یہ جماعت حضرت ابوذر اور حضرت عمر کو حناب رسول خدا کی نقل و ترکت اور ان کے ارادوں سے مطلع رکھی تھی۔“ اہمۃ المؤمنین کی ایک مخالف جماعت نے بڑی کوشش کی کہ اُسامہ بن زید اپنے رشکر کو نہ لے جائیں اور بوقت رحلت مدینے میں رہیں۔

دیکھا تھا اپنے حضرت تو اتنی تناکید کر رہے ہیں میکن آپ کے حرم میں سے ایک فریان آپ کی صریحًاً مخالفت کر رہا ہے حضرت عائشہ ہی کے گھر میں آنحضرت کے بعد حضرت علی کے خلاف تجویز سن سوچی جاتی تھیں اور مجلس مشورہ ہوا کرتی تھی۔

جانب رسول خدا حضرت عائشہ کی سیاسی تحریکات سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔ ان کو ناپسند نہ مانتے تھے۔ بار بار حضرت عائشہ کہتے تھے کہ ان حرب کا تھا باز آؤ۔ آخر کار جب آنحضرت نے دیکھا کہ

عائشہ کی اصلاح ناممکن ہے تو آپ نا امید ہو کر فرمان لے کیا اچھا
ہوتا جو تم مجھ سے پہلے مرجا تیں۔

(صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۳۰) البلا غ المیں مؤلف آغا محمد سلطان مرزا کی کھس کر
یہ رسول کی خانگی زندگی کا نقش ہے جسے رافضیوں نے گویا اُن کے گھر دل کھس کر
دیکھا ہے ان کے نزدیک رسول کا گھر کیا تھا۔ جاسوسوں کا اڈہ تھا ایک طرف گردہ حکومت
کے جاسوس اپنا کام کر رہے تھے اور دوسری طرف رافضیوں کے مجرم وصی و دلی مظلوم کی
قدسمتی پر بروتے چلاتے گوستے اور مفسدہ پر داری کر رہے تھے۔

آغا صاحب کہتے ہیں۔ رسول اپنے حسب وحدہ (جیسا کہ پاپ توحید میں جاتا کہ جسیں
صاحب سے آپ نے سنتے ہیں) علی کو خلیفہ بنانا پابنتے تھے اس کی وصیت یعنی قردادی تھی۔
اور سیاہی کو ششیں بھی کر رہے تھے جن میں سے آخری صیہ اُسامہ کی چال یعنی (لغوڈ باشد)
جس کے ساتھ ان دو بزرگوں کو ردوانہ ہونے کا حکم فرمایا تھا۔ رسول کو امید تھی کہ جنگ میں
دو ہزار خطرناک دعویٰ یاران حکومت بارے جائیں گے اور علی کے لئے لامسنا حادث
ہو جائے۔ مگر وہ دو ہزار بزرگ ایسی پیچی پیچی کو میان کیلئے ہوئے تھے انہوں
نے پہلے، یہ سیہ شنبہ یاں کریں تھیں یعنی اپنی بیٹیاں رسول کے گھر ملچھ رکھی تھیں
تاکہ بھرپوری کیا کریں۔ اور رسول مقبول نے اس وقت بے سوچ پہنچے اُن دو ہزار کو زوجیت
میں قبول فرمایا تھا۔ (استغفار اُندھ) اور گونا گون معمیتوں میں بتلا ہو گئے۔ ان دو ہزار
سوات شد۔ بیٹیوں نے اپنے فرانچیز پیاپیت شاندار طور پر سراخاہم دیے۔ پہلی کی خبری
اپنے بزرگوں کو یعنی تھیں اور رسول اشر کی ہر ایکم کو ناکام کرنے لگیں رلغوڈ باشد)
پہنچا پھر اس آخری چال کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا اور دو ہزار بزرگ یعنی حضرت ابو بکر و عمر
علیہما کر رہے بھی ہوں گے جس کی نقل آج تک آثاری جا رہی ہے اور آغا صاحب کا
دعویٰ چہ کہ یہاں اصلی اسلام ہے

رسول کی وصیت

مسجد آنحضرت کو صحابہ کی طرف سے نا امید ہو گئی اور علوم

ہو گیا کہ یہ ضرور تنازع کریں گے دینی علی، غلیظ رسول نہ پہنچے ذیلی گے
تو حضرت علی کو بلا کر دیرتیک راز کی باتیں کہیں اور صبر کی تلقین کی،
حصول حکومت کے لئے جو تمدیر ہیں مکی جا رہی تھیں ان میں اُن
دولنوں میڈ رات عصمت کا بڑا حصہ تھا۔ کسی موقعہ کو یہ باخواست سے نہیں
جانے دیتی تھیں۔ آنحضرت کو معمولی انسان سمجھ کر (گویا آغا صاحب اپ
بھی ان کو غیر معمولی ہی سمجھتے ہیں یہ ساری فیضحت اُنکی فوق البشریت پر
پرداں ہے) آپ کی جسمانی گزنداری اور بیماری سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھیں
اور اپنی رائے کے مطابق عمل کرانا چاہتی تھیں۔ جب آنحضرت نے خاتما
تو خود ہی دولنوں نے اپنے اپنے بآپ کو بکالیا۔ مگر ان کو وہ اپس کیا گیا۔ اور
ملک کو بکالا گیا۔ چنانچہ محنت شیرازی سے روایت ہے۔

ترجمہ: آنحضرت نے قبیلہ کمیرے بھائی علی کو ملاز حضرت علی
آئے اور آپ کے سرہانے پیٹھے۔ آنحضرت نے نمر نکیہ سے آٹھا یا۔ اور
حضرت علی کو بعنیں ملے لیا۔ اور آنحضرت کا سر حضرت علی کے بازو پر تھا۔
آنحضرت نے زمایا کہ اسے علی فلاں یہودی سے میں سے بخیر جیسی اسرام
کے لئے قرض لاتا تھا۔ دیکھو ضرور بعضہ دل اس کو میری طرف سے ادا کرنا
اے علی تم پہلے شخص ہو گئے و عن کوثر پر جیرے پاس پہنچے گا۔ میرے
بعد تم کو بہت صاحب اوزن کا یافہ پہنچیا گی۔ تم کو چاہیئے کہ دل تنگ
نہ ہو۔ صبر کر دا درجیب دیکھو کہ لوگوں نے دُنیا اختیار کی۔ ہے تو تم
آخرت کی تیاری کرنا یا۔

البلاغ المبين ص ۲۳

یہ دوں بائیں کے دینے پر ٹرکے جیتنے اسے مر یعنی دہ فوجی چشم جو ابو بکر اور عمر کا پڑھ
کاٹنے کے لئے تیار کی گئی تھی۔ ایک یہودی سے قرض ملے کر لیں ہوئی تھی۔ اس لئے جب
اسیکم فیل ہوئی تو خلافت و صایت تو ایک طرف اُنے یہودی کا قرضہ ادا کر فخلکی ذمہ
داری بیجا رے امام مظلوم پر آمدی۔ چنانچہ شیعہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ جناب وصی نے عمر بھرا اس یہودی کے کر سچ کر دہ قرضہ ادا کیا۔ اسی ذمہ داری
نے اُنکی کراس طرح توڑی کو خلافت کو عاصبوں کے باخواست سے واپس پہنچنے کی فرصت ہی

نبی ملی۔ استغفار اللہ۔ نقل کفر کفر نہ باشد"

یہاں یہ بھی خور طلب ہے کہ جناب دعیٰ نے اُس وصیت پر بھی عمل فرمایا یا انہیں جو
باقاعدہ تکلیف کر کے فرمائی تھی کہ جب لوگ دنیا اختیاریں تو تم آخرت کی تصاری کرنا۔
آنے اصحاب فرماتے ہیں کہ علی نے انصار مکہ میں کے رمگر جب چالیس انصار بھی فراہم نہ ہو سکے
تو مجھ پر اعتماد کر کے اپنی باری کا انتظار فرمانے لگے۔ نو ذہانتہ رسول کی جو شیاری جو
سبا یوں کی بیان کردہ ہے ملاحظہ فرمائیے:-

علیؐ سے کانہ میں راز کی باتیں تو کہنیں مگر نہ خلافت دلوانی اور نہ صحیح رہبائی کی کوئی
جلد عطا فرمائی۔ چلتے وقت صرف اتنا کیا کہ علیؐ کو بلا کر اُن کو صیر کی تلقین فرمائے اور حوض
کو خرپیدہ ملنے کا وعدہ کر گئے۔

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو میں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گو یا کوئی دن اور

سونوی زمان علیؐ صاحب نے شیعہ بچوں کی نہماں
حضرت فاطمہ زہرا پر افترا | جہاں اماموں کی ناصی تفصیل دتی ہے رسول اللہ
اور حضرت بیوی قاطمہ کا صرف اس قدر ذکر کیا ہے کہ ان مدعووں کو ۱۲ اماموں کے ساتھ
ملانے سے چورہ مخصوص ہوتے ہیں۔ اس سے بچوں کی بخوبی کیا آتا ہو گا ہماری بچھی میں
نہیں یہاں۔ اس لئے آپ کا حال دوسرا کتابوں سے معلوم کرنا پڑتا
اہل المحسومین مولف سید امداد حسین صاحب کا تلمی صدر ادارہ معارف اسلام
لایہ پور جزو دل حالات فاطمہ بنت رسول نہ من لکھتے ہیں:-

۱۔ آپ سیاحتی فاطمہ (رسول اللہ کی اکتوبری بیٹی) ہیں۔

۲۔ کنیت ام الائمه ام الحسن ام الحسین ام السبطین۔ ام ابیها۔

۳۔ روز ولادت جمعۃ البارکت بعثت ۲۰ جمادی الآخر.

۴۔ عمر صرف اٹھاڑہ سال۔

۵۔ سبب وفات پہلو پر در داڑہ گرنے سے سقط محسن ہوا اسی مرض میں انتقال فرمایا

اہل المحسومین ص ۲۲۳

یہاں کا تلمی صاحب نے جو جھوٹ رہا ہے جیسی شیعہ شرارت کے آئینہ دار ہیں پہلے

زیارت اسیہ کی دیکھئے آپ کی کیتی ام ابیجا کی وجہ تسلیمہ پہلاتے ہیں۔ اصاہد ص ۱۵۶
پر ہے ”کانت نکنی ام ابیجا“ کہ آپ کی کیتی تھی ام ابیجا یعنی اپنے پدر برادر گوارکی ماں
اس حیظم کیتی میں اس تدریس اور دعارت پخاں ہیں جس طرح امام حسین علیہ السلام
کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا تھا ”ام الحسین“ جو معرفت کا ایک مرتبہ۔ اسی طرح
یہ کیتی بھی ایک مرتبہ الٰہی ہے (اخلاق المحسوبین ص ۲۳۷)

آپ سمجھیں گے۔ مولوی حاجی خلوص نیت سے حضرت فاطمہ زبیرہ کی اس کیتی کو
اسرار الٰہی بتلا کر سمجھانے سے پرہیز کر رہے ہیں اور یاد رکھنے کیلئے۔ اگر میں کبھیں کہ
انہاں کی خباثت سے اس نے حضرت فاطمہ پر ایک ظنر کیا ہے جسے صرف مجتبیہ صاحبان
سچوں سکتے ہیں جہاں بعض یورپ و استعباب سے مرعوب ہو کر رہ جائیں گے اور جانے کی
کوشش بھی نہ کریں گے کہ یہ کیتی کیوں پڑی تھی اور کس نے دی تھی۔ آئیے ان پانچوں
ہدایتوں اور افتراوں کا پتہ الٰہی ردا یتوں سے لکھایا جائے۔

حضرت فاطمہ بنت اکلوتی ہوتا ہم امیر علیؑ کی تاریخ اسلام سے بہوت میں
جھلکچکے ہیں۔ مزید تھوتا کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ سلطان چاربیوں کو مانتے
ہیں اور تاریخ اور کتب انسابی نہیں خرد اثر تعالیٰ گواہ ہے کیونکہ اثر حل و علا
نے قتل لازم و احتجاج و بناتی میں لفظ بنا کا صحیح استعمال فرمایا ہے اور کہا ہے
کہ رسول اپنی یہودیوں اور بیویوں سے کبید دیکھے عربی میں واحد کے لئے بنت تثییہ یعنی دو
کے لئے بناں اور تین یا تین سے زائد کے لئے بناں آتا ہے۔ مگر شیعوں کو تو اثر کے
کلام سے واسطہ ہی کیا وہ تقرآن مشریف کو بہایا میں عثمانی کہتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو
شیعوں دیگر سے دھوکہ نہ کھانا پا جائیں۔

۴۔ کیتی ام ابیجا کے اسرائیلی [لبی فاطمہ کی تاریخ پیغمبر ایش پر اختلاف کرتا اور]
اس میں شدت کا انہمار سوائے جہالت کے اور
ادر کیا ہو سکتا ہے ہاں شنیدہ شرارت اُسے جتنا اچھلے جائز ہے۔ بحرت رسول سے
پہلے بلکہ تاریخ مکتبی ہے کہ شدہ حسپہلے عوب میں نہ کوئی سد و سال تھا نہ جنتری
نہ کلندڑ۔ چاند کے نکلنے سے ہمیں کاشتار کر لیا جاتا۔ اور اہم واقعات سے برسوں کا
حساب کر لیتے تھے۔ جیسے ہماری بڑی بوریاں کسی سیالاب یا کوسہ اٹکے ژلزاں کے ہوئے

سے برسوں کا حساب نکال لیتی ہیں۔ چنانچہ خود رسول اکرم کی ولادت کا حساب عام الغیل
سے کیا جاتا تھا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ اصحاب فیں کا حل کس سے میں ہوا۔ اسی طرح حضرت
فاطمہ کی ولادت کا تعین بھی شرارت اور جہالت کے لئے وسیع میدان اختلاف بیدار کرتا ہے۔
ظاہر ہے جس ولادت پر نہ زاچھ دینا۔ نہ سالگرہ منائی گئی نہ جشن ہوا۔ نہ کب کٹے
نہ تھان کی مٹھائی تیقیم ہوئی کسیا درہ تھی۔ سو دوسو سال بعد حبیت امارہ بخیں لمحی جانے
لگیں تو رواستیں جمع کی گئیں اور جنتہ من آنکی باقی معلوم ہوئیں تو سوراخ بیچارے کیا
کرتے جس کو جو دن و تاریخ نہ یادہ مناسب معلوم ہوا وہ لکھ ڈالا۔ ایسے جیان اہل بیت
کی روایتوں سے صحیح تاریخ معلوم کی جائے۔

بعضوں نے ۵۳ ہجری کی عمر میں وفات قائم کی ہے اور یہ
ظاہر ہے کہ سید و بیاہ کے بعد گل آٹھ برس زندہ رہیں تو اس وقت
لامحالہ انہیں بیس بلکہ ستمائیں کی ہوں گی بلکہ ایک روایت میں
لکھدیا ہے علی و فاطمہ میں کل دو برس کی چھوٹائی بڑائی تھی۔ اور یہ مر
قابل انکار نہیں کہ شیر خدا اس عقد کے وقت پھر پیس چھپیں برس کا
ہو گا۔ یا کم سے کم بائیسوائیں ہو گیوں کہ بعثت کے وقت یعنی جب
رسول ائمہ بنی ہوئے۔ جانب امیر کی عمر بقول قوی بارہ اور بقول محدث
دس اور بروایت ضعیف آٹھ سال کی تھی۔ اور تیرہ برس بعد نبوت
کے آجھت ہوئی۔ اور بھوت سے دوسرے سال عقد ہوا اس حساب
سے سیدہ کی عمر میں بائیسوائیں آسکتا کہ رسول بھی کو اس قدر
یہ قول بھی خلاف ہے۔ قیاس میں نہیں آسکتا کہ رسول بھی کو اس قدر
بخار کھنے کر سن ڈھل جائے۔ اور حساب کی رو سے بھی یہ قول خلاف ہے
ولادت سیدہ کی بنی اسرائیل واقعی شہ بعثت میں ہوئی اور بھوت کے
وقت آٹھ سال کی تھی۔ دو برس بعد عقد ہوا اور نہیں مزدیسی ہے کہ ولادت
امام حسن کے وقت سترہ میں یہ مذہبیہ میں ہوئی رسمیدہ کی عمر گیا رہ
برس کی تھی۔ زیادہ سے زیادہ بار ہواں بلو رہ جو نئے کو ہو۔ اور وقت
ذرات اٹھارواں سال تھا۔ درجہ میتے اور پندرہ دن اور پر لمحی ایسوائیں

شروع تھا۔ پس حساب لکانے سے ظاہر ہے کہ عقد کے دن زیادہ سو زیادہ
گیارہ بواں سال بیوئے کو ہو۔ اس سے زیادہ نہیں تھا۔

(قرآن السعدین ص ۲)

خدا کرنے یہ عبارت آپ کی سمجھ میں آگئی ہو۔ جماری بھی میں تو کچھ نہ آیا کہ مولوی صاحب
اس قدر پر شان کیوں ہیں۔ ایک بات سمجھتے ہیں پھر اسے جھوٹتے ہیں۔ دوسرا یہ روایت
بیان کرتے ہیں اور اسے بھی ماننے کو تیار نہیں آخر میں جا کر علامہ رضا غنی کے ہمراہ اپنی کا پردہ
چاک فریاد یتے ہیں اور پھر گھبرا کر بنتے ہیں نہیں ایسا نہیں تھا۔ وہ تو بہت کم عمر تھیں
جب شادی ہوئی جلال رسولؐ سے کیتے اُبید کی یا سکنی ہے کہ اپنی بیوی کو اتنا بحدار کھین کلاں
ڈھنل جائے۔

ام ایحہا کا دوسرا شیعہ ثبوت

”جواب امام حضرت صادق سے روایت ہے کہ حبیحہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ
سے اپنا نگاخ کیا تو کئے کی عورتوں نے اُنکو چھوڑ دیا۔ نہ اُنکے کہاں
باقی تھیں را در نہ سلام و کلام باقی تھا۔ بلکہ ایک دمرے کو دیاں جانتے
سے روکتی تھیں۔ مگر حب سیدہ حلیؓ اس آئیں تو اپنی ماں سے پیٹ کے اپر سے
باتیں کیا کر تھیں اور دل اسادیتی رہتی تھیں حضرت خدیجہؓ اس بات کو
رسول اللہؐ سے ظاہر نہ کیا۔ ایک دن رسولؐ خدادولت خانے میں
تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ کو کوئی سے باتیں کرتے پایا۔ فرمایا۔ اللہ خدیجہؓ
تم کس نے باتیں کرتی ہو وہ بولیں۔ یہ بچہ جو میرے شکم میں سے مجھ سے
باتیں کیا کرتا ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ فدیحہؓ یہ جریل پنجے بشارت دیتا ہے کہ یہ
لوگی ہے اور بیارک و پاکیزہ ہے اور جے شبِ اللہ تعالیٰ اس سے میری
نشل پھیلائے گا۔ اور اس کی نسل سے امام پیدا ہوں گے۔ یہ دھی کے
منقطع جو نسل کے بعد زمین پر خدا کے خلیفہ اور نائب ہوں گے؟

(قرآن السعدین ص ۳)

یہاں قطع نظر اس سے کہ پڑتے بچے کس طرح یا تین گز رکھتا ہے۔ آولاز کسی روزنک یا
لکھنگی سے آئے تھے یا اوپر روح مذلاقی رہتی تھی اور بوتی جاتی تھی، اس پر خور فرمائیے کہ
امام جعفر صاحب تے بکلایا کہ شادی کے بعد مکہ کی عروتوں نے حضرت خدیجہ سے ملنے جلت
چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں ایک محمل قوار و یا جوان سے یا تین گرتا اور ان کا
دل بہلاتا ہوا حضرت خدیجہ سے آپ نے شادی بعثت سے پس پندرہ سال پہلے کی تھی۔ ہب
اگر یہ حل بعثت کے پانچ سال بعد وضع ہوا تو قبرتیا پندرہ بیس سال رحم ماڈلیں رکھا۔
اور اگر لذیں ہیں پسیدا ہو گیا تو بعثت کے وقت دش پندرہ سال کا جوان ہو چکا ہو گا۔
یہاں ثابت ہوتا ہے کہ ملام کاظم نے جھوٹے لکھا ہے لور امام جعفر پتھر ہی سحضرت فاطمہ
کی ولادت قبل بعثت ہوئی تھی۔ چنانچہ شیعہ مورخ اقبال علی خنسہ اقبالیہ میں لکھتا ہے۔
”شادی سے پہلے دس سال میں بھی بعثت سے پانچ سال پہلے حضرت خدیجہ کے دو بیٹے اور حاضر
یہاں پیدا ہوئیں جن میں حضرت فاطمہ سب سے بھوتی اور آخری ولاد تھیں اب تھیں آپ عمر میں
حضرت علی کے لگ بھگ تھیں یا کچھ کم تھیں، درست بعثت سے پانچ سال پہلے ان کی ولادت
تاریخ کے ثابت ہے۔

(ملاحظات اربعہ طبری)

اور یہ سمجھ میں بھی آتا ہے کیونکہ رسولؐ کی شادی بچپن سال کی عمر میں چالیس سالہ
حضرت خدیجہ سے ہوئی۔ پہلے دش سال میں نذکورہ اولادی ہو گئیں یعنی حضرت خدیجہ کے
پچاس سالہ ہونے سے قبل۔

بعثت رسولؐ شادی سے پندرہ سال بعد ہوئی جب خدیجہ بچپن سال کی ہو چکی
تھیں۔ اس لئے شیعہ روایت کہ حضرت فاطمہ کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد
ہوئی کسی طرح قابلِ یقین نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسارہ کے بطن سے بیٹے کی پیدائش
ست سال کی عمر میں ہوئے کی بشارت کا ذکر قرآن میں آگیا ہے اور اسے مجرمہ بتایا گیا
ہے۔ پھر حضرت فاطمہ کی ولادت سالہ سال کی عمر میں ہوئی تو کسی رافضی نے بھی اسے
مجزہ نہیں لکھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ کی شادی میں درہ ہو گئی اور عرب
کے سوابع کے مطابق دس بارہ سال کی عمر میں نہ ہو سکی۔ دوہ بیس اکیس سال کی ہو گئیں
تو رافضیوں اور منافقوں کو مذاق اڑانے کا موقع ملا۔ وہ ان کو امام ابیها کہھنے لگے یعنی یہ
تو اپنے ابا جان کی ماں ہیں ان کی خدمت کرتے کرتے بدھی ہو جائیں گی۔ کالمی حساب کو

صاحب کو یہی داقعہ یاددا نامقصود تھا اس نئے مترارتا ایک شوٹہ چھوڑ دیا۔ جوان کی اور ان کے منکر کی خبائش کا آئینہ دار ہے۔

ان روایتوں سے تاریخ ولادت و وفات اور عمر کا بھی اندازہ ہو گیا ہو گا جبکہ جنگلے کا سبب بننا کر شیعہ مذہب تیار کیا گیا ہے اور پھر اسے لئے کوئی اہمیت کا باعث نہیں ہے۔ دینِ اسلام تو کلمہ توحید ہے جس میں عزیز دن رشتہ داروں، قاتلوں اور ویسا بد لپاسیکا۔ اور اعمال انسان کا تقویٰ ہیں نہ کو وسیلہ۔

۳۔ "گستاخ" کا لغو اہم جس پر اہل امام بارہ تبریزی مشرق کرتے ہیں اور سنتی میہد شنا کرتے ہیں۔ ہم باب امامت میں اماموں پر مظالم کے تحت پیش کریں گے۔

شیعہ مذہب کی چوتھی جڑ امامت | تہریم غیر اپنے بعد کسی کو اپنے نائب مقرر کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا نائب و امام مقرر فرمایا اور وہ سب برحق ہیں اور معصوم ہیں۔ اُن سب کا حکم بجالانابھی ہم لوگوں پر واجب ہے۔ بارہ امام یہ ہیں :-

حضرت علی۔ حضرت حسن۔ حضرت حسین۔ حضرت زین العابدین۔ حضرت محمد باقر۔ حضرت جعفر صادق۔ حضرت موسیٰ کاظم۔ حضرت علی رضا۔ حضرت محمد تقی۔ حضرت علی نقی۔ حضرت سعن عسکری۔ حضرت محمدی آخر الزمان۔

بارہ عویس امام ابھی تک زندہ ہیں۔ مگر خدا کے حکم سے ہم لوگوں کی نظر وہ سے پوشیدہ ہیں۔ اور یوں یہ پوشیدہ رہیں گے۔ جب حکم خدا ہو گا۔ تب دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ اس وقت سب لوگ ایک دن اور ایک مذہب پر ہو جائیں گے۔ اور اسی حال پر دنیا برسوں قائم رہے گی۔ (ص ۷ شیعہ بچوں کی خواہ از فیان ملی)

یہاں ہمیں صرف اتنا سوچنا ہے کہ رسول کے بعد بارہ امام ہوئے سب برحق تھے معصوم تھے۔ ان سب کا حکم بجالانابھیوں پر واجب ہے۔ مگر کسی ایک میں بھی وہ

صلحتیں اور وہ خوبیاں نہ تجھیں جو رسول اللہ کو وزیرت فرمائی گئیں۔ مثلاً عرب قوم کی شیرازہ بندی۔ درست دشمن کو اپنا بنا لینا۔ دلوں سے بڑے بڑے کام بکالا اور ایک عظیم اشان نظام زندگی کی تعلیم دینا۔ برخلاف اس کے اماموں نے نہ صرف دشمنوں کو ناراضی کیا بلکہ دشمنوں کو بھی دشمن بنالیا۔ چنانچہ امام اول فرماتے ہیں۔
حلک فی الرجال محب غال و عد و قال یعنی میری محبت اور دشمنی دلوں تم کو بلاک کر ڈالیں گے کیا ہمارے رسول کی تعلیم بھی بھی بھتی۔

امامت کے عقیدے ۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول کی طرح ہمارے امام کے عقیدے کسی امام نے بھی دیا کے کسی عالمت کسی مدرسے میں تعلیم نہیں پائی تھی۔ بلکہ آپ کے معلم خدا اور رسول تھے یا ایک امام اپنے بعد دسرے امام کو تعلیم دیتا تھا (عقائد الشیعہ ص ۲۳) اس عقیدے کو اگر سنی میں مان لیں تو بڑی حد تک جھگٹا ختم ہو جائے پھر اماموں کے ساتھ جو کچھ ہوا اور خود اماموں نے چوچھ کیا اُس کی ذمہ داری ان کی لا الہ پر پڑ جائے اور کوئی شکایت باقی نہ رہے مگر قسمی سے تاصیی و راضی ایک دسرے کی خدمیں بچارے اماموں کی حقیقت طشت از بام کر رہے ہیں۔

۲۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ امامت کی دوی بڑا لطف ہیں جو نبوت کی میں۔ رسولوں کی طرح امام بھی بطن مادری سے امام پیدا ہوتا ہے۔ (عقائد الشیعہ ص ۳۶)
یعنی نبوت اور امامت دراصل ایک ہی پھر ہے مگر چونکہ رسول اللہ نے کہ دیا تھا کہ لا انبیاء بعدی۔ مجبوراً ان بارہ بزرگوں کو امام کہنا پڑا اگر وہ رسولوں سے کسی طرح کم نہ تھے پرجد احمد اقرآن اُترتے رہے۔ البته امام کھیل کی پیوالیں میں اللہ میاں سے غلطی ہو گئی تھی (بدرا کا حال دیکھئے۔ باب توجیہ کتاب بدرا)

۳۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ امام خدا کی محبت ہونا ہے روئے زین پر اور زین کبھی محبت نہ لے سے خالی نہیں ہوتی۔ خواہ وہ فاہر ہو اور مشہد رہو یا خائف ہو اور مستور۔ (عقائد الشیعہ ص ۳۵)

یہ خائف اور مستور محبت خدا بھی خوب چیز ہے کہ تیرہ سو سال سے ہنالفین کے قدر سے چھپی چھپی پھرتی ہے۔ مگر جس دن ظاہر ہو گئی بڑے بڑے کام

کرے گی۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

۳۔ علی الشریع اور اکمال الدین میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ حضرت علیؑ نے حق خلافت سے محروم رکھنے والوں سے جنگ کیوں نہ کی۔ آپؑ نے فرمایا قرآن مجید میں ہے۔ اگر جدا ہو جائیں وہ تو البتہ ہم کافروں کو سخت عذاب دیں گے لیکن مونین کے وہ نطفہ جو اسلام کا فرد میں ہوئی۔ اُن کی وجہ سے خدا نے کافروں پر عذاب کو موقوت رکھا۔ لبنا جا ب امیر نے بھی اسی بنا پر اپنے دشمنوں سے جنگ نہ کی اور صیر و سکوت سے کام لیا۔

گوبادی النظر یا عحیدہ عجیب ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرات عمرؓ و عثمانؓ اور ابو بکرؓ کے نطفوں میں مونین کے اجرام دیکھنے والانکہ تاریخ سے ثابت نہیں کہ کوئی حدیثیٰ فاروقیٰ اور عثمانیٰ کبھی شیعہ ہوا ہے۔ اور اگر جو اتو اصلی نہیں رو غلط تھا ہر حال خلوص بنت سے جو عجیب عحیدہ رکھا جائے رجھا ہے تا بید پرستار ان اہل بیت کے لئے یہ خیال تکین کا باعث ہے۔ معلوم ہوا کہ اجرام کی جائیج پرستال کے لئے حضرت علیؑ نے پہلی لمبوری ٹبری کھولی تھی اور آج کوہ مصنوی تھی کبھی یعنی طیب طیب ٹوب بے بیا پیدا کرنے کی دریافت ہوئی۔ خالب اسی زمانے کی ایجاد ہے۔

۴۔ مگر انعاما حب کے مقاید کچھ اور ہیں اور وہ ذماتے ہیں۔ حضرت علیؑ اگر تلوار اٹھاتے تو بیت ہی شیدید خطرہ تھا۔ قلت الصار نو ظاہر ہے۔ فتح بھی نا جھکن تھی۔ علائیہ عزادت کا نتیجہ یہ ہوتا کہ فریق مخالف حضرت علیؑ کے حق سے قطعاً ایکاری ہو جاتا۔ حضرت علیؑ نے اپنے کئی خطبوں میں وہ وجہ بتائی ہیں کہ اپنے کیوں اپنا حق لیں گیلے تکوار نہیں اٹھائی۔ قلت الصار۔ حضرات اسلام اور ترقی۔

(البلاغ المبين حصہ دوم ص ۵۵)

آنعاما حب کے عقائد کو کرنے صحیح العقل یا درکرستا ہے کیونکہ تمیزوں دجوہ جو انہوں نے حضرت علیؑ کی طرف سے بیان کی ہیں انہوں نے مفسدہ انگیز معلوم ہوئی ہیں۔ قلت الصار۔ کہ چاہیں آدمی بھی ان کی طرف سے لڑنے کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ ھلاکوں اجھوٹ معلوم

ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو امام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے جنگ جمل کی نوبت مذاتی جس میں تین ہزار اصحاب رسول حضرت علیؓ کی سیاست پر قربان ہو گئے۔ دوسری وجہ حضرت اسلام کا خیال تو تاریخ شاہد ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفين نے جتنا عقاب اسلام کو بخایا تھی وہ کسری کی وجہ نے بھی نہیں پہنچایا تھا۔ تیسرا وجہ تھی۔ تو ماشاء اللہ امام کے لئے تھی۔ یعنی مکاروں حکومت کا بہتان کیا سوا دلداری ہے۔ یہ رافضیوں کو مبارک ہو۔

تاہم چونکہ یہی خلوص بیت سے ان کے عقائد میں داخل ہیں ہم متظر کئے یعنی میں کہ یہی سب قابل تعریف باتیں ہیں۔ شیعاء اہل بیت اپنے ناموں پر بہتان نہیں لگا سکتے۔ خاص کر حضرت ملی جیسے قابل اصرام بزرگ کے بارے میں جو پہارے پیارے رسول کے پیارے بھائی تھے جنکے بارے میں مسلمان کسی سوئے ظن کو برداشت نہیں کر سکتے۔

آئندہ کرام کے ہڈے میں شیعہ نژاد پھر جو ہیں درستیاب ہوا ہے جہرناک اکٹھات کا باعث ہے۔ اسے لفک کرتے ہوئے شرم سے گردن بھگی جا رہی ہے مگر تجویری ہے کہ ہم شیعہ نہ ہب کا مطابعہ بغیر ان شواہد مصدقہ کے کریں نہیں سکتے۔ آفاصاحب فرماتے ہیں۔ کہ تو ہبین رسالت اور تو ہبین اہل بیت مسلمانوں کا شعار ہے۔ ہم نے شانی رسالت شیعہ آئینے میں پیش گردی ہے جسے باور کرنے سے پہلے ہر مسلمان ڈوب مرنے کو ترجیح دیتا۔ اب شانی آئندہ کرام ملاحظہ فرمائیے اور جو جی چاہے کیجئے۔ اتفاق سے کراچی کے گرد و پیغمبر بھی موجود ہے۔

امام اہل حضرت علیؓ شیعہ مورخ بیہد امیر علی تاریخ اسلام میں لکھا ہے:-

”حضرت علیؓ نے میا من، ہمدرد، گزروں اور

ضیغفوں کے مجاہد مظلوم کے مادی تھے۔ ساری زندگی اسلام اور اسلامیوں کی خدمتیں وقت کر دی۔ اگران کی ذات میں حضرت عزیزاً

جیسی سخت گیری ہوتی تو وہ عرب جیسی منزد در قوم کی حکومت زیادہ کامیابی سے کرتے۔ مگر ان کے تحمل ان کی بُرداری، ہمدردی اور

سچائی کو دشمنوں نے اپنی کامیابی کا آلات کا رہتا۔ (ص ۳۲)

خلیفہ اول ابو بکر کے ہمدرد خلافت میں حضرت عُراقی صنیع القعبات اور

ہمزم کوڑہ تھے۔ حضرت علیؓ نے چونکہ عالم تھے خط و کتابت اور اسیر ان جنگ

کی حفاظت پر تحریر تھے۔ دیاں کوئی کام بغیر صلاح و مشورے کے طے
نہ پاتا تھا۔

(تاریخ اسلام ص ۲۵)

حضرت علی شیخ آئینے میں
مگر آنکھی کہتے ہیں۔ جناب فاطمہ کے
دوران حیات ہی میں ان کی کون سی

عنت کی کہی تھی۔ مگر کوائے کے جلانے کی دھمکی دی سدر بار خلافت میں جا کر
ذکر لائیں گے پر ان کو مجبور کیا گیا اور آخر کار جھوٹا عجیب کراں تھیں نامزد دا پس کر دیا
اب کس حسن سلوک کی ان سے امید ہو سکتی تھی۔ کہ اس کے نے بیعت
سر لیتے۔

(البلاغ المبين حصہ دوم ص ۲۷)

حضرت علی نے خدا کی قسم سمجھا کہ کہا تھا کہ میں تم سے بیعت نہ کروں گا
کیا آپ کی عقول بُتی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین اپنی قسم کو جھوٹا کریں گے۔
یہ تو حضرت ابوالبکر کے زمانے کا ذکر ہے۔ جناب عمر کے حالات میں کہیں نہیں
پایا جاتا کہ حضرت علی سے بیعت طلب کی۔ اور راخنوں نے بیعت کر لی۔
حضرت عثمان سے تو بیعت نہ ہوتا اظہا ہر سے جب حضرت عثمان سے
بیعت ہوئے لگی تو بغیر بیعت گئے ہوئے آپ یہ کہتے ہوئے باہر چڑھے
گئے کہ یہ پہلا یہی دن نہیں ہے کہ تم نے ہمارے اوپر ناجائز غلبہ کر لیا۔
خدا ہمیں اس کا فیصلہ کرے گا۔

(البلاغ المبين حصہ دوم ص ۲۸)

اتفاق سے مورخ امیر علی بھی ششن نجت کے اور مؤلف البلاغ المبين بھی
مششن نجت رہ چکے ہیں۔ ان دلنوں کے بیانات کا ذق خود دیکھئے اور فیصلہ کیجئے۔
آغا صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی نے تینوں خلافاء سے بیعت نہیں کی۔ امیر علی کہتے
ہیں ابوالبکر کے زمانے میں خط و کتابت اور اسیر ان جنگ کی حفاظت کے محکمہ کے افراد
تھے۔ ان دلنوں میں جو بھی جھوٹا ہو۔ خدا اُسے سمجھے۔ (تفصیل باب تولائیں دیکھئے)۔
حضرت علی کی عمر کا جھگڑا اگر کوئی کہے کہ حضرت علی کی عمر بھی تھوڑی تھی۔ اسداں
برس نام اور دل کو مارا۔ بائیسویں سال خبر کا قلعہ توڑا تو یہ بات محض بے سر و پا کو
اس بناء پر حضرت کی عمر بیوتوں کے روزگل چار پانچ سال کی تھی تھی ہے۔ کیونکہ خبر و بحث

کے پانچویں سال فتح ہوا ہے اور نیز شہادت کے رو رستادن برس کی
 عمر بھیرتی ہے حالانکہ بقول صحابہ مشہور اس وقت میں شریف ایرانیں
 کا پینتھی برس کا تھا۔ اول درجہ اکٹھو برس کے ہوئی گے۔

آنہ اور تیرہ اور دس آنٹیں اور تین سال جب رسول اللہ کے
 کے بعد زندہ رہے پس فتح بدر کہتے تو ایک بات بھی بخوبی کہ حضن قول کی رد
 سے بن بھی پڑتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جیسا مو قعد دیکھا ولی بات بنایا تھیں
 کبھی عثمان کی فضیلت جتاب کر سیدہ کو سن رسیدہ بنادیا کبھی شعین کی
 ندامت رفع کرنے کو کہنے لیا ہے۔ علی ہذا علت غافلی اس علمو سازی کی
 اور مقصود اس آثار حڑھا و سے بھی جو دلوں صاحبوں کی غریبیاں ہیں
 لے کیا ہے یہی ہے کہ حضرت شاہ مردان کا اسلام معتبر نہیں وہ اول سُلَّمان
 نہ تھے۔ پبلائلہ گو ابو بکر ہے اور شاہ زنان سیدہ عالمہ نبی زادہ تھا نہ
 تھیں بنت سے پہلے ولادت پائی۔ چاروں بہنیں سادی ہیں بس
 دلوں داماد ہم زلف ہیں۔ بلکہ عثمان زو السورین ہیں۔ سو یہ دلوں
 مرادیں حاصل ہونا محال ہے۔ ایمان فطری میں کم سنی حاجج نہیں۔
 علاوہ اس کے جب خدا اور رسول نے مولا کے اسلام کو مان لیا تو
 پھر چار یاروں کے انکار سے کیا ہوتا ہے۔ (رَوَأْنَ السَّعِيْرَه ص۲)

آپ کو حیرت ہو گئی کہ مجتبی صاحب مجلس امام حسین میں شیعوں سے میاطب ہی تھے
 بوکھلا گئے ہوئے کیوں ہیں کہ خود ہی ایک بات کہتے ہیں اور پھر اسے رد کر دیتے ہیں۔ دوسری
 روایت سُننا دیتے ہیں دوسری دھر پیش کر دیتے ہیں۔ آخر اتنی محنت کے بعد نیجوں کیا مکمل۔
 یہ حضرت علی کی شادی کا ذکر ہو رہا ہے۔ چاہتے ہیں دو طائفیاں کی غفرم کم
 بتلائیں یہی اٹھارہ ایس سال کی تحریخوت ہے کہ مجلس میں سُنی بھی ہوئے اور یوں پیش کیے
 کہ ۲۲ میں جب شادی ہوئی اور علی اٹھارہ سال کے تھے تو بخت کے وقت ان کی عمر
 کیا تھی۔ یہی فار پاچ سال تو شیعہ عقائد کو پڑا دیکھا گئے تھے۔ علی کے اول مسلمان ہونے کا
 شرف جاتا ہے کائنات کا تقول اسلام ہی کیا۔ اس نئے سیوں پر تبرکے ساتھ ساتھ
 ابو بکرؓ اور عمرؓ کا بھی ذکر کر دیا۔ جنہوں نے بقول شیعہ فاطمہؓ سے شادی کر لئے کا ارادہ

کیا تھا۔ اور ان پر بھی تبران سچ دی۔ سُلَّمُ عَلِیٰ کا تعین نہ ہو سکا وہ آپ خود سمجھے لجھئے۔
حضرت علیؑ وزیر رسولؐ کیسے بنے | اُنحضرت نے شبِ بوطالب میں تمام اولاد عبد المطلب کو
کو جمع کیا جو چالیس تھے ایک ران بھری کی پکوانی۔ ایک کام سے میں روئی
چوری اور پیالہ دو دھکا منٹا کر رکھا اور رب کو شکم سیر کر کے کھلا پلا دیا۔
پھر دریافت کیا تم میں سہ ایسا اون ہے جو امور رسالت میں میرا قوت بازد
بنے۔ میرے بعد میرا دصی و خلیفہ ہوا اور میرا قرض ادا کرے۔

تین بار میری سوال کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ البتہ حضرت علیؑ ہر بار
اٹھے اور عرض کی۔ یا رسول اللہؐ میں حاضر ہوں گوئیں عمر میں پھوٹو ہوں
میرا پیٹ ٹڑا ہے۔ پنڈل اس تھی ہیں اور میری آنکھیں دھکتی ہیں ادا پا
نبھی اللہؐ آئون وزیر کثیر تھی لے اتھر کے ہی میں آپ کا دنیہ بنتے کو تیار
ہوں۔

پہلے دو بار رسول اللہؐ نے ان سے کہا۔ اجلس اتنا انجواد
وزیری و دصی و دو اتفاق یعنی تو بیٹھ جاؤ تو میرا بھائی۔ میرا وزیر
دصی اور دارث ہے ہی، مگر نسری یا زر فرمایا۔ ادن صنی۔ میرے پاس
آؤ۔ جب جناب امیر قریب گئے تو فرمایا اپنا منگو لو۔ جب جناب میر
نے اپنا منگو لتو آجناک نے پتا نعاب دیں جناب امیر کے دمبا سے
من کیا۔ اور پھر دونوں شالوں اور کچھ چھاتی کے باہم مل دیا اور
آنکھوں میں بھی رنگا دیا۔

ابو نہب نے کہا تم نے یہ برا سوک کیا کہ بچے کے منگو تھوڑ
سے بھر دیا۔ اُنحضرت نے فرمایا تو بھک مارتا ہے۔ میر نے علیؑ کو ظلم و بحکمت
اور حکام دین سے ملوکر دیا ہے۔

بھر ابو نہب ابو طالب سے یہ کہتا ہوا اُنکھے گیا کہ لو اب اپنے بیٹے کی
اطاعت کر د۔ محمدؐ کے بعد بھی تمہارا ہادی ہو گا (ص ۵۲۔ نائب مرتفعی بحوالہ

ہمارا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ نے جب اپنی وزارت خلافت پیش کی تھی انہیں قرض ادا کرنے کی ذمہ داری کا ذکر نہ کرتا چاہئے تھا۔ لوگ صحیح گئے ہوئے گے کہ زہانے کتنا قرض نہ ڈالیں اور شاید کی جان کی مصیبت ہو جائے ورنہ ابو طالب نہیں تو ابو طالب جو مفلس تھے ضرور فدارت قبول کر لیتے۔ (استغفار اللہ)

یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت علیٰ بہت پچھوٹے تھے۔ رسول ان کو ڈانت ڈانت کر بھار ہے تھے مگر وہ اچک اچک کر سامنے آتے تھے اور قرض والی شرط کو غاظت میں نہ لاتے تھے جس نے دیگر اکابر قریش کے حوصلے پست کر دیئے تھے حتیٰ کہ امیر حمزہ تک پچ سادھے خواہ ہر سے کسی مفرد عن کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لینا کوئی عملمندی کی بات نہ تھی۔

جسی ہر بھی ران بھی لکھا گئے دودھ بھی پی لیا۔ اور کوئی حروفت نہ کی یعنی رسول کی خلافت اور وزارت قبول کرنے کی حামی نہ بھری۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عطاے وزارت کی رسوم سے واقف ہو گئے تھے۔ شاید سوچا ہو کون اپنا منہ تھوک سے بھروالے ان عوذ بالله میں انکہ

حضرت علیؑ کے اجداد مسلمان تھے؟ اب بیت رسول کے ساتھ فیر معنوی ہے ان کو یہ بھی نگوارہ نہیں کہ علیؑ کے اجداد کو جو رسول کی بعثت سے پہلے گزرے کافر کہا جائے چاہیے دلیلوں کے ساتھ لکھتے ہیں:-

۱۔ صحابہ شہنشاہ کے والدہ آیا اور اجداد مسلم طور پر کافر تھے۔ پھر اصلاب طاہرہ کے کیا معنی اور ارحام تو کیا کہتے، وہ حضرت ابو طالب تو یقیناً مسلمان تھے حضرت عبد المطلب کی طرح۔ اپنے بیٹے علی کو رسول صداقے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو ابو طالب نے نر و کا بلکہ مدعاۃت کی کہ محمد کی پیروی کرتے رہنا وہ تم کو راہ ہدایت یہ بھی چلا گی۔ جناب رسول نہاد کی سفراحت کافروں سے اتنی کی کہ جس سے زیادہ ملکن و تھی کسی روایت سے ثابت نہیں کہ وہ بنوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ہم نے اپنی کتاب سیرۃ الفاطمۃ الزہریہ میں اپنی طرح ثابت کیا ہے کہ حضرت ابو طالب اسلام لائے تھے اور شروع سے آخر تک اپنے والد عبد المطلب کے دین پر قائم تھے (آغاز سلطان مرزا۔ البلاغ المیں حدود ص ۲۳۴)

عبارت سے ظاہر ہے کہ لکھنے والا بوكھلا یا ہوا ہے۔ اور جو کچھ لکھ رہا ہے خود بھی نہیں سمجھتا مگر ایسا نہیں ہے۔ آغا صاحب سابق ششنج میں۔ البلاع المیں کے تقریباً دو ہزار صفحات اسی قسم کی خرافات سے سیا کئے ہیں جسے شیعہ مذہب کی مستند کتابوں میں سمجھا جاتا ہے۔ وہ پریشان نہیں ہے بلکہ اپنے جھوٹے عقاید کو بڑی بہشیاری سے نباہنا پڑتا ہے مگر ان نہیں پڑتا۔ کہتا ہے ابوطالب۔ اپنے بیپ عبدالمطلب سے دین پر آخر تک قائم رہے اور پھر بتلاتا کہ دو لوگ مسلمان تھے۔

حالانکہ جاہل سے جاہل شیعہ بھی جانتا ہے کہ عبدالمطلب متولی خاتم کعبہ تھے جس میں تین سو سے زیادہ بُت رکے تھے ان کی پوچھائی کروانے اور قربانیاں دلوائی کی بھروسی کرتے تھے سارے چڑھاوے اس سے عیون حاصل کرتے تھے۔ اور یہ مرتبہ حاصل کرنیکے لئے انھیں خاصی جدوجہد بھی کرنی پڑی تھی دوسرے یہ کہ جب عبدالمطلب جو رسول کی طفیلی میں انتقال فرمائے تھے تو رسول اللہ کو نمازہب لائے جس کی وجہ سے سارا عرب ان۔ کہ خلاف ہو گیا مگر عبدالمطلب اور ابوطالب کے کوئی خلاف نہ تھا۔

حضرت علیؑ کی والدؓ اور بُت پرسی آغا صاحب کا دعویٰ ہے کہ علیؑ کے اجداد کی طرح ان کی والدہ نبھی بیووں کی پوچھائیں

کی۔ مگر ایک مجھ پر صاحب اس طرح جھلستے ہیں۔

علیؑ نے غیر نذر اکو سجدہ نہیں کیا۔ علامہ شبیحی نے نور الابصار میں لکھا ہے کہ جب علیؑ بطن مادر میں رہتے اور ماں کسی غیر قدر اکے سامنے سجدہ کرنا پاچا تھی تو علیؑ یوں بے پیش ہو جاتے کہ ماں سجدہ نہ کر سکتی تھی۔ (جیال اشیوق ۱۳۷)

اہد آغا صاحب کو ان کے جھوٹ پر بار کیا دیکھئے۔ اصحاب ثنا شاکے باپ دادا۔ ہمی کافر میں بھی کافر مگر علیؑ کے ماں باب مسلمان اور اور ان کے اجداد بھی مسلمان ہیں اور باتیں کہ کبھی کبھی کعبہ میں جا کر جناب ہبیل کو سجدہ کر لیا۔ کبھی لات سے دعا نانگل اور کبھی عُزَّات سے جو اللہ کی بیٹیاں تھیں۔ اس سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ ورنہ شیعہ مذہب پر بھی افتراض ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کے بجا کے نعرف مشکل کشا اور امام حسین سے بلکہ تعریف اور علم سے دعا نہیں مانگتے ہیں اور نماز کے بعد حضرت علیؑ اور حسین کی قبروں کا نقشہ بن کر کر ان سے امام غائبؑ کو جلد پیچھے کی دعا نہیں کرتے ہیں تو کیا ان یا لوگوں نے کوئی کافر ہو جاتا ہے۔

آغا صاحب نے ایک بڑی سی جدول بنائی ہے جس میں چاروں خلفاء کا مقابلہ کیا ہے۔ جن میں پہلی فویت جناب امیر کی دیگر خلفا پر حسب ذیل بتلائی ہے۔

- ۱۔ حضرت علی۔ آپ عین خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی پھر رسول دیکھا اور لعاب رسول نوش کیا۔
- ۲۔ حضرت ابو بکر رضی۔ خاندانی بٹ خلنے میں پیدا ہوئے۔ خاندانی بٹ کے قدموں میں ڈال دیئے گئے۔

ایضاً

سم۔ حضرت عمر رضی

ایضاً

سم۔ حضرت عثمان

حالانکہ قریش کے گھروں میں کوئی خاندانی بٹ خانہ نہ تھا۔ خاندانی بٹ خانہ تھا تو خاندان علی کی تولیت میں تھا اور وہ کعبہ تھا جہاں ہم سو ساٹھ بٹ رکھتے تھے اگر دلادت علیؐؑ اس بٹ خانہ میں ہوئی تو ظاہر ہے بتوں کی پوچاپاٹ کرتے ہوئی ہوگی۔ اور تاریخ سے شاید ہے کہ سیدنا ابو بکر الصدیقؓ کے ماں باپ دو نوں مسلمان تھے۔ حضرت علیؐؑ کی والدہ اپنے شوہر کی زندگی میں فوت ہو گئیں جس کے بعد ان کے والد ابو طالب نے دوسری عورت سے نکاح کیا اور اس سے اولاد بھی ہوئی حضرت علیؐؑ کی نواسہ والدہ مسلمانؓؓ و انہاں کا ذکر پہلے سُکر زُکر کا ہے۔

اس فویت کی تصدیق کر شن جی ہمارا ہند و خدا نے بھی کی ہے جو وجہی کے نئے پیش ہے۔ فرمایا۔

"بھیر عیشو رسنار پرم آتا۔ تجھے اپنی بیات کی قسم حواہ اش اور دھرتی کا حنم کاہون ہے۔ اور اس کی قسم جوتیہ پیارے کا پیا را تیرے پر تخم کا پریتم ہے۔ تجھے اس کا واسطہ جو اہمیٰ۔ جو سنار کے سب سے بڑے مندر میں کالے پتھر کے نزدیک اینا چھتکار دکھلائیکا تو میری بنتی مسٹی جھنوجھنے را کششوں کو نشت کر اور پتھے کو فتح دے۔

ایلا۔ ایلا۔ ایلا۔" (ایلیا علیہ السلام ص ۹۔ مطبوعہ ادارہ معارف اسلام لاهور)

مولف حکیم سید محمود صاحب اس کی وفات فرماتے ہیں:-

"کرشن جی کے ان دعائیہ فقرتوں پر خوب کیجئے۔ کس خوش اسلوبی،

وضاحت اور بے جا بی اور کس بکا دل تصریع تھے اکا ش اور دھرتی کا جنم کارن یعنی تکوین ارض و سما کو بکار رہے ہیں۔ ٹرینت ارض و سما کے پیارے رسول اور اس کے پرستیم بناپ امیر کی قسم دے رہے ہیں۔ اُس کا نام بھی بکار تھے ہیں ابھی جو سنکرت میں عربی لفظ علی یا عالی کے ہم پڑھتے ہیں۔ کرشن جی اس کی مزید تشریح کرتے ہیں کہ وہ سنوار کے سب سے بڑے مندر فزانہ کعبہ میں کالے پتھر جو اسود کے نزدیک اپنا چھٹکار جلوہ دکھلانے کا آخر میں تین بار ایلا ایلا کہا یعنی حضرت علی سے امداد کی درخواست فرمائی ہے (رسالہ ایلیا علیہ السلام)

یعنی شیعہ روایتوں سے بھی ثابت ہے کہ شیعہ سے قبل خانہ کعبہ دنیا کا سب سے بڑا مندر تھا۔ اُس میں تین سو سالہ تھت تھے۔ جن کی پوجا کے لئے لوگ ددر درازت آتے تھے۔ قربانیاں چڑھاتے تھے۔ حتیٰ کہ کرشن جی جباراچ بھی مجددستان سے ویاں جایا کرتے تھے۔ انہوں نے پیشینگوئی فرمائی کہ صلی اسی مندر میں پیدا ہوں گے کالے پتھر کے سامنے۔ شاید کہ کرشن جی بھی سبائیوں کے پیغمبر تھے۔

سبائیوں کے شیر خدا کا اتنے بڑے شدر میں کالے پتھر اور دیگر تین سو سالہ دیلوی دیوتاؤں کے سامنے ولادت پانا معمولی بمحضہ نہ تھا۔ یہ انتخار تو دیلوی دیوتاؤں کو بھی میسر نہیں آسکتا۔ بلکہ ولادت کی گندگی۔ آنول اور خون کی چھیچھا لیدر تو جناب حضرت علی کے پرستار اس سرفرازی پر جتنا بھی خیز کریں کہم ہے۔ معلوم نہیں بڑے ہو کر پھر کیوں دوش رسول پر چڑھ کر اُنہی بتوں کے توڑنے کے درپے ہو گئے جن کے سامنے ولادت ہوئی تھی؟ یہ ہے نو نسبیاتی خلافت کا۔ معاذ اللہ۔

حضرت علیؑ کی خانہ کعبہ سے محبت علام جزا ری مولف ابو تراب اسی نسبت کے اصرار ام کعبہ کا مقایلہ فرماتے ہیں۔

”حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر آیا۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو اتار کر جیا دین کے

انتظام پر صرف کیا جائے تو زواب ہوگا۔ بھلا کعبہ کو زیورات کی
کیا ضرورت۔

لیکن حضرت علی نے فرمایا کہ جس وقت قرآن مجید مطہر
نازل ہوا تھا تو اس میں اموال کی چار قسمیں تھیں اُن میں زیورات کعبہ کا ذکر
نہیں یہ اس سانے میں بھی تھے۔ اور انشیخان کو دیس رکھا۔ ائمہ کا ان
زیورات کا چھوڑ دیتا ہے سہود نیان کی وجہ سے تھا اور نہ یہ اس وقت
اس کی نظر سے پوشیدہ تھے۔ لہذا ان کو اسی چند میں رہنے دیا جائے۔
بہان ائمہ اور رسول نے ان کو رکھا۔ یہ سکار خلیفہ نے زیورات کو رہنے
دیا اور کہا اگر آپ نہ ہوتے تو یہ رسول ہو گئے تھے۔ (رواۃ زاب)

ذکریح حضرت علی بقول شیخ اپنے دشمن یعنی غاصب خلافت حضرت علی کی صریح
گناہ سے بچاتے کی کوشش قرار ہے ہیں یہ سب خلیفہ ان کا احسان نہ ہے اور کہتا ہے، ہم
رسوا ہو جائے اگر آپ نہ ہوئے بیک من دریں مسلکی ہوئی گھنیاں اور گھون گے ٹالوں میں
پڑے ہوئے ہار ہاٹھوں کے کنگن۔ انگلیوں کی انگوٹھیاں اور کالوں کے بائیے جھنول نے
محمد و عزیزی کو غزہت سے سونات کھینچا تھا۔ فامہ کعبہ سے علیحدہ نہیں کئے جاسکتے تھے۔
اس سے ائمہ کا گھر سونا ہو جائے اور حضرت علی سے فرضی مولد کی توبہن ہوتی۔ لجز کو کعبہ کے
احترام کا کیا احساس ہوتا۔ وہ تو خانہ اپنی بُت خانے میں شیعہ قول کے مطابق پیدا ہوئے
تھے۔ مگر جناب امیر نے فامہ کعبہ کا وہ شوکت و دہدیہ آنکھ کھوں کر دیکھا تھا جو ان زیورات
کی وجہ سے تھا شاید اس نے ان کو ہٹانے پر راضی نہ ہوئے۔ استغفار اللہ۔

شیعہ شامل مرتضوی | "قرآن العربی ص ۳" جعل روایات میں نقل

سیدہ کو حضرت علی مرتضی سے تازد فرمادی تو طوطہ یہ علیحدہ ہو گر سیدہ
سے مشورہ فرمایا۔ خاتون جنت نے عرض کی یا رسول ائمہ آپ کا فرماتا
بسر و حشم جحضرت کی رائے میں دہ سب سے اولی ہے۔ البتہ اسی بات
ہے کہ قریسی گی عورتیں بھجو سے بیان کرتی ہیں کہ علی کا بیٹہ ٹراہے۔ بازو
لیجے لیجے ہیں اور جو رہنہ بھاری ہیں پھر بھوں میں بال نہیں۔ آنکھیں

بہت بڑی ہیں اور گردن پسلی ہے۔ من کھلارہتا ہے اور غریب و نادار ہیں۔
حضرت نے فرمایا تے فاطمہ کی تو نہیں جانتی جب اللہ تعالیٰ
تے دنیا کی طرف نظر کی تو مرد دل میں مجھے اختیاب کیا۔ اور پھر دوبارہ علی
کو اختیاب کیا۔ تے فاطمہ خدا نے علی کو آخرت میں سب کچھ دیے رکھا ہے۔
نادار ہے تو کیا ہوا۔ اور تو جو کہقی ہے کہ اس کا پیٹ بھاری ہے بیسب
اس کا یہ ہے کہ علم سے پُر بے۔ خدا نے انہی میری امت میں علم اُس سے قبضو
کیا اور جو کہا کہ اس کے ماتھی پر بال نہیں۔ آنکھیں بچتی بیتی ہیں تو سبب
اس کا یہ ہے کہ خدا نے علی کو بصورتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کیا،

حضرت علیؑ کی شکل و صورت کے بارے میں سئی مورخوں سے یہ حالات معلوم کرتا دخوار
ظاہرِ محیان الیٰ بست کے مجنون ہیں کہ صفات صفاتِ الکھدرا ہے اور امیر احمد کی درج سے حقائق
کو نہیں چھپایا۔ یہاں یہ انکشاف بھی قابل غور ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے زنتیہ کے
بچی حضرت علیؑ کو جھنوں نے بچپن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بوجہ اپنے
والدکی ناداری اور عزبت کے پردہ رش پائی تھی۔ شادی سے پہلے نہیں دیکھا تھا ان کے
حالات قریش کی خورتوں سے سنکر رسول اللہ سے دعافت چاہی اور رسول نے سب
اعراضوں کے جواب دیکران کو نظم کر دیا !!

چنانچہ حمد و حضرت علیؑ اپنی تعریفِ ایک بند میں فرماتے ہیں۔ جسے فتح خیر میں نعروج کے
کے طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ رحمۃ تعالیٰ:

یعنی میں وہ ہوں جس کا نام مان نے شیر کھا	انما اللذی سمعتی امی حیدر کہ
مثل شیرِ صوانی کے مسیری شکل مہیب ہے	مکلیت عابات کریہ المفتر
ایں میں انوار سے اس طرح ناپولوں گا جیسے کیں	اکیلہم بالسیف کیل الاستدرا
سندرہ سے نایتے ہیں۔	(رسن و تر محمد از حضرت ابی الیٰ حدیث)

اس نفرہ میں جناب امیر نے اپنی صورت کے بارے میں کہیہ النظر کا سمجھنا
استعمال فرمایا ہے جس کا ترجمہ صورخ صاحب نے بیری شکل مہدیب ہے کیا ہے غور
طلب ہے۔

منذر بن جارود کو حضرت علیؑ کے لشکر کی کوہ میں آمد کا حال اس طرح میان کر لیے۔

”اس کے بعد فوج کے دستے اور جنڈ آنے شروع ہو گئے جو
یز سے لبراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ پھر ایک دستہ آیا جس میں
پہلے شمار آدمی تھے وہ سبکے سب زر ہیں پہنچے ہوئے تھے اور ان کے
ہاتھوں میں ہمچار چکر رہے تھے۔ اس دستے میں متعدد علم تھے۔ سب
کے آگے ایک ایسا شخص جا رہا تھا جو اس نکری کی مانند تھا جسے ٹوٹنے
کے بعد دوبارہ جوڑا جاتا ہے۔ اور یہ حضرت علی تھے“

(الزہرا صفت بحوالہ المعرف من درین بادو)

یعنی حضرت علی (الخوذ یا نشد) کہرے تھے اور ان کا سینہ اس طرح دُبُر اتحادی ہے تو فی
روئی نکری کو باندھنے سے ایک جگہ گردہ دکھائی دینے لگتی ہے۔ یہ سب تو لا یاں بال بیت
کار دا چیز ہیں جن سیم ناصحیوں کی گردیں مردم سے بھاک جاتی ہیں۔ مگر ان کا دعوے
ہے کہ مسلمان اپنی فنا نافر کی وجہ سے ان کے نام کے آگے رضنی اللہ عنہ یا علیہ السلام لکھنے
کے بجائے کرم اللہ وجہہ لکھنے ہیں جس کا مطلب ہے کہ انہیں کی صورت پر گرم کر
نہو ز باشد۔

حضرت علی کا می معاشر | البلاع المیں صفت میں آغا صاحب لکھتے ہیں :-
”مگر کہا جائے کہ مدینہ اعلیٰ بنی کے دریں تو
تو آپ کے سوانح حیات اس کی تقدیر کرتے ہیں۔ ہمیشہ سبلوں قبیل
آن تفہندی یعنی بوجہ بوجہ سے قبل اس کے کہیں دنیا میں باقی نہ رہ جائے۔
کی صلائے عالم دینتے ہے۔ مستکل حملہ پائیں کرنے لگرتے حل کر جو یتے
تھے۔ فقیریں کی کہکھ مشورے کے محاذ نہیں ہوئے۔ حادیث رسول پوجھنے
کے لئے کسی فیر کی طرف رجوع نہیں کیا۔ در در پھر کر قرآن شریف جمع
نہیں کیا۔

آخری تین فقرے تیرانی ہیں جو خوام کی بکھر میں نہیں سکتے آغا صاحب کہتے ہیں کہ
حضرت ابو بکرؓ کو فتحہ کا علم نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کو حدیثوں کا علم نہ تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے
در در پھر کر قرآن جمع کیا۔ یہ طنز آپ جمع قرآن کے تحت بھی پرورد چکے ہیں۔ اچھا اب آئیے
ان سے اپنے امام کی نیا قافت اور قابلیت کا حال سننا جائے۔ اور سلوانی کی تعلیٰ کا مامل

دیکھا جائے جو رافعیوں نے ان کے سر پر منڈھ دی ہے۔

عقلماں الشید عَلَى ظُفْرِ حُسْنِ صاحب فرماتے ہیں۔ چنانچہ اعقیدہ ہے کہ رسول کی طرح ہمارے کسی امام نے بھی دنیا کے کسی عالم سے کسی عرصے میں تعلیم نہیں پائی۔

آغا صاحب کہتے ہیں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا تھا۔ مگر جب دربار خلافت میں قبلہ نہ ہوا تو اُسے پھاڑ دالا۔

اور جزاً صاحب ابوتراب میں یہ حکایت حضرت علیؑ کی ہمدردانی کے ثبوت میں پیش فرماتے ہیں دیکھئے (ابوتراب حصہ اول ص ۱۷)

”ابو اسحاق شبلی نے اپنی کتاب عرویں میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کی خلافت میں کچھ علمائے یہود آئے اور کہاں عَلَى مُحَمَّدٍ صَطَّافَ کے بعد آپ ولی امر ہیں اور آپ ان کے صحابی ہیں۔ لہذا یہم آپ سے پہنچھم سوالات پوچھتے ہیں۔ اگر آپ نے جواب دیجئے تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام برحق ہے اور محمد بنی برحق ہیں۔ ورنہ ہم یہ جانیں گے کہ اسلام باطل نہیں ہے۔ خلیفتے کہا پوچھو“

(تمارے سے پچھے کے لئے ہم انھیں حضرت علیؑ کے جوابات کے ساتھ رکھیں گے۔ جزاً صاحب نے محض لطف تبراء کے لئے بابر پارہ دُہر ایا ہے۔ جو شیعہ فطرت کا آئینہ دار ہے)

حضرت عمرؓ نے سوالوں کو سنکری سر جھکایا۔ اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور کہا عمرؓ کے لئے کوئی عیوب نہیں کہ اگر کوئی ایسی بات پوچھی جائے جو وہ نہ جانتا ہو تو کہدے کہ میں نہیں جانتا۔ (اس شرافت کو شیعہ ذہن سمجھنے سے عاری ہے)

یہ سنتے ہی یہودی خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم کو ایسی دیتے ہیں محرابی نہیں تھے۔ اور اسلام ایک باطل نہیں ہے۔ اس وقت سلمان فارسی فوراً گھٹے ہوئے اور یہودیوں سے کہا تم لوگ ذرا صبر کرو۔ اور حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہاں الیامن اسلام کی فرایاد کر۔

پہنچے اور سارا او افسوس تدا دیا۔

یہ سننے ہی حضرت علی رسول کی جمادو شیرڈا لے خلیفہ کے دربار میں
تشریف لائے جوں ہی حضرت عمر نے ان کو دیکھا فوراً سرو قد کھڑے ہو گئے
اور آپ کو گلے سے لگایا۔ اور کہا اے ابو الحسن آپ ہی ہیں جو ہر صیحت
و سخن میں پیکارے جاتے ہیں۔ پھر حضرت علی نے یہودیوں سے کہا، اب
تم کو جو پوچھتا ہے پوچھ لو۔ کیونکہ رسول اللہ نے جھکاؤ بزار یا پ علم کے
تعلیم کئے ہیں (یہی ملاحظہ ہو !)

۱۔ یہودیوں نے پوچھا۔ آسمان کے قضل کیا ہیں ؟

ج۔ فرمایا آسمان کا قضل اللہ کے ساتھ مشرک کرنا ہے کیونکہ انسان جب
مشرک کرتا ہے تو پھر اُس کا کوئی عمل آسمان کی طرف بلند
نہیں ہوتا۔

۲۔ پوچھا آسمان کی سنجیاں کیا ہیں ؟

ج۔ فرمایا آسمان کی سنجیاں۔ کلمہ تو حید ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ یہ ستر
وہ آپ میں ایک دوسرے کو معنی حیر لفظوں سے دیکھنے کے اور
کہایا جوان کی کہتا ہے۔

۳۔ اپنے ساتھی کے ساتھ چلتے والا کون ہے ؟

ج۔ فرمایا وہ پچھلی جس نے حضرت یومِ کوئی کو پھل لیا تھا اور ان کے ساتھ
سات سمندروں میں پھری۔

۴۔ وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو درایا لیکن وہ جن ہے نہ اش ؟

ج۔ فرمایا وہ سیلماں بنی کی چیونٹی ہے۔

۵۔ وہ پانچ چیزیں کیا ہیں جو زمین پر حلپیں لیکن رحم مادر میں نہیں رہیں ؟

ج۔ فرمایا وہ پانچ مخلوق۔ آدم۔ حوا۔ ناق۔ مارلی۔ گوسفند اور آسم
اور عصائے موسیٰ ہیں۔

۶۔ تیتر کیا کہتا ہے ؟

ج۔ فرمایا الرحمن علی العرشِ استوئی۔

بے شک مرغ کیا کہتا ہے؟

ج- اذْكُر وَإِنَّهُ يَاغَا فَلِينَ۔ ترجمہ:- اللہ کو یاد کرو غافلو۔
۸۔ گھوڑا کیا کہتا ہے؟

ج- فَرِيَا يَا اللَّهُمَّ الصَّرِّعَادَ لِكَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ یعنی اے
اللہ اپنے مومن بندوں کو کافروں پر فتح دے۔

۹۔ میشک کیا کہتا ہے؟

ج- فَرِيَا يَا سُبْحَانَ رَبِّ الْمَعْبُودِ السَّبِيلَةَ فِي أَجْمَعِ الْجَهَارِ یعنی یا اک
ہے وہ ذات معبود جس کی قیمت و تقدیر میں بھرے ہند روپ میں بھی کی جاتی ہے۔

۱۰۔ شما اپنی سیٹی میں کیا کہتی ہے؟

ج- فَرِيَا يَا اللَّهُمَّ إِنَّمَا لِعَنِ الْمُبْغَضِيِّ مُحَمَّدٌ وَآلُّ مُحَمَّدٍ یعنی اے پروردگار
محمد و آل محمد کے دشمنوں پر رفت فرم۔

۱۱۔ پھر تیرے نے اصحابِ کہف کا خال پوچھ لیا۔

اور حضرت علیؓ نے وہ سب تیلا دیا جو ائمہ سیان نے بھی قرآن میں نہیں
بتایا تھا۔ مثلاً صحیح تعداد اصحابِ کہف کی ان کے تام۔ اُن کے کتنے کا نام
اُس زمانے کی خیال دشائون کے تام۔ بادشاہ کے محل کا تام۔ تخت کا تام
میnarوں کے تام۔ محل کے دروازوں کی تعداد۔ کھڑکیوں کی تعداد اور
کھمبیوں کی تعداد۔ بادشاہ کے وزیروں کے تام۔ بیوں کے بیٹوں کے
نام اور اُس پہاڑ کا نام اور پتہ جہاں وہ لوگ اپنے سر ہے میں۔
جس پر تینوں یہودی سلمان ہو گئے۔ (بکوا الرعایس النیجان ابوالاسحاق
تعلیی ص ۳۲۹ تا ص ۳۲۷)

یہاں تبرائی جملوں کو نظر انداز کر دیجئے۔ صرف حضرت علیؓ کی تعریف دیکھئے۔ حضرت عمرؓ
نے ان ہم سوالوں کو سن کر سر جھکایا اور کہا جو یہ صحیح معلوم نہیں کیسے کہدوں کا معلوم ہے۔
مگر حضرت علیؓ سلوٹی کا فتوہ لگاتے ہوئے آئے اور اسلام کو حضرت سے پہچا لیا
کیونکہ وہ فاضل جامعہ امامیہ کو ذہنے کے دوسو سال بعد ان کو سلوٹی کی سند
ملی تھی۔ اُسی فاضل خلافت کے دربار میں خلیفہ کا بھرم رکھنے پہنچ گئے۔ آخر خلیفہ سے

تھی ہمدردی کیوں؟ اُسے بتا مہجا نے دیتے۔ وہ مسلمان بھی تو دوسری قسم کے تھے اماں یہ مسلمان تونہ تھے پھر آپ کو ان کے اسلام سے کیوں ہمدردی کئی۔ اور یہ خدمات جو دربار فلاحت میں پیش کی جا رہی ہیں۔ مفت تھیں یا ان کا معاوضہ ملتا تھا۔ یعنی ہر شکل کتابی کی فیس الگ تھی یا ماہوار مثا پرہ تھا جس کے لئے زحمت فرمائی تھی۔

اور سبحان اللہ کی منقبت ہے۔ اور کس قدر قابل تعریف ہے جناب امیر ایک قیفہ لگاتے اور فرماتے سلوانی۔ پھر ورنہ لگتے اور بکھتے ان تفقدیں یعنی روتا اس لئے ہوں کہ یہ رے بعد تم کو کون بتلا یہاں کا۔ جو کچھ پوچھنا ہے ابھی پوچھ لو۔ پھر کوئی نہ لیں گا جو بتلا سکے کہ گھوڑا کیا کہتا ہے۔ مینڈک کیسی عربی بولتا ہے اور شام کیسے رافضیوں کی طرح بترا بھیتی ہے۔ اور اصحاب کہف کا حال جو رسول اللہ کو انشا رالتونہ کہنے کی وجہ سے تین دن بعد بتلا یا گیا وہ یعنی صرف اس قدر کی اللہ بترا جانتا ہے وہ کہتے تھے اور کون تھے مگر شیعہ کہتے ہیں کہ علی نے سب کے سب تورات و انجیل سے رافضی معلم اول عد اش بن سبیا کی طرح بتلا دیتے۔ ورنہ ان کی خرافات سے اسلام کو کیا داسطہ!

حضرت علیؑ کا فقہ میں عبور | خطہ ارشاد فرمایا اور اس میں کہا ہے تک

یہری رائے لُم الولد (صاحب اولاد کینر) کے بارے میں خلیفہ کے موافق رہی ہے۔ مگر آج میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ اس کو بھیجا جا سکتا ہے۔ یہ سنت تھا کہ حاضرین میں سے ابو عبیدہ (حضرت عمر کا نسبت کرده قاضی) اور ان کا ایک پرستار بول اٹھا۔ یا علی جورائے آپ کی جماعت کے ساتھ چوہم کو زیادہ پسند ہے، پہ نسبت اس رائے کے جس کے آپ تھا جاہی ہوں یہ سن کر حضرت خاموش ہو گئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اچھا جو طریقہ چلا آرہا ہے اس پر عمل کرو میں مخالفت نہیں کرتا۔ (ابو تراب حصہ اول)

جز اُمری صاحب صرف یہ نظام برکتا چاہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کمزور ارادے کے آہنی تھے۔ ایک معمولی قاضی کے اعتراض پر اپنی رائے بدل دی خالانکہ خدا اس وقت خلیفہ دفت تھے۔ اس کا ذکر جز اُمری صاحب نے کوئی جگہ کیا ہے۔

مگر امام ولد کو زیچنے کی اجازت دینے سے پہلے سوچ کر آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

تو ایسا ارادہ نہ کرتے۔ کیونکہ بارہ اماموں میں سے اکثر ام ولد کے بطن سے تھے۔ فاصلہ
بازھویں امام تو ایسی کمیز کے بطن سے تھے جو بیچاری امام صاحب کی پیدائش کا ثبوت بھی نہ
دے سکی لیکن اور پیش پہنچ گیا یعنی حمل ہونے کی بھوث ثابت ہوا۔ مگر کہدیا گیا کہ امام صاحب
قرآن کے کفر فرار ہو گئے۔ اور آج تک مستور ہیں۔ ان کا بیان آگے آئے گا۔

حضرت علیؑ بیت حیثیت مدعا

”لقد اسلام کلینی نے کافی میں اپنے اس افادہ
میں مسجد کو فرمی میٹھے تھے کہ عبداللہؐ تھی ایک زرہ لیتے ہوئے گزر احضرت
نے ارشاد فرمایا یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ جس میں ملی تھی جاؤ اسے
لے لو۔ محدثینی نے انکار کیا۔ اور کہا قاضی کے پاس چلو۔

حضرت اس کو لے کر شریع کے پاس کئے۔ شریع نے کہا یا علی
آپ کو گواہ پیش کرنا چاہیے۔ آپ نے امام حن کو پیش کیا۔ شریع نے کہا
ایک گواہ کافی نہیں۔ آپ نے اپنے غلام قبیر کو پیش کیا اس نے لہا
یہ تو آپ کا غلام ہے۔

یہ سندر جناب امیر نے قبیر سے کہا۔ اس شخص سے زرہ چھین لو
شریع نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ اور یعنی ٹھوکریں لکھائی ہیں۔

۱۔ میں نے ٹھکو خیز دی کریے زرہ وہ ہے جو جنگ بعضوں میں جوری
ہو گئی تھی۔ اور تو کہتا ہے گواہ لاو۔ حالانکہ رسول نے کہا کہ بعد ان جنگ
سے لوٹا مال اگر چوری ہائے تو جہاں ملے بغیر شاپ و بینہ کے نہ لیا جائے۔
۲۔ میں نے پہنچنے تر زدہ گواہ ہیتا یا۔ تو نے کہا ایک گواہ کافی
نہیں حالانکہ رسول نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فصلہ کیا ہے۔

۳۔ میں نے قبرگی شہادت پیش کی تو تم نے اس کی گواہی رد
کر دی کہ وہ غلام ہے حالانکہ غلام عادل کی گواہی میں کوئی امر مانع
نہیں۔ ان سب کے علاوہ میں امام برحق ہوں اس زرہ کی
حقیقت پتے۔

اس کے بعد حضرت نے شریع کو منصب قضاۃ سے مغزول

کر کے شہرت نکال دیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد دوبارہ نام زد کر دیا
(ابو تراب ص ۱۲۸) اب جو الگ کافی مطلب اسیوں ہے ۱۳۰

اس روایت کی فہمی پار بکیوں کو ہم علمائے کجھ بحث کے لئے چھوڑتے ہیں۔
ہمارے صرف اتنا دیکھئے کہ طلحہ جب جنگ جمل میں شہید ہوئے تو حضرت علیؑ کی لاش
پر پنچکر کر رہے۔ مگر پرستار اہل بیت اور محبت امام علام صاحب فرماتے ہیں کہ
جناب امیر اُنؑ کی زردہ لوٹ رہے تھے۔

اس زردہ کی چوری کا ان کو اتنا قلق تھا کہ مسجد میں نماز ٹھہتے ہوئے بھی اُنؑ کی
نظریں زردہ کی لناس میں رہتی تھیں بالآخر اسے ذہونڈھ کیا۔ مگر تمیمی نہ ماننا۔ قاضی
کے پاس مقدم گیا۔ قاضی نے مقدمہ خارج کر دیا تو جناب امیر نے قاضی کو بطرف
کر دیا۔ اور زردہ چھپیں لی۔ امام وقت جو تھے۔ مگر پھر اپنی جلد بازی پر کھپتا گئے اور
قاضی کو بھائی کر دیا۔ غالباً زردہ بھی واپس کر دی ہوگی۔ اب تو واقعی امام برحق ہو گئے مگر
آفس جزاً اُری صاحب اس سے خوش نہیں ہوتے وہ ذماتے ہیں:-

اس بھرتناک دعویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اپنی حکومت
کے زمانے میں بھی کتنے بجورتے تھے۔ آپ کو درا بھی انتیار ہوتا تو ہرگز
اس معاملے کو قاضی شریع کے پاس نہ لیجاتے اور نہ اس کو معزول
کرنے کے بعد دوبارہ منصب قضاامت پر رحال کرتے۔ مگر آپ چونکہ
اس وقت لواصب و خارج و مذاقین میں گھر سے ہوئے تھے اس
لئے اپنی مرضی کے خلاف بھی آپ کو مکوت کرنا پڑتا تھا۔ (ابو تراب ص ۱۳۰)
بینات کا ایڈیٹر عباسی صاحب سے تاریخ ہے کہ حضرت علیؑ کی مکوندیاں
انہاگر کے انہوں نے تاصیت کا ثبوت دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ اس رافتیت
کے مدلل ثبوت ستدیت خوش ہو گا اس لئے ہم بھی تفصیل سے سارے واقعات
لکھ جائیں۔

حضرت علیؑ کے فصلے ایک اعرابی ایک نام لئے ہوئے رسول خدا
کے پاس آیا۔ حضرت نے پوچھا کتنے میں بھی گے۔
اعربی نے کہا دوسو دزمیں آپ نے کہا یہ تمیت کم ہے۔ اس نے

اضافہ کیا۔ آپ نے کہا یہ بھی کم ہے۔ دہ اضافہ کرتا گیا اور آپ اسے
کم کہتے گئے یہاں تک کہ لذت چار سو درم تک پہنچی اور حضرت نے چار سو
ناد خرید لیا۔ اور قیمت اعرابی کے دامن میں ڈال دی۔ اس وقت اعرابی
نے یہ چالاکی کی تائی کی جو اتحام ہی اور کہا تاہم بھی میرا اور درہم بھی
میرے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہوتا ہے تو پیش کیجئے۔

اس اثناء میں حضرت ابو بکر ظاہر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا آؤ یہ
پیر مرد ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرو۔ پھر حضرت نے سارا
ماجرہ ابو بکر کو سنایا۔ انہوں نے کہا معاملہ صاف ہے اعرابی کے پاس
شرط و دراہم دونوں ہیں۔ آپ مدحی ہیں گواہ پیش کیجئے۔

اتھے میں حضرت عمر بھی آموجد ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ لے
اعرابی شخص جو آیا ہے ہمارا فیصلہ کرے تو راضی ہو گا۔ اس نے کہا
جی ہاں۔ آپ نے ان سے واقعہ کہا اور کہا تم فیصلہ کرو۔ انہوں نے
اعرابی سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہیں۔ اس نے کہا تاہم اور درہم دونوں
میری ملکیت ہیں۔ اگر محمد اپنے دعوےی میں پچھے ہیں تو یہیں پیش کریں۔
یہ سنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ یہ معاملہ آشکارا ہے۔ اعرابی آپ
سے ثبوت مانگتا ہے۔

اس کے بعد رسالت ہب نے ارشاد فرمایا کہ آپ میں اس مقدمے
میں اس شخص کو حکم بنتا ہوں جو ہمارے درمیان وہی حکم کرے گا جو رب
جلیل کا حکم ہے۔ اتنے میں حضرت علی بن ابی طالب سامنے سے تشریف
لائے۔ جب آپ پاس آئے اور اعرابی کو آنحضرت سے منقصہ کرتے دیکھا
توب پوچھا یا رسول اللہ کیا بات ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہمارا فیصلہ کرو۔
آپ نے اعرابی سے پوچھا کہ تم رسول کے خلاف کس بات کے دعویدار ہو،
اس نے کہا یا علی میں نے آپ کے بھائی کے ہاتھ جو نادیجیا ہے اُس کی
قیمت طالب کرتا ہوں اور دہ نہیں دیتے۔

امیر المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا کہتے ہیں فرمایا میں نے

نافٹے کی پوری رقم ادا کر دی ہے۔ امیر المؤمنین نے اعرابی سے نظر بایا اے اعرابی کیا رسول اللہ نے یہ سچ فرمایا ہے کہ انہوں نے ناتھ کی قیمت تجھکو ادا کر دی ہے۔ اعرابی نے کہا نہیں رسول اللہ نے تو بچھے کچھ بھی نہیں رہا۔ حضرت ملی نے یہ سنتے ہی اپنی ذللقار نسیام سے نکالی اور ایک ہی داریں اُس عرب کا صرتن سے خدا کر دیا۔

رسالہ نبی نے پوچھایا علی ایسا گیوں کیا۔ فرمایا کہ ایسا رسول اللہ اوامر دنوازی خدا پہنچا نے بس تو ہم آپ کو صادق و امین مانتے ہیں جتنے و نار بتوآب دھقاپ و صھی خدا کے معاملتیں تو ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہمکن ہے کہ اعرابی کے ناتھ کی قیمت کے مارے یہیں آپ کی تصدیق نہ کریں پس ہم نے اُسے اس نے قتل کر دیا کہ اُس نے آپ کی تکذیب کی تھی۔ اور کہا تھا کہ رسول اللہ نے ناتھ کی قیمت ادا نہیں کی۔

جناب رسالہ نبی نے فرمایا یا علی درست ہے اور تم نے حق کے لئے فیصلہ کیا اس کے بعد آپ نے پہنچے اور دوسرے بزرگ کی طرف رخ کی اور فرمایا حکم خدا ہی ہے۔ جس طرح علی نے فیصلہ کیا۔ نہ کہ وہ جو تم کہتے تھے ”(ابو تراب حدیث بحوالہ مناقب ج ۲ ص ۱۵۸) ناسخ التواریخ حدیث“

یہ سبائی روایت ستر کشایزاں صبی بجا یوں کو فکر ہو کہ پھر اُس ناتھ اور دراہم کا کیا ہوا۔ اور اعرابی کی لاش کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عرش پر کیا حکم صادر فرمایا تھا۔ اُم اُسے بخلاف خونقل کرتے ہیں۔

جناب امیر نے بھٹ کے سب دراہم اعرابی کے دامن سے جوں لئے اور زینتی میں خوفناک رہتے۔ ناد کی جبار جناب رسول خدا کو تھا دی۔ ابو بکر و عمر کو حکم دیا کہ اعرابی کی لاش کو جنگل میں جا کر دفن کریں اور اس کے پیروں کو جلا دیں تاکہ کسی کو پہنچنے جل سکے۔ اور اس خدمت کے حصے میں چند دراہم دونوں بزرگوں کو پیش کئے جو انہوں نے یعنی سے انکار کر دیئے کہا یہ آپ دراہم بجا یوں کو مبارک ہوں۔ چنانچہ جناب امیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ اسلام نے وہ بھی رکھ لئے کہ راستِ فضل اللہ من ذالک

نحو ذبائشہ یہ رسول کی شان ہے کہ وہ اونٹ کی قیمت بڑھا کر دو گئی کرے اور پھر
چھپا کر اس طرح ادا کرے کہ اڑوس پر دس تو کیا خود اہل بیت کو بھی پتہ نہ چلے۔ چار سو
درہم گھر سے نکلیا ہوئے ہوں گے اور گن کر دیتے ہوں گے مگر نہیں اعوای تو قیمت بڑھانے
سے ہی بھاپ گیا ہو گا کہ کسی ناواقف سے سابقہ ہے جو بھی چاہے کہہ لو بخہ جائے گی۔
رسول اللہ کی صلاحیت خرد و فردحت کی تعریف کی گئی ہے۔ اور پرستار اہل بیت کی زبان
اوہ درہر سے گھوستے گھانتے شامت اعمال آئے تو کون ابو بکر اور عمر بن حین پر راضی
تبرا کرنا چاہتا ہے اگر یادہ رسول کے پر دس میں نہیں بلکہ کسی دوسرے شہر میں رہتا تھا۔
دونوں نے غلط فحصلے کئے۔ بلکہ اُن نے رسول اللہ سے گواہ طلب کرنے کی گستاخی کی۔
مگر جناب رسول خدا بھی خاصوش رہنے والے نہ تھے۔ ابو بکر کی عدالت مقدم
خارج ہوا تو عزیز پاس نظر شافی کی درخواست گردی وہاں بھی نغو ذبائشہ خلافت ہوا تو
جناب شیر خدا مشکل کشان سے رجوع کیا اور یہ بھی اس شہر میں نہیں رہتے تھے بلکہ غیب
سے مشکل کشانی کے لئے حاضر ہو گئے تھے۔ رسول اللہ نے ان کے سامنے اپیل کر دی جناب
امیر نبایت ہر شبیاری سے مقدم تو بالا سے طاق رکھا۔ تکذیب یہ تھوڑی کا بہلہ لکال کر
اعوای کو قتل فرمادیا۔ چنانچہ خدا اور رسول بھی خوت ہو گئے۔ اور ان کی جیب بھی بھر گئی۔
کیا اگھر میں کئی دن سے فاقد تھا۔ اور خاتون حنت روزہ پر روزہ رکھ کر نہ ہمال
ہو سو بھی ہوں گی۔ خدا کی مار ہو اس عقل پر کہ اپنی لگنہ ذہنیت کی دجم سے یہ راضی آج بک
کرنے کے لئے بیواف نے گزیتھے تھے وہ سبقت میں نہ تھے اور راضی عجیب محمد قبیل نہ کرنا پڑا
مُرکی کریں پچھن سے جوبات سکھا دی گئی ہے اس میں شک گئے کی جو اس کی پیسے کریں اور
کیسے سمجھیں کہ اس واقعہ میں کسی ایک کی بھی تعریف ملحوظاً نہیں ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا
کہ شیعہ ذہنیت کا آج بھی وسیع نہ ہے جو عبد اللہ بن سaba کا تھا۔ یعنی اسلام کی بیرونی
اور انتیصال رسول اور اہلبیت کی توجیہ۔

درپار خلافت میں حضرت علی کی حاضری

رو تراپ کے مؤلف نے
غائب آغا سلطان مرزا

کو جھلائے کے لئے کہ ملی نے مرتبے دم بیک کسی خلیفہ کی بیعت نہیں کی پچاسوں موسموں سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علی دربار غلافت میں مدد و قوت موجود رہتے اور حادیجہ اپنی خدمات پر کوتے رہتے تھے حتیٰ کہ قوۃ القاعدہ جسے نہ لکھا تھا انکا۔ خود رسول اللہ نے وصیت دیا جب ان کے مقام میں استعمال ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

اصبح بن بناۃ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے سامنے پانچ نفر پیش ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپؓ نے سب کو رجم کئے جانے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یہ صحیح نہیں ہے اس کے بعد آپؓ نے ایک کو پیٹ سامنے بلایا اور اس کی گردان مار دی۔ دوسرا کو رجم (یعنی سنگار) کیا۔ تیر سے پرستا زیانے لگا۔ چون تھی کو نصف حد ۵۰ تازیا نے لگائے۔ اور پانچویں کو معمولی مزدیک مچھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے جو یہ میگب و غریب فیصلہ دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا پہلا شخص ذمی تھا جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا۔ دوسرا شادی شدہ فرائی تھا۔ لہذا اس کی سزا راجح تھی۔ تینرا غیر شادی شدہ تھا۔ اس پر حد ضرب جاری کی۔ چون خدا غلام تھا۔ اس پر نہ صفت درد ہے۔ پانچواں نیم دیوانہ ہے۔ اس کے لئے معمولی مزدیک ہے۔ یہ سنگر حضرت علیؓ زبان سے تکلیف اس اوت میں اتر ہوں جہاں اے ابو الحسن آپ مکمل کتابی کے لئے سروجو و نہ ہوں (ابوالراب ص ۸۸ بحوالہ مناقب ج ۲ ص ۱۸۴)

جزائری صاحب نے دراصل اس روایت سے حضرت علیؓ کی نا اہلی ثابتت کی ہے مگر اپنے راویوں کی خباثت کا اندازہ نہ لگا کے کہ اصبح بن بناۃ نے حضرت علیؓ کو دربار غلافت کا بلا دینا ڈالا ہے، کہتا ہے کہ یہی خلیفہ وقت نے رجم کا حکم دیا اس میں عام پہلے چھتر مار مار کر مار ڈاتی سے حضرت علیؓ نے وہ فیصلہ کا عدم کر دیا۔ اور نہ کئے تو در انعقاد کیسے استھان ہوتی کیا ہزادفات رافضیوں نے ملی ہے یعنی اس بکواں سے مراد ان کی یہ ہے کہ پہنچ کو جو ذمی تھا۔ یعنی عجی وغیرہ۔ عزب ذوالفقار سے قتل کر دیا تاکہ جنگ پیچ گر اور ترطیب تریپ کر مرے کی اذیت سے محفوظ رہے۔

اسی لئے تو عجیبوں کے دل میں ملی کی محنت گھر کر گئی اور سوائے عوب خاص کر ایرانی دعا قی ان کی پیشش کرنے لگئے اور نہ صرف خلیفہ بلا ضل بتا دیا بلکہ رسان اللہ یادا شد۔ بین اللہ تسلی کشا اور فرمند خدا بھی یہا کر کھڑا اکر دیا یعنی ہل جنایع الاحسان لا الحضر
پھر درہرے کو رحیم کرنے کے لئے حاضرین دربار کو عجیب دیا اور وہ بھی خوش ہو گئے
تیرے کو آپ نے سوکوڑے مارے پوتھے کو پچاہ۔ پاچھے یہ کوچند تھپڑا کے بھگا دیا۔
غالباً دیڑھ سوکوڑے مارنے سے تمکن کے ہوں گے جلا دا اور کوڑے مارنے والے کو آپ
نے کہاں دیکھا ہو گا کسی انگریزی فلم میں جا کر درباری پہلوان کو دیکھئے شاید کچھ اندازہ ہو سکے
پھر اصبح بن بنا تھے میں کہ جا پ گئے ان خدمات جیلیڈ کا کوئی مالی سلم نہیں دیا۔
بلکہ صرف پیغمبہر کر فرمایا یا علی آپ مشکل کشی کئے نہ ہوں تو میں زندہ نہ رہوں اور
جانب عمل خوش جا کر رافضیوں کو اپنے کارناٹے ستانے لے گے جو کہم لئے گے اور
بیوی ناظرین ہیں۔

حضرت علی کی دفات اور دفن میں اختلاف

شیعہ مورخ یید اقبال ملی بریلوی
حضرت اقبال کے نام پر لکھتے ہیں:-

"علی ملیہ السلام رہمان کی واتاری خنزہ روز جمعہ کو زخمی ہوئے
لور اکیسویں کو آپ کی دفات ہوئی اور بعض نے میں تاریخ کو دفات
بیان کی ہے۔ آپ کی تقریباً ۲۳ برس کی ہوئی۔ بعض نے ۵۶ سال بتائے
ہیں اور بعض ۵۵ سال قرار دیتے ہیں مگر بیلی روایت تریادہ صحیح ہے
آپ کی جائے دفن میں بڑے اختلاف ہیں۔ لیکن جہاں راما یہ کا تعالیٰ
ہے کہ متصل کو قوادی اسلام میں جا ب تھف اشرف کے نام سے موسم
ہے دفن ہوئے۔ حضرت امام حسن۔ امام حسین لور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو
فسر رید اور حضرت امام حسن نے آپ کے جنازے پر نماز پڑھی اور کہتے ہیں
جس رات کو آپ کی وفات ہوئی اُسی شب آپ کو ارسلانت کو قدم دفن
کئے گئے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی دفات کے بعد آپ کے جنازے
کو بدینہ منورہ اس فرض سے بچلے۔ رسول مصیوں صلم کے پاس دفن
کریں گئی سختیں اوت گم ہو گیا اور وہ اوت بلا وطی میں دیا یا (جستقبالیہ)

سرگار سید اعلیٰ سید علی نقوی مظلہ رسالہ قبہ رقبوں میں حسب ذیل حالات

لکھتے ہیں۔

تب حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بارون شیعہ خلیفہ عباسی نے تغیر کرایا ہے جن پچھال الدین بن عقبہ حشی کتاب عمرۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں لکھتے ہیں۔ ترجیحہ:- آنحضرت کی قبر پوشیدہ رہیں یہاں تک کہ زمانہ بارون رشید کا ہوا وہ ایک رہ بیرون کو فد شکار کرنے کے لئے گیا تو کچھ ہن و حتی گوئے دہان تھے۔ جب شکاری جانور چڑھا اور کتنے ان پر چھوڑے جاتے تھے وہ سب ہر ان ایک ریگ کے لیے پرپناہ لیتے تھے۔ اور شکاری جانور میٹ آتے تھے۔ بارون رشید کو تعجب ہوا اور کو فد جا کر واقف گارڈوں کو بول دیا اور ان سے اس حقیقت کا انکشاف چاہا۔ بعض شیوخ کو فنے بیان کیا کہ یہ قبہ امیر المؤمنین حضرت علی کی ہے۔ ایک شب بارون رشید علی بن عیسیٰ ہاشمی کو ساتھ لے کر دہان آیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو عینہ دکر کے خود اس پلے پر نماز میں مشغول ہو گیا اور زردتا جاتا تھا اور کہا کہ خدا کی قسم ہیں آپ کے ہنگوں کو جانتا ہوں اور آپ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ مگر آپ کی اولاد میرے اور خروج کرنے کے مجھے قفل کرنا اور میرے ملک کو بہت چاہتے ہیں۔ اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ اور اس وقت علی بن عیسیٰ کو جگا دیا اور کہا انکھوں پر اپنے این علم کی قبر کے تریب نماز پڑھو انہوں نے کہا کون این علم۔ کہا امیر المؤمنین حضرت علی۔ عیسیٰ نے کھڑے ہو کر دھوکیا اور نماز میں اور زیارت قبر کی۔ پھر بارون نے حکم دیا اور قبۃ اس قبر پر تیار ہو گیا۔ اور ووگوں نے زیارت کرنا متعدد کی۔ اور اپنے مردوں کو اس کے گرد دفن کرنے لگے۔ یہاں تک کہ عصہ والہ دلیلی کا نام آیا اُس نے بہت جگہی عمارت دہان بنادی اور بہت سے اموال هرف کئے نورا و قافت معین کئے۔

دانش رہے کہ جناب امیر المؤمنین کا یہ داد مذرا تھیں ہے۔ اونٹ سے آپ کا

جنازہ خاوب ہو جانے کی بنا پر ایران اور ہندوستان میں بھی متعدد یونگہ مزار مبارکہ بننے ہئے ہیں اور رحمائی لوگوں کو یقین واقع ہے کہ وہ حزار حقیقی ہیں۔ چنانچہ جیدر آباد دکن میں کوہ مولا بہت مشہور ہے۔ یہ ایک بہت بڑا شحر ہے جس کا قطود میں ہو گا اور بلندی پانچ چھ سو فیٹ ہے۔ جپر سرحدیاں تراشی کی ہیں اور مزار شریف چنان کی پشت پر بنا ہوا ہر ہزار دوں اور لاکھوں زائرین سالانہ دہان حاضر ہوتے ہیں۔ وسط ہند میں بھی کمی محبجوں پر مزار پائے جلتے ہیں۔ صورت و امریں بالآخر کے پہاڑی غار میں بھی ایک مزار ہے اور جبل پور کے قریب ایک مولا کی پہاڑی موجود ہے یہ اس عرض کے لئے بھی حالات معزز و بودھیں آئے چیزیں یا رد لون رشید سے ضفریوں کے نسب کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں جیدر آباد کا مزار ابو الحسن تانا شاہ کے درمیں بنا جو ایک غالی شیعہ تھا۔ اس کے ظلم و استبداد سے دکن کو اور نگر زیر نے نجات دلائی۔

علامہ ابی بکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ثقة راویوں کی مندرجہ کے کھامی ہے کہ۔

اگر راغبینوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ قبر (نکھنیں) کس کی ہے تو وہ اس پتوہانے لیں کیونکہ یہ قبر (حضرت) میرہ بن شعبد کی ہے۔	لو علمت الرافضة قبر من هذ الرجمة بالنجارة هذا قبر المختار بن شعبه۔
---	--

علامہ موصوف کہتے ہیں کہ حضرت حشن جب کوفہ کے خزانہ کا سبہاں لیکر مدینہ پہنچنے لگے تو خزانہ کے صندوقوں کے علاوہ اپنے والد کی لاش کو بھی ایک صندوق میں رکھ کر پہنچنے کی مدینہ میں ایڈ الدہ ماجده کی قبر کے پاس دفن کریں گے بلاد طے جب قافلہ گزر رہا تھا۔ رات میں ڈاکر پڑا اور ڈاکووں اور نٹھ بھی اس دھوکہ میں لے گئے کہ اس پر جو صندوق لدا ہوا ہے اس میں خزانہ ہے پھر دنیا کو آج تک معلوم نہ ہو سکے کہ حضرت کی لاش کا کیا ہوا۔ (ص ۱۳۸)

حضرت علی مستشرقین کی نظر میں بھران کے حالات اگر مستشرق حتیٰ ان الفاظ میں قلبیند کرے تو کوئی صاحب عقل انکار نہ کر سکے گا۔ وہ لکھتا ہے ۔

اپنے شیعہ طرف اردو میں چوتھے خلیفہ صفات کے بعد جی سب سے متاز لیکے
ویسے ہی الشرکے دلی بن گئے جیسے انشا کے رسول تھے۔ ان کا زندگی میں آنا اثر
ن تھا جتنا مرد نے کے بعد وہ صاحب اثر ہو گئے۔ زندگی بھر میں جتنا انھوں نے
کھویا تھا۔ شہید تسلیم ہوتے کے بعد سب پالیا۔ اور یہ وہ اوصاف جن سے
ایک قاید اور سیاست دان بنتا ہے جسی دو رہنمی۔ باخبری۔ عزم موظفشاں کی
ان کی حضرت میں ہیں کی تھی۔ تاہم ایک بہترین عربی فرد کی صفات رکھتے تھے۔ رزم
کے مردمیدان۔ بزم مشاورہ میں عالمگزمشیر تقریر میں فضیح اللسان۔ عذتی
میں وفادار دشمنی میں فراخ دل۔ عرض مسلم سراف و فتوت (مرداگی) کا
بے مثل نیز تھے کویا دہ عربی روایات کے شاہ سلمان ہیں جن کے نام سے ساخت
بے شمار اشعار۔ امثال مواعظ و محاضرات منسوب کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت علی کو ساری اسلامی دنیا نے شجاع اور دانا اور رہیان اور
صوفیہ نے لائق مثال عالی خیال اور خود شیعات علی نے معصوم اور سب سے بڑی
عن الخطا سمجھا ہے۔ بلکہ ان کے غلامتے نے انھیں خدا کا اوتار مانتا ہے۔ ان کی
دنیادی زندگی مکرر قریب قریب بالکل ناکام رہی۔

بغض میں ان کے مشہد پر زماں دن کا ججم رہتا ہے اور قریب
ہی کر بلایں ان کے فرزند حضرت حسین کے رد پتھ پر جو شیعوں کے دلماہال
اور سید الشہداء ہیں کیشراڑ دھام رہتا ہے۔ اور تمام شیعہ دنیا میں ہر سال
محوم کی دسویں کو مصائب حسین کی تینیں نافی گواہی دیتی ہے کہ سیما کی
سوت ہی زندگی سے زیادہ مغیر جوئی ہے۔ (تاریخ علمت عربی ص ۲۵)

حضرت حسین کی قبر کے پاسے میں خود شیعہ مورثین نے بار بار بیان کیا ہے کہ ظیرو عباسی
المتوکل علی الشرکے قبر پر جی کو رکنے کے خیال سے کھدداد اٹالی تھی اور کر بلایکی ساری عمارتیں
محصار کر کے اس میدان میں کھیتی کرادی تھی جیاں میں سوں سال تک کھتی ہوئی تھی جب بُویَّہ
خاندان کے لوگوں کے ہاتھ میں امیر الامر ای کی بدولت اقتدار آیا وہ غالی را گھنی تھے انھوں
نے پھر کر بلایں فیضین بنو اڈالی معلوم نہیں اصلی یہ کبھی یا فرضی بگپرے!

امام دوام۔ حضرت حسنؑ حضرت حسنؑ سے ہمارے شیعو بھائی کچھ خوب نہیں علم

ہوتے۔ ان کی امامت کو محض رکھا اور ان کی نسل میں کوئی امام نہ پیدا ہونے دیا۔ اس خلگی کی وجہ
کافی رچ پیس میں مگر نہ صب بنائی تھیں اُن کو بھی بڑی خوبی سے امام برحق بنایا گیا ہے۔ اور لاتعلیٰ
یحیج، حجتوں ان کے سر بھی تھوپے میں۔ کچھ تاریخی حالات شیعہ کتب سے تھیں۔

تاریخ اعتماد فی میں لکھا ہے کہ خباب امام حسن چالیس ہزار سوار
و پیادہ فوج کے ہمراہ سا با ط مارٹریپسچ تو اس دن وہاں توقف کیا تاکہ لوگوں
اور جانوروں کو آرام مل جائے۔ پھر بوقت کرج حمد و شان کے بعد قدمہ مایا۔
ایسا انسان تم سب نے بھی نہ اس شرط کو بیعت کی ہے کہ جنگ صلح میں
میرے طبع و فرما بندار ہو گے قسم ہے اس خدا کی جس کی قدرت بد رجہ
کمال ہے مجھکو کسی سے بعض و عدالت نہیں ہے چھعیت والفت وسلامت
و اصلاح ذات البین تقدیر و پریشانی و رسمیت سے مجھے زیادہ عنزہ ہے۔

سب نے پیشکرمانا کا آنحضرت معاویہ سے صلح فرمائے ترک
خلافت کریں گے تب خارج ہے کہتا شروع کیا کہ نعود بالشہ یعنی شخص بھی
مثل اپنے باپ کے کافر ہو گیا ہے۔ چنانچہ خشم و غصب خلائق کا اس
درجہ بڑھا کر حضرت کے لباس کو تینچھی کر پھاڑ ڈالا اور دہ بساط
فرش جس پر امام پیٹھے تھے کھینچ لیا۔ اور تکلیف کے درپے میرے پھر
حضرت جانب مدارین تشریف ہے پڑھ اتنا رہا میں ایک شخص نے جس کا امام
جو اج بن قیصر تھا سو قدر پا کر ایک شمشیر حضرت کی ران پر ماری اور حجروں
کیا۔ حضرت زخمی ہو کر قصر امیعن مداری میں پیچے اور مخالف شروع کیا۔

آپ کے اس صنو اختیار کرنے سے حاذب رسول خدا کی اس بشارت کا تبلیغ
ہوا جو آپ نے امام حسن کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ سب حسن کے اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح کرائیں گے۔ مگر عموماً سب لوگ آپ کی صلح کی وجہ
سے ناراض تھے۔ بلکہ آپ کے بعض اصحاب تور خجیدہ ہو کر آپ کے منہ
پر کھتے تھے۔ یا عار المونین۔ یا مذل المؤمنین اور آپ اُن کے جواب
میں ذماتے تھے کہ عارمنگ (دوزخ کی آکسے اچھی ہے۔

یہاں مورث اقبال علی نے بڑی احتیاط سے ساری ذمہ داری خوارج پر ڈال دی ہے
مگر واضح رہے کہ یہ عاقی فوج تھی جو حضرت حسنؑ کو حضرت معاویہؓ سے لڑانے لئے جا رہی تھی۔
اگرچہ خوارج نے یہ شرارت کی تو شیعوں نے کیا کیا۔ جالیس چزار میں کتنے خلاف تھے
اور کتنے موافق۔

حضرت حسنؑ معاویہؓ کو شیعوں سے بہتر کہتے تھے

مذکروں بالادا اتفاقات
کو مجاس عجم میں بھی

اسی طرح بیان کیا جاتا ہے۔ مولوی رضا علی رسالہ عین حق نہیں لکھتے ہیں:-
اور حضرت زخم سے نہایت بے پیش تھے کہ زید بن دہب جنپی نے
ماضی خدمت ہو کر عرض کیا ابن رسول اللہ اب رائے آپ کی کیا ہے۔
اس نے کہ مردم مُتّحِد ہیں پس فرمایا حضرت نے واللہ معاویہ و اسٹے
میرے بہتر ہے ان لوگوں سے جو گمان کر رہے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔ یہی پڑے
ہو گئے میرے قتل کے اور لوٹ لیا اسہاب سافرت میرا۔ اور جھین لیا
مال میرا۔ والد اگر میں عبدالوہ معاویہ سے ہمیعنی مصالح کروں جس سے
میری اور میرے اہل بیت کی جان کو امام بلے تو یہ امر بہتر ہے اس سے
اے زبد کیا سب لوگ خود مجھکو قتل کریں۔ اور ضائع دیر پاد ہوں اہل
بیت میرے اور اہل میرے۔ وانتہ اگر مقابلہ کرتا میں معاویہ نے تو ہر
آئینہ بیوی لوگ میرے لشکر کے خود گردن میری پچھتے اور مجھے حواۓ
معاویہ کے کردیتے زندہ وسلم۔ پس داشتمال و مصالح کر لینا میرا
درحالیکہ میں عزیز ہوں اس کا بہتر ہے اس سے کہ معاویہ مجھکو قتل
کرے حالت اسیری میں یامنت رکھے۔ مجھ پر اور رہا کر دے مجھکو تو
ایک سبکی اور خفتہ رہ جائے بنی ہاشم میں تا آخر دیر اور معاویہ مع
اولاد کے بہت احسان اپنا جانا یا گا۔ بدسبب اس کے رہا کرنے کے
ہمارے زندہ و مردہ پر (چنانچہ مولوی صاحب کی رائے ہے) اب
میں کہتا ہوں کہ جس امام کا اپنا لشکر اس قدر سخوف ہو کہ خود صلح کے
خیال بی سے اپنے امام کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ امام پہنچا صردوں

یاد را پہنچنے سے کس طرح محاربہ کر سکتا ہے بجز مصالحت کے ”
(عین حق نامہ)

ستذکرہ بالایان سے صاف خواہ ہے کہ شیعان علی و امام کا مقصد کبھی صریح و مصالحة نہ کاواہ جھن اسلام کا ذروری قوڑتے کے لئے کسی کو کپڑہ کر سامنے کر دیتے تھے اور جھوٹے وعدوں سے تو شیر تیرا بیاپ تیرگہ کیہ کر لڑا دیتا چاہتے تھے کہ اسلام کی قیادت کسی مضبوط ہاتھ میں نہ رہے اُخیں تحریکی کار ردا آیاں کرنے میں آسانی ہو۔ چنانچہ دیکھ لیجئے حضرت علی کی بھی اسی طرح کوئیوں نے لگیر اتنا ایم حضرت حسن کو آکے کیا۔ مگر انہوں نے ہمہت ہار دی تو ان کے دشمنی ہو گئے تاریخ کوہا ہے کہ شیعہ کبھی اپنے اہم اہموں کے کام نہ آتے۔ بلکہ چب دیکھا کہ معاملہ بگزیر گیا تو خود ہی ان کے دشمن ہو گئے۔ اور زندہ اری خوارج پر ڈال دی جو خود غالی قسم سے شیعہ تھے۔

حضرت حسن کی خانگی زندگی | خمسہ اقبالیہ میں ہے ”ام حسن

عورتوں کو کثرت سے طلاق دیتے

تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ اہل کوفہ نے اپنی لڑکیوں کا عقد امام حسن سے کنایا ہا۔ مگر جناب امیر المؤمنین نے ان کو سخت نہ میا کہ تم اپنی لڑکیوں کا بھائی حسن سے نہ کرو وہ تھوڑی بی مت میں عورتوں کو طلاق دیدیتے ہیں۔
یہ مدان کے ایک شخص نے کہا یا امیر المؤمنین کچھ بھی ہویں تو اپنی لڑکی کا بھائی ان سے کروں گا۔ اور حسن علیہ السلام جب تک چاہیں اس کو رکھیں اور جب چاہیں طلاق دیں۔ اپ کی عورتیں اداب شوہری میں بہت کم خطا کرتی تھیں اور آپ سے ناراض نہ ہوتی تھیں۔ شاید وہ آپ کے عقدہ بھائی میں آنا ہی اپنے دارین کی بجائت کا باعث تکھی تھیں” (ص ۱۵۶)
”چنانچہ ردا یتھے کہ آپ نے ایک سو عورتوں کو طلاق دی مادر بعض نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ کو۔ اور ۵۰ سال کی عمر میں سنقاں فرمایا“ (ص ۱۵۷)

وفات حضرت حسن | خمسہ اقبالیہ میں ہے ”بعض کا بیان ہے کہ امام

حسن کو سوم شربت پلایا گیا اور بعض بتاتے ہیں

کو کسی قسم کی بیماری سے آپ کی وفات ہوئی۔ چالیس مردہ تک آپ بیمار رہے۔ مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ چنانچہ امام حسن خود اپنے زمان الموت میں فرماتے تھے ایت الحسم مورثین وہاں، اللہ تعالیٰ نے اسی مکون دو دفعہ ذہب دیا گی اور یہ تیسرا دفعہ ہے۔ امام حسین نے آپ کے نزہر دینے والے کی بہت تحقیق کی مگر کسی نے آپ کو اس کی خبر نہ دی۔ (ص ۱۵۹)

ایقاظ انانثین نے ایک اور حدیث لکھی ہے۔ و قال بن سعد سمه معاویہ علیه السلام کان یقدم علیه استام هرو و اخواہ الحسین یعنی معاویہ نے امام حسن کو کمی دفعہ زہر دیا۔ وہ نعمت ملک شام میں بارہ خورد امام حسین کے آیا کرتے تھے۔

(۱۶) بحوالہ تذكرة الخواص (الخاص الاصم)

گویا ان شیعہ مولفین کے نزدیک حضرت حسن اور حسین کو نہ ہر چیزیں کہا جائیں تو اسی سبق تکاوه دلوں بار بار معاویہ کے پاس شام چایا کرتے تھے اور وہ ان کو زہر ملاد یا کرنے تھے کیا اسکیا کھائیکی عادت ہو گئی تھی کہ اسی وجہ سے اثر نہ ہوتا تھا۔ مگر آخری بار دُوز بارہ ہو گئی اور معاویہ کیا نعمود نیاشد۔

کتاب تاریخ ملت عرب این حالات کو اس طرح پیش کرتی ہے۔
”ادھر امام حسن مسئلہ خلافت کی جگہ حرم سرا میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ اُن کی دل چسپیاں امور جہاں داری سے زیادہ دوسرا میڈالوں میں تھیں۔ چنانچہ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ انہوں نے اپنے قابض تر بریض معاویہ کے حق میں دست برداری نکھلی۔ اور خود میش و راحت کی زندگی بسر کرنے میزینہ پڑھ آئے۔ اس کی ترغیب امیر معاویہ کی طرفت یوں ہوئی کہ امام حسن نے جتنی رقم اور شماہانہ دلخیطی کا مطالیہ کیا وہ امیر شام نے منظور کر لیا۔ اسیں کوئی کے سمت المال کے نعمہ بجا س کروز در حرم اور تناجیات اپنے کے ایک ضلع کا مالیہ بھی شامل تھا۔

اگرچہ اُن کا انتقال شایدہ ہل حرم کی کسی سازش زبرخانی کے باعث پہنچتا ہیں سال کی عرضی ہو گی۔ ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء کہا جاتا ہے کہ اسی مدت میں وہ

کم سے کم سزخاں کرچکے تھے جس کی وجہ سے انہیں مطلق یعنی بہت طلاق دینے والے کا لقب حاصل ہوا۔ (تاریخ ملت عربی ص ۲۹۲۔ بحوالہ عینوبی
و این عناصر بہت ۲۰۶ ص)

حضرت حسن کے نکاحوں کی تعداد ملاباق محلی نے ڈھائی سو سے تین سو تک بیان کی ہے اگر اس میں مبالغہ یعنی سو اور سو اسی کی تعداد قرار دی جائے تو بھی کثرتِ مباشرت کے زبر سے جسمانی طاقت کا بیال نہ رہتا اور بلکہ ہوجانا قدر تی بات ہے حسن پالیں دن بیما رہے اور اور مرض فیالپس میں فوت ہوئے۔ چونکہ ایک زوج جدہ پہنچت اشعت بن قیس حضرت الیکر الصیفیؑ کی حقیقی بھائی تھیں رافعیوں نے زہر خوارانی کی داستان کھڑڑا لی اور اس عقیض پر تہت نکالی۔

مگر شیعہ اُن کی برات اس طرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں:-

خود جای رسول خدا نبنت اپنے فرزندان حسن و حسینؑ کے قاما اور قعد کے الفاظ فرمائے جو دال میں جہاد باسیف یعنی جہاد اصغر فاما ملے اور جہاد اکبر یعنی جہاد نفس اور جہاد صبر قعد ہے پس سبط اکبر نے جہاد اکبر فرمایا اور سبط اصغر نے جہاد اصغر فرمائے اپنے مرتبے کے موافق شجاعت کا مدل کو ظاہر کیا۔ اور قول رسول کی تصریق فرمائی چنانکہ نفس رسول (حضرت علی) نے بعد از رسول جہاد اکبر پر بسب عدم احراون (یعنی حامیوں کی کمی) کے پھیں پرس فرمایا اور باتی پانچ برس میں جہاد اصغر: لکھن و قاسطین و مارقین سے حسب ارشاد جذب یہاں ملین واقع کیا۔

پس حسینؑ کیا اسلام میں سے فرزند اکبر نے بسب عدم احراون و افساد کے تا سی اپنے بد و پرکر کی جہاد اکبر میں کر کے معاویہ باعث سے معالحت فرمائی۔ کہ یعنی جہاد اکبر ہے۔ اور فرزند اصغر نے باقلت انصار تاہی اپنے جہنم عالی درقار و پدر نامدار کی جہاد اصغر میں کر کے ستر ہزار کے گردہ پر صحرا۔ کر بلایں جہاد اصغر یعنی جہاد باسیف تین روز کی بھوک اور ہیساں میں کتابہ فرات واقع فرمائے کر عیان و باطل کو عیان آجدا کرو دیا۔ دلوں بھائیوں نے اپنا حق ادا کر دیا امید ہے کہ اب کسی مومن کے قلب میں یہ دعایسے بھی

تماطل کے چون وچراکو راہ نہ بلھگی" (رساریں الحن تھاہت)

مگر افسوس کہ شیعہ ذہن سے عار المؤمنین اور نذل المؤمنین کے القاب جوان کے بزرگ دیگئے تھے نہیں بلکہ چنانچہ خود مورخ اقبال علی صاحب ان کی نسل کشی اس طرح فرماتے ہیں جن کے پندرہ بیٹے اور بیٹیاں تھیں مگر افسوس ہے کہ آپ کی اولاد کے نام معلوم نہ ہو سکے۔
(خواہ اقبالیہ ص ۱۱۱)

یعنی رافضیوں نے اپنے بعض وعاد کی وجہ سے پندرہ میں سے ایک بیٹے کا نام بھی بسط اکبر کا اپنی تاریخ میں نہ آنے دیا۔ یہی نیحہ ہے کہ ان کی امامت نہیں چھپی۔ اور اس طرح رافضیوں نے ان پر چیادا کیا کہ یعنی تیقیت سے دیکھ جانے والی چادر ڈال کر ان کی پرده پوشی کر دی۔

امام سوم۔ حضرت حسین امام سوم کی منقبت میں جتنا کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جارہا ہے ہیں اجازت نہیں دیتا کہ مزید خامہ فرمائی کریں ہے۔ صحیح حالات معلوم کرتا ہوں وہ عجاسی صاحب کی کتاب خلافت معاویہ و بیرونی، تلاش کر لے۔ درست پر دفیر حقیقی نے بھی وہی کچھ لکھا ہے۔ تاریخ ملت عربی میں ہے۔

"حضرت امام حسین کا خون ان کے والد کی شہادت سے بھی بڑھ کر شیعہ"

مذہب کا باقی ثابت ہوا۔ گویا دسویں محروم کو شیعیت عالم دجوہ میں آئی۔

پوام کر بلے شیعوں کو ایک لغڑہ جنگ میں قتل حسین کا انتقام۔ (ص ۲۹۳)

شہادت جسین کی یادگاریں شیعہ مسلمانوں نے عموم کے دس دلنوں میں ما تم کرنے کی رسم قائم کی اور ایک مذہبی تبیین تیار کر لی ہے (جس میں ہند و رام بیلد کی طرح) ان کی بہادرانہ جنگ اور مہا سُب کو بڑے زور شور سے بیان کرتے ہیں یہ سالانہ تبیین دو حصوں میں دکھائی جاتی ہے۔ ایک جنگ کی یادگاریں عاشرہ کھلاتا ہے اور بیغلاد کے قریب کاظمین میں نایا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ دسویں محروم سے چالیس دن تک کر بلے میں دکھایا جاتا ہے اور سرکی دایسی کھلاتا ہے (ص ۲۹۴)

یہ دسویں محروم کی تھی جو مطابق ہوتی ہے۔ ارکتوبر ۱۸۷۶ء اس بات پر نظر جملہ موز فرضیں کا اتفاق ہے بلکہ ماہرین علم ریاضی کی تحقیقات سے بھی ثابت ہے۔ ارکتوبر ۱۸۷۶ء کو بدھ کا دن تھا۔ حساب سے بھی یہی دن آتا ہے۔ اور تقویم سے بھی شیعہ عوام نے بیت کا

جوئی با توں کی طرح ۱۰ محرم سالہ اکتوبر کا دن قرار دے لیا ہے عبادتی صاحب نے اپنی درجنوں کتابوں میں اس کی بھی پول کھول دی تھی بینات کا اذیلہ شاہید کی مشہری مصلحت سے شیعہ عوام کی ہمتوانی کرنے پر مجبور ہے ادٹ پشاںگ بائیں کہہ کر بدھ کے بجائے جمعہ کا دن ثابت کرنے پر تلاہ ہوا ہے ایسا علوم ہوتا ہے یہ شیعوں کی تائید میں اور دھارکھائے بیٹھا ہو مگر جھوٹ کی نیتاں کمیتیری نہیں پھر ملک کو حساب دانی اور تاریخ سے واسطہ کیا اے تو چاہیے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کے اجداد ان لوگوں میں شامل نہ تھے جن کے اصلاحی میں مومنوں کے نطفے دیکھ کر حضرت حسین نے قتل کرنے سے پھرور دیا تھا۔

اس کا ذکر شیعہ خلفاً یہ سے پہنچ رکنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

قطب الشیعین اشکوری نے اپنی کتاب محبوب القلوب میں لکھا ہے کہ جب امام حسین روزِ عاشورہ حملہ کرتے تھے تو عین کو قتل کرتے تھے اور عین کو باوجود امکان قتل میں پھرور دیتے تھے ابھی نے حضرت سے سبب پوچھا تو فرمایا۔ میرے سامنے سے پردے اٹھتے ہوئے تھے۔ اس میں نے دیکھا کہ بعض کافروں کے اصلاحی میں مومنوں کے نطفے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کو پھرور دیا۔ اور ایسوں کو قتل کیا جن کے اصلاحی میں مومنوں کے نطفے نہ تھے۔ (عقائد اشیعہ ص ۲۴)

اور راوی نے شاید یہ بھی بتلایا ہو کہ یہ امکنات حضرت حسین نے شام سے سر کی واپسی کے بعد فرمایا تھا۔ جب کوئی رافعینوں نے اُسے جوڑ کر آجھیں اٹھایا اور ان کی خیریت پوچھنے لگے ورنہ یوم عاشورہ میں حملہ کرتے ہوئے اور دوسرد کو قتل کرتے ہوئے آپ بھی توفیق ہو گئے تھے۔

ایک غلط بیان کی تردید [کسی من چلے شیعہ نے خواجہ معین الدین حشمتی سے جنکی توہین کی پاداش میں شیعہ مجتہدا غلط شورتی کی زبان تالوں سے کھینچ لی گئی تھی۔ ایک لغور یا عی مسوب کر دی ہے جو دراصل ایک غالی رافعی معین کا شانی کی ہے عطف لفظ معین کی حائلت سے رافعی زمانہ حال میں حضرت مدوحؑ کی منوب کرنے لگے ہیں۔ اور اسے ختم میں علیحدہ جگہ شتر کیا جاتا ہے۔]

شاہ ہشت حسین یاد شاہست حسین دین ہشت حسین دین پناہ ہشت حسین

مرداد شہزاد داد دست در دست یزید خاکہ بنائے لا الہ است حسین
ہمارے ایک شیعہ روس نے ہمیں بہت سمجھا تاکہ یہ رب ائمہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی کی
مگر ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ پیغمبر صاحب دراصل کہنا کیا چاہئے تھا۔ اگر وہ یہ وقت
جذب دیا دیا ہی میں رہتے تھے تو اللہ اللہ کرتے یزید اور حسین کے فکر کے میں کیوں پڑے۔
لیکن شیعہ عقاید معلوم کرنے کے بعد ہماری پریشانی رفع ہو گئی۔ مطلب سمجھ میں آگیا اور ان کی
عفوفت و بزرگی میں جوش کوک پیدا ہو گئے تھے رفع ہو گئے۔ آپ بھی وہ عقیدہ سن لیتے ہیں:-

ہمارا عقیدہ ہے کہ آئندہ ان کے دو ستوں اور ہونین صالحین سے تیار یعنی
محبت کھافہ دریات دین سے ہے۔ اور کفار مشرکین و منافقین اور تمام
دشمنوں اہل بہت سے تبریعی بیزاری اختیار کرنا۔ علامت ایمان ہے ہمارا
یہ عقیدہ کلمہ توحید سے ماخوذ ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ نے ہم کو بتایا ہے
کہ پہلے باطنی معمودوں سے بیزاری کا اقرار کریں (یعنی تبریعی بیزاری)، پھر
خدا کے برحق کی معیوب دیت کی گواہی دیں (یعنی تولا کا ثبوت دیں)۔

(عقاید الشیعہ ۲۴)

یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ لا الہ الا نہ لبراہ یعنی خدا کے دشمنوں پر لعنت بھیج کر کے
الا اللہ جس سے آپ کی محبت والفت کا اظہار ہو گا پھر پیغمبر صاحب سخنوارہ اخڑی صدر کو
پڑھئے "خاکہ بنائے لا الہ است حسین" اور خور فرمائیے انہوں نے بنائے الا اللہ نہیں
فرمایا ہے۔ جو اسلام کا رکن ہے ملکہ بنائے لا الہ کیا ہے جو تبرکے ماش ہے۔
ای غایب اطلب صاف ہو گیا ہو گا۔ فرماتے میں سچ تو یہ ہے کہ جناب حسین علیہ السلام
نے دنیا کے اسلام میں لا الہ کی بناداللہ یعنی تبریعی بیزاری فریاد کی کیونکہ آپ اڑتے نہ رافیقین
کو آپ کے انتقام کے بدلے اسلام میں رخت انگریزی کا موقف ملتا نہ مدد ہب شیعہ تیار ہوتا نہ
اسلام میں خون خراپ ہوتا یہ نظرت و بعض پھیلتا۔

سے شک جناب پیغمبر رحمت اللہ علیہ نے ایک معرفت کا دریا اس منورہ ریاضی کے
کوزہ میں بند کر دیا ہے جب یہ تو ایک عالم ان کی بزرگی کے سامنے سر زیارت خم کھجورے ہے جس کو
دشمن بھی ان کی زتم کو درج سمجھ کر سینے سے لگائے پھر تے ہیں۔

باقی نو امام اماموں کی ضرورت اور ان کا تجھیں کس طرح معروف وجود میں آیا تھا تاریخی جوابوں

سے شروع ہیں پیش کریکے ہیں اس لئے باقی ناموں کے اقوال جو سب کے سے سبائی دماغ کی پیداوار ہیں پیش کرنا بھن تعمیح اوقات ہو گا البتہ بارہوں امام حسن کی تعریف بچوں کو غائب کر جھکاتی جاتی ہے بے حد دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں اور جنکہ ان کے فہرست کا زمانہ تقول شیعہ قریب آرہا ہے ان کے عالم چھٹا صبیوں کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوتے دانے ہیں جاننا ضروری ہے۔ ہمارے شیعہ بجا تی یہ حالات تسلیکین قلب کے طور پر اپنی مجلسوں میں مُنتَہی اور روتے رہتے تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو لیتے ہیں لیکن تاصبیوں کو نہیں بتاتے۔ حالانکہ جو کچھ وہ کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہونیوالا ہے اس کا تعلق صرف تاصبیوں سے ہے۔ اس لئے ان کا جاننا اور ان کے لئے تیار رہنا ہزا صبی کا فرض ہے۔

امام آخر الزمان یا امام غائب [عبدالله بنی ویسی جو رسول اللہ کے تھے] اپ کا نام محمد کنیت ابوالقاسم اور ابو القاب - قائم آل محمد جدت افسوس - ہدی آفر الزمان - المستظر صاحب العصر امام غائب وغیرہ - آپ کے والد بزرگوار امام حسن حکمری علیہ السلام والدہ ماجدہ زوجیں خالتوں - سوسن - ریحانہ - فریم - حکمر اور سعیل (ان میں سے کوئی ایک) (اخلاق المقصودین ص ۱۹۳)

یہاں امام صاحب کی پچھااؤں کے نام قابل غور ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔ پہلے چند شیعہ حقاید سنئے۔

ا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت امام جہدی علیہ السلام حور رسول کے پار ہوئیں جائیں ہیں بحکم خدا غائب ہیں۔ اور جب تک اس کی مشیت ہے غائب رہیں گے۔ قرب قیامت میں آپ کا فہرست ہو گا۔ اور اس وقت آپ تمام ادیان باطلہ کو نیست و نایود کر کے ہر طرف دین اسلام پھیلادیں گے۔ اس وقت سو اگے دین خدا کے کوئی اور دین پایا یہی نہ جائے گا۔

یہ دین اسلام سبائی ولواہی ہو گا۔ اس کے ذکر کی ضرورت نہ تھی تا ہم شاید تاصبی خوش ہو جائیں لہ ان کا اسلام ہر طرف پھیلنے والا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے ہی سے پھیلا ہوا ہے۔ امام صاحب صرف سبائی مذہب قائم کرنے آرہے ہیں۔ اور غیر سبائیوں کو نیست دنالود کر دیں گے۔

۳۔ ہمارا حقیقہ ہے کہ آپ سنتہ میں پیدا ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کو زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے بیان جو کیالت قیوب کہ عزیٰ آپ کی خدمت میں جایا کر رکھے تھے آپ کے دلخیل و قیعات نے ایک زیارت سے کہ عزیز کی پاس آئے تھے۔ آپ پیدا ہو کر فائدہ ہو گئے۔ اور اس لمحے خلیفہ میں احمد قیامت تک بحالیت فیضت زندہ رہیں گے۔ آپ کے فائدہ ہونے میں خدا کی کیا محفوظ ہے اس کا اپنی راہم طی اسلام کے خپور کے بعد ہو گکہ اسرار الہی میں سوال کے قبیلہ اولیا کے دوسرا ان سے واقع تھیں ہو سکتا۔

(۷) مُد الشیہہ ست

۴۔ لیکن آئی چند فوادی کھربی کو ریتے گئے میں خدا۔ حضرت کو ہاتھ رکھ کر دشمنوں کے نزدے پاک مقام تک آپ تک سے خود کاریں آپ خدا کی آخری جھٹ جھیں اس لئے خود رہا کہ اس کو خود کو رکھا جائے ورنہ تو اس کو خود کو خالی ہو چتا۔ جس سنت غالباً یہ ثابت کرنے مقصود ہے کہ ظفر صاحب بھی اسرار الہی جانشی والوں میں ہے۔

پار ہوں امام کی پیدائش

آپ کے دلبر نہ گوارج بدام حسی عزیٰ

طی اسلام نے انتقال فرمایا (بھرہ ۲ سال)

آپ کے پیچا جعفر و یوڑی میں بیٹھے تھے۔ جو تو امام تھے اور نہ اس بحدود بلیڈ کے کسی طرح بدل تھے۔ لیکن امامت کے دعویٰ نہ تھے۔ کو لوگ آگر ان کو بھائی کے انتقال کا اسرار دینے تھے اور امام ہونے کی بار بکار دینے تھے۔

قبوڑی دیر میں خادم آیا تھا کہ آپ کے بھائی و کنی پہنچا چکے ہیں پہلے رہنماء پندرھی یہ سکر جھنڑا زنجازہ پڑھانے کے لئے کھڑتے ہو گئے۔ رادی اور اولادیان بھر کر بیان کرتے ہیں کہ ابھاں ایک خویشورت رہا کان کے یہک گھوٹھے سے ٹھکل آیا۔ آپ کا صلق ملا خونہ فرمائے۔ آپ کو جو دن خود میں ہے جس نے امامت کا دعویٰ کیا گردتے ہیا کر آپ نے مرت اتنا آپ لئے خوار اپنے آپ پر نماز برپھئے کا تمہے نیادہ منجھ میں سر، اخلاق اور معرفت میں (ص ۱۹۵)

و اخلاق۔ کہ اس میں مگری کی ابھی شادی نہیں ہوتی تھی۔ البتہ گھر میں پھر لوگوں میں

تھیں۔ کافلی ماحب کو یہ نہ علوم ہو سکا کہ اُن میں کون بار ہوئی امام کی ماں تھی اس نے جدول بخدا ہیں سب کے ہم تکھیتے۔ اور لڑکا کو شہزادے کیا۔ مگر اس کے ساتھ۔ دوسری روایت یہی ہے:-

”جناب امام حسن عسکری بغیر کوئی اولاد چھوڑے مر گئے تو شیعان ایل بیت کے چند فتنے ہو گئے ان کے جھپور اس پر قائم ہیں کہ حسن عسکری کے پھال ایکسلٹ کا پیدا ہوا مگر انہوں نے اس پر پوشیدہ رکھا۔ یہ بھی کہا جیا ہے حسن عسکری کی وفات کے بعد ان کے گھر اُن کی ایک کنیز سے جس کا نام میقل تھا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور یہ بہت مشہور ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ میقل سے نہیں بلکہ دسری کنیز سے پیدا ہوا جس کا نام سوسن تھا اس زیادہ ظاہر ہے کہ میقل سے ہوا۔ اس لئے کہ اس میقل نے اپنے آقا حسن عسکری کی وفات کے بعد محل کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی وجہ سے سات برس تک حسن کی میراث کو روکا گیا۔ اس معاملے میں اس کنیز سے حسن کے بھائی جعفر بن علی نے گھر کیا تھا۔ اور ارباب دولت کی ایک جماعت اس کنیز کی مددگار تھی۔ اور دوسرے لوگ جعفر کے دلگار تھے۔ اس کے بعد وہ محل پچک گئی۔ اور محیر ثابت ہو گیا۔ اور حسن کے بھائی جعفر نے میراث لے لی۔ بحوالہ المثل دالہل این حزم عین مزید صفحہ ۴۰“

چاہیئے غیت صفری کی مزدودت پڑ گئی۔ اولیک نہ سوتی جب بارہویں امام امام کے پیشے سے نکلتے ہی اس قابل ہو گھنڈ کا پتھر پاؤں پل کر باپکے جنازے پر آن پنج اور ان کے جانے کی نماز پڑھ کر کئے چھی سے بڑھنے گئے چنان شاید ایک جاپنی لڑکی کیا ہوگا۔ لور امام صاحب چہاں سے کچھ تجھے والیں چل گئے ہوں گے یعنی دو پیٹ پچک گیا۔ اور جمل چھوٹا ہو گیا۔ لیکن اگر کاظمی صاحب کی روایت صحیح ہے تو ہمیں گیارہویں امام کی جانت پر افسوس ہے کہ اُن کے ایک دو موئون دستے لڑکوں کی نثار جنازہ سے بھی محروم کر دیا۔

”میقل نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کی آل خدیجت اتنے ساکن کریں گے۔
امام مہدی کیوں آرہے ہیں

فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے قائم اُسے سار کر کے صرف پائے رہنے دیں گے جس سے وہ فائز رہا دے جو عہد آدم میں بنایا گیا۔ اور وہ دیواریں باقی رکھیں گے جن کو ابراہیم و اسماعیل نے ان پایوں پر تعمیر کی تھیں۔ اُن دیواروں کو سار کر دینے کی وجہ مکہ اُنھیں کسی پیغیر بادھی نے تعمیر نہیں کیا۔ اس کے بعد جس طرح منتظر ہو گا کعبہ تعمیر کیا جائیگا۔

دنیز کے مخالفہ ہدیۃ منورہ و عراق ددیجڑ اقبالیم میں تمام آثار قطائیں خراب کر دیے جائیں گے مسجد کوفہ کو سار کر دیا جائیگا اور قائم اسے بنیاد قدم پر تعمیر کریں گے۔ قصر عیتیق کو بھی گرا دیا جائیگا۔ وہ شخص طوون ہے جس نے اسے تعمیر کیا (حدیث مفصل ص ۱۰۷۳ باتوں جملی)

امام جہدی سینیوں کے ساتھ کیا کریں گے پھر مفہوم نے پوچھا لئے یہ رئے آقا مددی

علیہ السلام اہل مکہ سے کیا کریں گے:-

"فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے۔ جب قائم کر ہپھیں گے تو آپ میں جزو اور نقیبا کے آیں گے اور حکم دیں گے کہ اہل مکہ سے سوائے اس سے جو مومن ہو جائے (بمجمع شیعہ) کسی کو زندہ نہ چھوڑ راجائے۔ پھر آنحضرت کے انصار اُن کو قتل کریں گے۔ بخدا سوادیبوں میں سے ایک بلکہ ہزاریں سے ایک آدمی باقی نہ رہے گا۔ (حدیث مفصل)۔

- ہمارے اہل مکہ سے مراد اہل قبلہ یعنی کبھی شریف کو قتل مانتے والے صنی مراد ہیں۔ اور امام جعفر صاحب کا زبانی ملا جملی اُن سے کو قتل کروانا پاہتا ہے۔ اُن حدیث سائیوں کی ذہنیت کا اندازہ لگایتے کیجئے جو خلیل اور کیپے ارشاد اسلام کو تباہ کرنے کے دوں میں لئے ہوئے رہ گئے کہ آج تک اُن کی گذگئی ختم نہ ہو سکی۔

امام جہدی کہاں ظہور فرمائیں گے "مفہوم جذاب جہدی کا نکاح اور مرمنین کا اجتماع کہاں ہے؟

امام جعفر۔ آپ کا پایہ تخت کوفہ اور دارالقضا مسجد جامع کوڈا اور بیت المال و غنیمت و اموال قیمت کرنے کی جگہ مسجد سہلہ ہو گی۔ آپ کی

ستگاہ وہ صندھ باتے سیدبوں گے جا اڑاف هری سیں دانچ ہب اور جو
دو عمارتیں گونڈیں مشورہ ہیں۔

صفہ بمعنی بھوپریاں اور یہ دو مشبور خاتمیں کوہ کی سہیں بھی نہیں معلوم ہیں وہی

تہہ فانہ ہوں گے جہاں سے تحریری کارروائیاں شروع ہوئیں۔

شیعہ سبکہاں جمع ہوں گے
امام جعفر۔ کیا تمام مومنین کوہ نہیں جمع ہوئے
”مُفْضَلٌ“

نہ ہوگا جوہ بہاں یا اس کے اطراف میں نہ ہو۔ زمین کی قیمت دہاں اس قدر
ہو گئی کہ لوگ خواہش کریں گے کہ سیع ہیں ایک باشت زمین ایک باشت
مالا کے پر لے خریدیں شہر کو غہ کا درسم ۵ میل ہو گا۔ اور اس کے مکانات
کریاں گے مطلع ایک ہوں گے۔ کربلا وہ مقام ہے جہاں ملا گکہ دمومنین آجود
رفت رکھتے ہیں اور اس کے سان پہنچتے ہے اسے مفضلی یہیں سے تا طبیعت فایدیں
کریں گے۔

امام جبدی کہاں جائیں گے
امام جعفر۔ دہ عزیز رسول میں آئیں گے اور یہاں آپ کا مرتبہ اور
مقام ٹکب طور پر ظاہر ہو گا۔ اس سے حوضوں خوش اور کفار خلد و ذلیل
ہوں گے یعنی قبر خاپ رسول خدا پر بخش کر فرائیں گے کہ لے گئے خلافت
آیا یہ قبر میرے جد جتاب رسول خدا کی نہیں ہے سب کہیں گے لاریب
یہ آپ کے جد کی قبر ہے پھر آپ فرمائیں گے کہ میرے جد کی قبر کے پاس یہ
اور قبریں کہیں کی ہیں۔ کہا جائیں گا کہ حضرت کے دو معاجلوں کیا قبری ہیں
آپ پوچھیں کیسے کیسے میرے جد کے پاس رفیق ہوئے۔ لوگ کہیں گے

کہ یہ پیغمبر کے خلیفہ تھے، اور ان کی اذدائیج کے باپ تھے۔

لیکن آپ دو نون کو مساد کرنے کا حکم دیں گے اور کہیں گے کہ قبروں کو
امکان کر لاشوں کو باہر بخایں رہاں کے آگے کا حال جنم خبب مولی ہیں

نعت کر دیا ہے۔)

(گنگ مقفل لعینی حدیت مفضل از ملا یاقوت غلبی)

اس سخنے زاید یوں کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ امام ہند کی کس قسم کا مدل دیا ہے تاہم کرن۔ اور کس حکم کا اسلام چاری فرمائیں گے۔ اور عاصم مسلمانوں کا کیا جائز کریں گے۔ ہم بھی بھائیو! دعا ملکو کر کبھی دنکلی سکیں تیرہ سو سال سے مارے ذر کے چھپے چھپے پھر نہ ہی۔ ہم بھیوں کے خلے سے باہر آئتے ورنے ہیں۔ مگر جب آئیں گے تو ان کا خانہ خراب کر کے رکھ دیتے۔ بزاریں۔ سے ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے غالباً اس وقت پہاڑے شیدہ بھائی مظہن ہو جائیں گے۔ مدل قائم جو جایگا۔ ان کی شکستیں رفع ہو جائیں گے اور یہ تبر ایند کر دیں گے۔ قتیتیہ یہ چھوڑ دیں گے ماتم بھی نہ کریں گے۔ دعاۓ سا سب بھی نہ پڑیں گے اور دعاۓ ماسٹہ بھی ختم کر دیں گے۔ خوش خوش رہیں گے اور صہیں کی بھی بجا آئیں گے۔ خدادہ دت کرے اور ان کی جان کی فیتو ختم ہو۔

امام ہندی کی دعائیں شیخوں کو امام صاحب نے مستور رہ کر بھی چنبرہ دعائیں سکھائی تھیں تاظر بنا کی دلچسپی کے لئے چیدہ چیدہ الفاظ تھیں میں درست دعائیں کیا جیں باقاعدہ مامون کے صحیح ہیں۔ اور گالیوں سے پڑیں۔ جیسا کہ انہم سے ظاہر ہے سب بھی کافی خوبی نظر ہے۔

استاد دعائے سباب تخفہ العوام تبول عناء جتاب صاحب

الام سے منقول ہے کہ دشمنوں کے دشمنوں کے دور کرنے ان کی رسولی دھرا حل کرنے اور مقاصل دینی دنیا دی پرے بونے کئے ہے زفہ بھر ہے موجودہ زمانہ میں شیعائیوں میں سے مسلمان یوں دعائیں رکھتے ہیں کہ شیعہ ہیں۔ اور فرقہ تریں نہ اکھر اسلام بھکر کر بغض و خدا رکھتے ہیں اس شخصیت سے کہہ شیعہ وزانہ کم سکم ایک مرتبہ تیرہ لیا کرے مولا ناجم ہجت کاری ترجمہ، یا الشروان سب کو اپنی قوت دستوت سے بھوک سے ددر رکھ بنائے دے پریشان دیراگندہ رہیں۔ جران ولست دوبل و زیر است مریں۔ ہر طرح کا نقصان اٹھائیں کوئی ان کی مدد نہ کرے وہ مغلوب رہیں۔ مخوس کجھے جائیں۔ برگشتہ رہیں۔ جان جانا چاہیں۔ بینا سرسا۔

ہناچاہیں تو راستے میں جیکر کھلتے رہیں باکت میں پڑیں بدن ان کے زندگی
ہوں۔ راویوں میں ان سے فتوح پرستے نگریز میں ان کی امارتی جائیں مدد حاصل
دیئے جائیں۔ ترجمہ خیر و میں قید ہوں۔ طوق ان کے گھوون میں پڑے ہوں
بیرون میں جنگلے ہوں۔ موت کی بکلیاں ان پر نگریز نہیں ان کی منقطع
ہوں۔ باقی رہتے ذائلہ ان کے ہمپتے روپے پیٹے زمیان دعائے سباب (

ان دعاوں اور اپنے مشابہات سے ماظن یہ متعجب کریں سب باتیں تو
سپرسون کوئی نہیں آتی رہی ہیں اوری روپے پیٹے ہیں، امام صاحب نے پروردہ عالمیں ان کے
کی ہوں گی جی نہیں امام صاحب نے سرداب سرمن رائے یعنی محنثے پانی کی
تہہ سے بکھر دھنخدا کے ساتھ شیخوں کو یعنی فیضیں کو ان کے پڑھنے سے اور کے دشمنوں پر
یہ سب واقع ہو گا لیکن خدا کی شان ہے کہ حمالہ الٹ گیا ہے۔

آگے انشد کی قبائی بھی دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں : -

اللَّهُ تَعَالَى مِنْ يَمِنْ وَمِنْ دِرْهَمٍ كُوْنَ بِهِ جَمِيعُ
كِيْ دِيْقاْبُولَ كِرْلِيتَهِ بِهِ جِسْ دِفْتَهِيْ دِهْ دِيْمَالَتَهِ - اللَّهُ تَعَالَى كِيْ چِطْهِيْ ہے۔
کِمِيْ اوْ سِيرَتِ رسُولِ مُصَرِّخَرِ غَالِبِ ایسِ گَے ہِیْسِ ہِلَّتَهِ تَعَالَى کِيْ
صِنَامَتِ یَمِنْ ہُوْلُوْتِ نَہِیْ سَکَتِ ہِیْسِ خَلَوَتَهِ تَحَالَهِ کِبَرِرُوسِ ہِیْسِ ہُوْلَا۔
جَسَے کوئی مَدُوكِ نَہِیْ سَکَتِ۔ اور یہ اسی کے لشکر ہوں ہُوْلِمَلُوْسِ ہِیْسِ
کِیْا جَاسَکَتِ۔ (ردعائے سباب)

ہمیں ایسا غرس ہوتا ہے کہ امام صاحب حنفی اللہ کے پڑوسن یعنی سرداب نبھکا تھی
میں مقیم ہوئے کی وجہ سے اس کا ذکر بار بار کر دیا ہے اسی لئے ہر کام میں دیرہ سہر یہ صورت ہے
اگر یہی التہاجناب حمل کرنے سے ہے فرماتے تو شاید کام ملبدن جاتا۔

شید نہیں کی پا پنج چین جڑہ قیامت | یعنی ایک روز ایسا ہو گا کہ ہے
شید نہیں کی پا پنج چین جڑہ قیامت | ب مر جائیں کے سوائے ہی تھا

کے پچھے باقی نہ ہے گا۔ نہ آسمان نہ زمین نہ آفتاب نہ اہمتاب پھر خدا
روحوں کو اُن کے بعد میں داخل کر یا کا اور حساب دیغرا کے بعد نہ کوں
کو بہشت ہیں اور یہوں کو دونوں میں بھیجے گا۔ حاشید بچوں کا نمانہ۔

یہ وہ بارہ تک کو پڑھ کر یہیں کہ مولوی صاحب کی دعویٰ میں لکھ گئے کہ پہلے زین آسمان
آفتاب ماہتاب سب تباہ ہو جائیں گے تب خدار دعویٰ کو اُن کے بدن میں را خل کر بیجا۔
اور حساب کرے گا۔ مگر معلوم ہوا کہ شیعہ عقیدہ یہی ہے۔

عقائد الشیعہ میں ظفر صاحب بھی اس کی توثیق کرتے ہیں:-

آیا معاد جسمانی۔ جسم کو مدد دم کر دیتے کے بعد ہو گئی الفرقیق
ایضاً کے بعد۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فہرشن کے نزدیک مدد دم کے بعد
اعادہ ہو گا۔ اور اس کی دلیل جناب امیر علمہ السلام کا یہ قول ہے۔
یعنی خدا فنا کی نہ الادب ہر شے۔ بعد اس کے وجود کے ہندستگر
موجوہ شل مفقود کے ہو جائیگا۔ اور دنیا کا فنا کرنا اس کے ایجاد
کرے۔ زیادہ عجیب نہیں۔

دوسرائی دو محققین کا کہتے ہیں اعادہ مدد دم متین (مقامہ) و
محال ہے۔ ان کے نزدیک جسم مادی عور نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کی مثل
دوسری جسم ہو گا۔ اور دلیل یہ آیت ہے یعنی جس نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا ہے اس بر قادی ہے کہ مثل ان کے پیدا کر دے سہل و ہلکا
پیدا کرنے والا ہے لیکن صحیح عقیدہ یہی سے گستاخ اجزا کو پھر بخوبی
کر کے دے کسی جسم کو بنائیں گے جناب نہیں ایم کے نے پرندوں کو زندگی
کیا تھا۔ (عقائد الشیعہ)

اس بحث سے پتہ چلا کہ قیامت یہ بھی تینی شیعہ اعتقادات ایک جیسے ہیں
یہ اُس میں بھی انہیں وہ شکوہ ہے جو دین اسلام میں ہیں۔ کوئی گستاخی خیانت کے
بعد ہمارے جسم وہی نہیں ہوں گے بلکہ خدا میں نئے جسم عطا کرے گا جو نے ذات سے
بنائے جائیں گے غالباً یہ اللہ میان کی ہبہوت کے نئے سوچا گیا ہے۔ کیونکہ زندگی کو
پروردست کرنے سے نبی بنائیں کہیں آسان ہو ٹاہے۔ اور دوسرے گروہ کا اعتقاد
بھکر ساری کائنات کو ذرور میں مسترخو کرے گا۔ پھر قراصت سے کے۔

اُس کی طرف اگر جمع ہو جاؤ۔ جیسیکہ یہ مادت کے جملے ہیں تو بھروسی ایک طرف جمع ہو جائی ہے اور
یہوں ایک طرف اور یہ بھی آسانی یہاں سے اگر زین پر ہر چیز سرداری جگہ معاد کرے اور اُسکے پر

بھی معاں خدا پر چھوڑ دیا ہے وہ جس شیو عقتوں کی رائے کو پہنچے پسند کرے اور اس پر جل کرے بنت دوزخ تو اب مد نیا کا تعلق پھر وکھ قیمتی سے ہے لیکن قیامت یا حشر شر کے بعد معلوم ہوا کہ کون کس کا حق ہے لیکن یہ عقیدہ رکھئے۔

شیعہ عقیدہ پر کو حضرت الیہ پیشہ اور دوزخ کے باختہ ملائیں۔ (عنایت المودہ جلت)

اس عقیدے سے اللہ میاں کی توہین مقصود نہیں شایدہ یہاں کی پیری بزرگ کے خیال ہے کچھ مذہات ان کے دلہ عہد کے پردہ کرنے لگتی ہیں۔ شیعوں کا خیال ہے کہ جنت حضرت علی نے صرف شیعوں کے لئے ریزرو کر دیا ہے۔ لیکن ان کی تفہیم بعد ازاں انہوں نے خدا یا باختہ پر یورٹی۔ اپنے اپنے کو دے۔ ہو گی۔ اور اللہ میاں کیوں گے کہ چار اعلیٰ ہی ہے کہ جو ہمارا دلی عہد چاہے کرے۔ اب دیکھنا چاہے کہ وہاں کیا ہوتا چہہ معاوہ نے خلافت بیٹھے کو دیدی تو شیعہ قوم پیدا ہو گئی۔ وہاں ہی جنت شیعوں کو دیدیں گے تو ہم نے کیا نہ کریں گے۔

الکان دین اور فروع دین کا فرق

شیعوں کے فروع دین یعنی دین کی بُشامیں چیزیں ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ نجع زکوٰۃ۔ حمس اور حجاء۔ (شیعہ بچوں کی نماز۔ فرمان ملی)

لیکن تختہ العوام مقبول مولف بخواہیں کار دی سے پتہ چلا کہ فروع دین دراصل دس ہیں۔ چھڑ کوہ بالا اور بالی چاریں۔ امر المعرفت یعنی عین المترک۔ توفقا۔ ببرتا۔ لیکن فران علی ما ہی نہ۔ بچوں کو دشوار فہم ہونے کی وجہ سے نہیں بتایا۔

ان کے علاوہ ذہب شیعیں چنواہوں عقاید میں جن کا شمارہ اصول دین میں ہے نہ فروع دین میں شریں ارم۔ مثلہ قیمی ہے ایکہ کوہا م نے شیعہ ذہب کا یہ حصہ بتایا ہے اور مقدمہ زہبی پھر کی تمام نیکوں سے بہت کرنسی ہے۔ یہ وہ امور میں پرست و سائے لمبکر مورب ہو دے۔ اور بہت دلچسپی ہی ہے۔ اس لئے ہم مندرجہ بالا آئندہ خاتم کی مسولی تحریک پر اکشار کیں گے۔ ملکیت توفقا نہیں۔ نقیۃ اور مجتہد کو روشنوں کی بُجھ مستغل باغ بلکہ سکھوں میں تھفیل سے سر کایاں گے۔

شیعہ ذہبی کی پہلی شاخ نماز۔ نماز پنجگانہ کی سرہ رکعت ہوتی ہیں جو بالقطع

یا یکشت ادا کی جا سکتی ہیں۔ عموماً مشید ان کو تین و فتوں میں ادا کر لیتے ہیں میں غیر و مضر

اور مغرب و غنٹا لایتے ہیں۔ یہ فرق نہیں بلکہ واجب کہلاتی ہیں۔

مظلومات نماز میں سخت شرط اصرت دو ہیں۔ ۱) بغیر تقدیم کے باقاعدہ نماز کا پڑھنا
۲) بغیر تقدیم بعد سرہ الحجہ کے آئین کہت۔ یعنی ان سے نماز باطل ہو جاتی ہے بدلًا نماز
پڑھتے وقت کوئی سخن آجائے تو شیعہ کو چاہیے کہ قرار امامت پر ہے۔ اور انہی کے بعد زور
زور سے آئین کہرے تاکہ دیکھنے والا غلط فہمی میں جتنا ہو جائے کہ جسے شیعہ سمجھتے تو وہ سخن
بخل۔ اس سے نماز کا خواصیب پر ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا موتعدہ مبوتول اتحاد ہے اور آئین کہرے
سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور یہ بخوبی کو سکھا دیا جاتا ہے۔

درود مشریف | واضح ہوگئے نماز میں الحیات اور درود شریف دونوں شیوه سبق کے
نعت اور مضبوط ہے۔ مگر درود مشریف کے معاملہ ہیں یہ مذہب از راز در رنجی واقع ہو
سے۔ الفاظ اک اٹ پھر سے خفا ہو جاتا ہے اور جنگ تک پر آمادہ ہو جاتا ہے جس کا مجھے ذاتی
تجھے بھی ہے۔ اس بیان کرنے والی بھی سے غالی نہ ہو جا۔

درود شریف میں فرق | ہمارے پڑھی میں جالس ہوا کرتیں ایک دندوستوں
کے ساتھ دہلی پینہ گئے ایک سیاہ چیختہ والے مولوی
سامع تقدیر کر رہے تھے اور عاضر ہی زدہ زدہ دیر و دیر ہے تھے۔ میں بھی پڑھنے لگا
لیکن ہیسا گھوس چوڑا کہ میرا درود ختم نہ ہو سکتا اور دوسروں کا کہیں یعنی ہی سے لٹٹ جاتا تھا
پھر پادا یا کہ چاہے میرلوی صاحب نے ایک چھوٹا دار و دبجو بتلا یا تختہ چٹا پکھ آئے دل بھی
دل میں دوہرایا اور دیتا۔ ہو کے پیچھا کہ اس بار میں بھی سبکے ساتھ ہی حتم پر دن گاہ
را شارہ ملتے ہی سہانے درود شریف کیا اور میں بھی چڑا بلند پڑھنے لگا۔

سُلَيْلَةٌ عَلَى مُحَمَّدٍ دَادَ الْمُدَّاصِحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

ثہہ صاحب نے تجھ کو کچھ عرضی میں کہا۔ پر طرف سے نعت لعنت کا شوہ باندھ گویا
اور لوگ بھی گورنے لگئے۔

میں تجھ رکھا۔ سنا تھا کہ شیعہ سخن بخون کو پر پر کردار بھی ڈالتے ہیں۔ اُنھوں نے کچھ اور دو تین
چھوڑ کر رکھا۔

گھر کے قریب بہارے مولوی صاحب مجدد سے واپس آتے ہے۔ میری پریشانی دیکھ کر
خیرت پر بچھے لگے۔ میں نے اکھڑے اکھڑے سالن سے واقعہ سنایا۔
دھنسنے اور سکھنے لگے۔ تم آئینہ جماںوں میں نہ چانا ورنہ پٹ جاؤ گے۔ جیسے تیطalon
یہ محس کرنا وال نہیں پڑھتے۔ شیعہ فقط اصلیہ سے اسی طرح گھبراۓ میں جس طرح شیطان
لا جوں سے گھرا آتا ہے۔

مولوی صاحب کی نصیحت تو یا دری مگر مطلب سمجھنے کی نوبت۔ مکان آنے جیسکے
پیش نظر لڑکہ پڑھنے ملا۔ ناظرین کو معلوم ہوا کہ شیعہ درود اللہ علی محمد و علی آنی
محمد سے آئے نہیں بڑھتا۔ لا اس کے کو مخصوص درود مخصوص مقاصد کے لئے پڑھتے
جائیں جن کی مختصر تفصیل نقل کرتا ہوں۔

شیعہ درود تشریف کے فضائل | "المعدنۃ الا نوار میر بنے رائے شخص"

اوہ شب سونے سے پہلے اتنی بار درود تشریف پڑھا کرنا تھا۔ ایک شب
میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت اب تشریف لائے ہیں ہور نور جمال
آنحضرت سے درود دیوارِ طہر کے روشن ہیں۔ عجس سے فرمایا کہ وہ منہ کیاں ہے
جس سے بھوپر صلوٰۃ بھیجنی ہے تاکہ میں اُسے چوہوں میں نے نہیں کیا
سامنے کر دیں رخسارہ سالنے کر دیا۔ حضرت نے میرے رخسارے کا
لہو سلیا۔ میں بسبب نریادتی خوشی سے بیدار ہوا۔ جو لوگ میرے ساتھ تھے
لب بیدار ہو گئے۔ وہ مکان بولے جو بیش آنحضرت سے معطر تھی کہ یہاں کے
دوخیرہ سے ملتو ہے۔ جن آٹھ دن تک وہ بُویرے چھوٹے سے آتی رہے۔

رَحْمَةُ زَادِ الْعَالَمِينَ حَصْرُ شَشِيمَ

ایسی روایت سے درود تشریف کام تھے بڑھا یا گیا ہے یہ گھٹا ।۔ صرف ذی شورہ
مسائون کی بھیجیں آمکتا ہے۔ مولوی بدایلوں ایسیں کوئی خرابی نہیں ہے نہیں کرتے
(۲) فرمایا جناب رسالت نے کہ یا اعلیٰ جو شخص صلوٰۃ بیکھوچ پر ہر روز
یا ہر شب تردا جب ہوتی ہے اُس پر شفاقت اگرچہ وہ اہل کیا نیت
(صلوٰۃ زاد العالَمِینَ)

واجب ہوتا ملاحظہ فرمائیے۔ یہ فرض تو بھی وجہ ہی کہتے ہیں۔ یعنی رسول پر درد فحیثیت
سے شفاقت لازم ہے جو قبیلے کے افراد کے لئے نہ ہے۔ خواہ وہ بینہ گن یا ان کی بھیرہ کا مرکب ہوا ہو۔ اور یہ غالب
سنی حدیث۔ یا فاطمہ۔ انقدی نفسك من النار۔ فانی لا أملك لكم من الله
شیئاً۔ کے رد میں ہے یعنی رسول تو فرماتے ہیں کہ اے فاطمہ دوزخ کی آگ سے خود کو بچاؤ
میں وہاں تھا یہست لے کچھ کام نہ آؤں کہا۔ یعنی اگر تم نے کہا کہ تو منہ بچھتی پڑے گی۔
میری بھتی ہونے کا بھی خیال نہ کیا ہے یہ کہ۔ اور یہاں یہ خوش اعتقادی ہے کہ رسول پر درد بر
پڑھنے سے گناہات کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ معاف ان کس طرح کراہی جائے گی۔ اس کی
تفہیم دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

(۲۳) حدیث اذْعُجَّ الموارف۔ فِيمَا يَا جَنَابَ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِيَامَتِ اِيَّكَ شَغَفَ كُوْمِيرِيْ اُمَّتِ مِنْ سَيِّدِ جَنَّمَ لَيْسَ بِجَنَّمَ لَيْسَ بِجَنَّمَ
طَلَّمُكَ كَارِهِ دَوْرَخِ بِرْلِكَرِ پِنْجِیْسَ سَعَ وَهَ طَلَّمُكَ سَعَ بِجَوْ وَالْمَحَاجَ استقْاءَةَ
كَرِيْسَ سَعَ كَكُوْنَ عَلَى دُنْيَا لَيْسَ كَيَا هَوْتَا لَوْقَادَهِ هَوْتَا، وَهَبَلَيْسَ كَهِيْسَ اُمَّتَ
مُحَمَّدَ سَعَوْ۔ آتِيْشِ جَبِيجِ لَيْتِ تَابِ بَهْشَارَ كَهْتا۔ اور یہ گمان بِجَنَّكُو اپْسِ پُرْدَوْ دَكَا
سَتَهْ تَهَا کَجَنَّكُو کَا ذَرْدَنَ کَسَّا تَجْمَعَ کَرِيْسَ کَهَا۔ طَلَّمُكَ کَسِّیْسَ سَعَ کَهْتَابَ
رسُولِ خَدا نَزَدِ دِیْکَ پُرْدَوْ دَکَارَ کَهِیْسَ ہِیْسَ اُنَّ سَهَ اسْتَفَاشَ کَرِيْسَ پُسَّ دَدِیْہَ اوَازَ
بَلَندِ بِجَهَتَ فَرِیادِ کَرِيْکَارَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ ہِیْسَ اسَ کَهِیْسَ نَزَدِ دِیْکَ آکِرِ کَبُوْ بَلَدَ۔
اِسَ کَوِنِیرَسَ پُرْدَوْ دَکَارَ کَهِیْسَ کَرِدَنَ کَرِدَنَ اِسَ ایک صَحِيفَ نُورِ رَکَابَهَ
حَسَابَ پُرْ رَکَدِیَا جَایِگَارَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ
کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ کَهِیْسَ
دَوْرَخِ مِنْ جَاتَا رَزَادِ الصَّاحِیْسِ حَتَّیْ جَلَدِ شَشمَ

بعنیٰ وَسْتَوَةَ پُرْهُوْ مُگَرِّسَ کے معنی نہیں کہ نہیں ہیں جو جھٹ کھڑے ہو جاؤ صلوٰۃ
شیخ زاد بانیں اور درگوئے ہیں اور یہ بروزین بذریت تی بیو لا جا گا ہے معاذ اللہ رسول اللہ پر
بہتان چھڈیکھنے کا ایک مشیر امتی پھنسا ہے جو کی زندگی میں کوئی نیا۔ کام نہیں سوائے
ایک صلوٰۃ کے سو اُسے دَوْرَخَ سے بچانے کے لئے رسول گاؤں کا حساب دوبارہ

کر داس تے ہیں میسیہ حضرت ملیٰ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر لوادیا کرتے تھے۔ اور اس بار جناب رسول نہ آنکھ سما کر دے سمجھنے نور رکھدی ہے ہیں۔ پلمہ جھگٹ جاتا ہے خدا کو اپنا فیصلہ بدناپیرا ہے بسحان اللہ ربِ جمیل انشد گیا مرتبہ ہے درود دشمن بیٹ کھل مگر درود کون سا۔ زندگی سُنئے اور دردایت کے ساتھ سُنئے۔

(۲۴) یہ نصت اشد بزرگی سے منقول ہے کہ ایک اکابر دین سے گیا کہ ایک عورت اپنے فرزند پر عاشق ہوئی۔ پس اس کو ایک دن شراب کھانے میں ملا کر دی۔ وہ لڑکا موت دہیوں ہو گیا۔ پس وہ عورت آئی اور اپنے فرزند سے مقاومت کی۔ پس عورت حالم ہو گئی۔ اور اس کے فرزند نے اسادم کئے کا گیا۔ اور روانہ ہوا۔ اس کے پیچے عورت کو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس نے اس کو ایک جگہ دال دی۔ ایک شخص اٹھا کر نے گیا۔ اور تربیت کی۔ بعد اس کے وہ لڑکا کہ سے دا پس آیا اس کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کو بہت رنج ہوا۔ ایک دن اس نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ مجھکو اپنی ماں کا نہایت رنج ہے۔ ایک رفیق نے کہا کہ فاحش ماں کے نے اس قدر رنج کیوں کرتا ہے۔ اس جوان نے کہا میری ماں پر افسوس نہ کر۔ اس نے کہا فلاں وقت تیرے سے ساختیری مارے یہ عمل کیا تھا۔ اس سے اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پس اس سے جوان نے قبر کو بھدا کہ اس کی لاش کو آگ میں جلا دیتے پھر قبری پوٹے عطا آئی۔ اور جب پھر سرکی طرف کا اٹھا یا۔ دیکھا کہ اس کی ماں ایک تخت پر بیٹھی ہے اس نے اس جان کو اپنی ماں سے پوچھا اس نے کہا چ ہے۔ اس نے کہا پھر یہ جاہوجلال دسلطنت کیسے حاصل ہوئی۔ اس نے کہا کہ یہ برکت صلوٰۃ خلد آل نبھ سے اور یہ سبب لعنت کرنے کے اوپر ان کے دشمنوں کے۔ میں ہر شب بخشنبہ اور ہر شنبہ بھرمیں بعد نماز کے ہزار مرتبی یہ کہا کرتی تھی۔ (زاد انصالین جلد شمشیر ختن)

اللهم صلی علیٰ محمد وآل محمد وبارک
لے سلہ محمد وآل محمد پر درود بخیج اور
علیٰ محمد وآل محمد کا فضل ما صائبۃ
برکت کر محمد وآل محمد پر کر وہ اس سے

بَارِكَتْ وَتَرَحِمَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ
آلِ إِبْرَاهِيمَ اذْكُرْ حَمِيدَ نَجِيدَ
وَلَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى أَعْدَاءِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
مِنَ الْأَوْلَيْنَ وَالآخِرَيْنَ -

کے پہلوں سے لیکر کچھوں تک جو شیئیں ہیں ۔

تو بھائی صاحب یہ تھا دہ در در شریعت جہان کو معلوم تھا جس کے بر تھی جو اس نے بیٹے کو کھانے میں ملا کر شراب پلائی اور اپنا کام بھاول لیا۔ مگر بیٹے کو پیر نے تھا کیونکہ وہ نک جانے والے قسم کا مسلمان تھا۔ وہ پیر در در شریعت کے فضائل معلوم ہوئے تو فر رأساً ماں کا دین قبول کر لیا۔ لیعنی شیعہ ہو گیا۔ اور قہہ ہیں کو دپڑا۔ ماں کہتی رہی بھیسا یہ مبارک تخت جنت کا ہے۔ یہاں پائی گئی قلت ہے۔ تو جا کر میری بیٹی سے مل۔ مگر بیٹے نے کہا۔ میں تیرے در جاتی ہیں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ استغفار اللہ ہکتے میں ذالک ۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ عید نذری اور نوروز کے جشنوں میں جو در دپڑے اور کرتیاں نوٹی جاتی ہیں اسی در در شریعت کا کفر نہ ہیں۔

شیعہ مذہب کی دوسری شاخ | ار دز ۱۵۔ ماه رمضان کے پورے بیتے
کے روز سے ہر مرد اور عورت پر مواجب
ہیں (شیعہ پھونکی نماز)

ان میں صرف دیر سے کھولنے اور ملید حجر گرنے کے ملاوہ کوئی خاص اختلاف نہیں۔ یہ غرض نہیں کہلاتے۔ واجب ہیں۔ البتہ روزہ جلد افطار کرنے والوں پر لعنت بھیجا جاتی ہے۔ چنانچہ مرا غائب کا مہمہ طیف ہے۔ مصنفوں میں چار بیٹے شاہ کو کھانا کھا رہے تھے کوئی صاحب آگئے اور پوچھا کیوں مرا زاء روزہ نہیں رکھا فرمایا۔ سُنْنَةُ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَرَبِّهِ وَعِبَادِهِ وَمُلَكِ الْأَرْضِ ہے۔

شیعہ مذہب کی تیسرا شاخ | رجح۔ حکم اس کا ہے کہ مرد پانچ ماقل اور آنے والے جمع ہوارد جو در دپڑے اور نہ ہو اور ایک آن کے

آنے مک وہ خرچ کفایت کرے اُس وقت وجب ہوتا ہے۔

رتحفہ المعام ص ۲۲)

یکن اگر یہ سوال اٹھ مقدور ہیں نہ ہوں تو زیرِ بحث ت آئے اطمینان دا میر المؤمنین کو پڑھے جائیے اور دیاں نہ جلسوں تو گھویجئے کر لیجئے۔ زمین پر انگل سے اماموں کے مقدماء ک کائنات نے بنائیے اور دعائے زیارت پڑھ لیجئے۔ شاید اسی بنا پر عضد الدولہ و مبلغ را فتنی نے ایک فرضی مقام پر مشہد علی تغیر کراڑ الاتھا۔

| ۱) زیارت جناب رسول خدا۔ امام جعفر صادق زیارت کے فضائل | علیہ السلام نے فرمایا کہ جو زیارت جناب رسول خدا کی کرے ایسا ہے کہ حق تعالیٰ کی زیارت ہوتی ہے اور وہی راست پھر پڑھتے۔ اس زیارت کو پڑھنے سے حق تعالیٰ کی زیارت ہوتی ہے اور وہی زیارت جس کے بارے میں خلف حسن صاحب نے فرمایا ہے کہ خوا دیکھنے میں نہیں آتا نہ دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے نہ آخرت میں دیکھا جاسکے گا۔ کیونکہ دیکھنے کے لئے جسم چاہیئے اور جسم خدا کو میر نہیں ورنہ وہ فانی ہو جائیگا۔ چنانچہ سُننا ہے کہ ولی خدا صاحب دن بھر جناب میں بیٹھے زائرین کو خدا کی طرف نہ زیارت دیتے رہتے ہیں۔

۲) زیارت جناب امیر علیہ السلام بسنۃ موافق روایت ہے کہ جو کوئی پیدا ہو پا جاوے تب زیارت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو حق تعالیٰ ہر قدم میں لوثاب درد پی و دو گزہ داسطھ اُس کے لکھا تبا۔ نہ کھائیں آتش جہنم وہ قدم کہ جو غبار آلوں میں زیارت کے جانے میں پیدا ہو نواہ سوار ر (ص ۲۲) رتحفہ المعام

اور کامقابلہ اپنے بھی سے کر لیجئے۔ دیاں صرف ایک بھی کاشتہ اور دو گھنی قبول ہو رہا نہ ہو۔ مگر یہاں بہ قدم یہ دو جھوک کا اور دو گزہ وہ کاشتہ بطور اغامہ کے شرطیہ ملنا ہے جیسے بت سنو یا تو کہہ پیٹ خریدنے پر ایک کھنڈ مرفت ملتا ہے۔

۳) زیارت جناب امام حسین علیہ السلام بسنۃ موافق روایت ہے کہ فرمایا زیارت کرنے والا رد پڑھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا چالیس برس آگئے سب لوگوں سے داخل ہہستہ ہو گا۔ اور لوگ سرفہن

میں مشغول ہو رہے گے حساب دیتے ہیں۔ اور قریباً کہ زیارت اُن حضرات کی
بواہر ہے دش می خود س عرب کے۔ (تحفۃ الحوام)

یہ بھی ابھی آپ تو صابری دے رہے ہوں گے وہ بھی محض دوزخ میں جانشیک
لئے اور پھر سے زد ارجمندی خاکر چینتوں پر قیصہ زماییں گے جس طرح جناب نقوی کے ہند
کشزی میں اگر ان سب نے ہندوؤں کے گھروں پر قیصہ کر لیا اور اپنے اپنے گھر لے لئے۔
اور یہ زیارت دس جوں کے برآ بر ہے۔ اس کے ساتھ بھی دس عرونوں کا لذاب ٹھانے
میں ملتا ہے۔

لاد زیارتلوں کی دعائیں طویل ہیں۔ یہ یہاں دلچسپی کرنے امام صاحب العصر
یعنی امام غائب یا شیعوں کے بارہ ہوی امام کی دعائے زیارت نقش کرتے ہیں جسے ناچار پڑھنے
والے شیعہ حضرات بعد نمار کے پڑھا کرتے ہیں۔ اسے شیعہ بچوں کی نماز مولفہ فیاض ملی سے
نقش کیا جاتا ہے جو بخوبی ہیں (حت ۲)

دیگر زیارتلوں کے بعد قبلہ رخ ہو کر زیارت جناب صاحب العصر و انزان
عمل اصلہ فرجہ اس طرح پڑھے۔

اے دُنیا زمانے کے مانک سلام علیک
اے ائمہ میان کے خلیفہ سلام علیک
اے جو مادر انس کے امام سلام علیک
اے شیعوں کا قوان لاد پیغمبر خیر الکرام علیک
اے سی نذریب کو ختم کرنے والے سلام علیک
اعداؤں کے خلیم اور شکنخی کو دفع کرنے والے سلام علیک
اشد آپ کو جلدی نکالے۔

اور آپ کا لکن آسان نہ رہیجے۔
سلامتی ہو آپس کے اور ایسا اور اللہ کی جیتن
اور برکتیں بھی جوں۔

(عربی داں حضرات اس ترجیہ سے چوان پیانہ ہوں گیو کہ یہ ترجمہ آف اسنٹ مزرا کی
زبان ہیں ہر اپنے اور نسخہ المبلغہ کی طرح یہ عبارت بھی معمولی نہیں ہے۔

السلام علیک یا صاحب العصر و انزان

السلام علیک یا خلیفہ الرحمٰن

السلام علیک یا امام الانس و الجان

السلام علیک یا شریفہ لیک القرآن

السلام علیک یا قاتع الکفر و الظفیان

السلام علیک یا واقع الشکم و العدوان

عمل اللہ فرجت

و سهل اللہ فرجت

السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ

لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ سارا تذہب مرفت سے طبع خواستہ کا حق ہے فریب شیعہ
جوں کا تذہب اگر سمجھے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

کھر بیٹھے نج کی مرتبیں | ۱۱) احادیث از عدۃ الداعی فرمایا آئندہ السلام
فے کہ زیارتِ ملک اکی صاف دیکھنا ملک اکا ہجرت پر ترہے
نزدیک خدا کے ستر طوافت کیجھ سے اور بہتر ہے شرق و غرب ایکو لوٹے
بلندگر تابے جی تعالیٰ واسطے اُس کے متعدد ریحے اور نازن کرتا ہے اس پر
روعت کو اور گواہی دیجئے ہمیں فرمائے کہ بہت واجب ہوا۔

(ص ۲۳) زاد الصلاحین (حصہ دل)

اپنی پہلی فرمت میں کسی سیاہ جبا۔ سیاہ لوبی اور سیاہ جوتے والے
مولوی کو دھونڈ کر اس کا چڑہ بیغز دے اور سے ہوئے خور سے دیکھے اور شر جوں کا
تذہب لیکر گھرا آئیے۔ بال بچوں کو دیکھتے بزرگوں کو بچتے اور بچی چاہئے تو مختل میں بتوادیکھے
ہمارے ایسے بد نصیب ناصیبی تو شاید کیا تھا جو خریدنیکوں میں تیار ہو جائیں۔

(۲) مفضل بن عفر کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت امام حسن
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ میں دلخیف ملاحظہ
فرما کر فرمایا اے مفضل درنجتِ مولیین و مولویات کی سیرگاہ ہے۔
بے شمار دردوں کا ملاج ہے۔ اس پر نظر کرنے سے درد کو سکون
ہوتا ہے۔ اور متین بار اس پر نظر کی جائے جو دلخیف کا تذہب ملتا ہے۔
علم حج و عمرہ کا نہیں بلکہ پیغمبر و مصلحاء کے حج و عمرے۔ یہ خدا
کی ہر رانی ہے کہ اے ستاگر رکھا ہے حودہ نہ۔ اس قابل ہے کہ
بیتِ گران بکے۔ (تحفۃ العوام ص ۴۵)

پہلا نسخہ گوستہ کا تھا مگر اس میں تلاش کے ملاوہ غلطی کا بھی اختلال تھا۔
کہیں کوئی خالق مولوی اُسی ہیئت کذا فی سے مغل آیا یا آپ اصلی مولوی کی صورت
دیکھ کر ڈر گئے تو یہ نہ کہ دینے بھی پڑ سکتے ہیں لیکن مناب بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے دعا
نسیڑا فی کچھی یہی خط اور تیر بہر نہ ہے۔ لیکن تکمیلہ درنجت کا فرد کو مولوی کی عذری
کی اگلو تھی میں نصب کر دیجئے۔ جب حج کا ذہب در کار ہوا در فہ بھلہ بیغز دن کے

ساختہ دالیج کا اعلیٰ اعلیٰ اور گفتہ دیکھ لی۔ سفادت کا مہرڈ آجائے تو دوست احباب کو دکھائے تھے دلوں کو دکھاتی ہے اور جس کا لذاب اتنا عام کر دیجئے کہ پھر اُدھر جانے کا کوئی نام ہی نہ ہے۔ تا انکے جناب صاحب الحصر ٹھپور فرمائیں اور خانہ لکھیہ کو مسمیہ اور کر دیں۔
ماشا و اند سمجھان اللہ۔

دیگر وسائل حج | الزار فعایتی میں ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام فراتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا ہمارے پاس تغیریت ہے۔ فاطمہ دیگر چرخاے کھانا پکھانے میں مصروف تھیں۔ اور یہ سور کی دال صاف کر رہا تھا۔

فرمایا اسے ابو الحسن سنتو میرے کلام کو اور میں نہیں کہتا مگر چکم خدا کہ نہیں ہے کوئی سرد جو اعانت کرتا ہے اپنی زندگی کی گھر میں مگر ہر عدد بہرہاں کے جو اُس کے بدن پر ہے لذاب ملتا ہے۔ اور لذاب بھی ایک سال کی عبادت کا جس میں دن کے روزے شب کی نذر ہیں ہیں۔ اے علی! جو خدمت اہل و عیال میں تکلیف کرے تو خدا اُس کے نام کو دیوانِ شہد میں لکھ لے گا۔ اے علی! ایک ساعت خدمت عیال اندر مکان کے بہتر ہے ہزار سال کی عبادت سے۔ ہزار حج سے اور ہزار عمر سے اور بہتر ہے ہزار بندے آزاد کرنے سے اور ہزار جہاد سے اور ہزار عبارت سے اور ہزار نمازِ محبت اور ہزار دعائیت جائزہ سے اور بہتر ہے اُس کے لئے قریت دلخیں ہر بلوں در قرآن پڑھنے سے۔

اے علی! نہیں خدمت کرتا عیال کی مگر صدیق یا شہید یا وکیف حس سے خدا ارادہ کرتا ہے۔ بہتری ذیا و آخرت کا۔ (افتتاح الرسم ۶۷)

ذرا اس حدیث کے فوائد کا اندازہ فرمائیے۔ ایک گھنٹہ خدمت نہ جرم ہے اور حج ہزار عمرے ہزار جہاد۔ ہزار عبادت۔ ہزار شماز جمع کا لذاب مل جانا ہے۔ اور قرآن دلخیں جیسی کتابوں میں وقت صرف کرنے سے بد رجہا بہتر ہے۔ اسکے جناب امیر نے فرمایا کہ اپنے نہ سب کو چھاؤ۔ سب کو معلوم نہ ہونے دینا۔ درجہ دلخیں

بھی یہ آسان نہ تو جان جائیں گے تو جس مصیبت میں ان کو بچت کر رکھا گیا ہے۔ مثلاً پانچ وقت کی نماز تیس دن کے رد نے۔ اور اپنی محنت کی کمائی سے زکوٰۃ دینا بند کر کے تمہاری طرح سے آدم کرنے لگ جائیں گے۔ یہی کی خدمت کر لی اور جنت کے مقدار ہو گئے تو پھر تمہارے مومن اور ان کے مسلمان پڑنے میں فرق کیا رہ جائے گا۔

مبارکہ اہماسے ڈا صبی بھائی سبھوں کے چکر کاٹتے اور جو غیرہ کے لئے قدر اندازیوں کے پھر میں پڑنے سے باز نہ آ جائیں۔ اور اس غلط فہمی میں نہ بتدا ہو جائیں کہ ان کا نام بھی دریوان شہد ایسی لکھا جا سکتا ہے اور رسید الشہدا نہیں تو شہید شہادت کا حشر ضیب ہو سکتا ہے (جن کو تابو سے نیان لکھ کر مارا گیا تھا) یہ فائدے صرف شیعہ تبرایوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ہمارے ایک نامبھی کرم فرمائیتے ہیں کہری حدیث اور اس کے فضائل صرف رسول اللہ کی چوتھی بیٹی فاطمہ کی خدمت سے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ درست حضرت علیؑ حسن و رسول نے وصیت کی تھی کہ جب سب دنیا کیستے تلگیں تم آخرت کی تکر کر تا اپنی دیگر ازواج کی خدمت پھوڑ کر دربار خلافت کی حاضری میں کیوں اپنا وقت صاف کرئے۔

شیعہ مذہب کی چوتھی شاخ | تلاش ہیں سالہاں میں گزر جائیں
زکوٰۃ:- یہ صرف شیعوں کو دی جاتا چاہیے۔ اگرچہ

(تحفہ العوام ص ۴۵)

غالباً یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے لوگ بھیک مانگتے نہیں پھرتے اور یہ واقعی بری اچھی تعلیم ہے کاش مسلمانوں میں بھی یہ جذبہ ہوتا اور وہ اپنے محتاجوں کو درست پھرتے اور بھیک مانگتے نہ دیکھ سکتے۔

شیعہ مذہب کی پانچویں شاخ | جہاد:- اس زمانے میں نہیں ہے کیونکہ امام زمانہ حکم خلافتی میں ہے۔ اور شرط یہاں کہ یہ ہے کہ امام کے ہمراہ یا امام کے حکم سے کا زدن سے جہاد کرے درست جائز ہے۔
(تحفہ العوام مقبول ص ۳۲)

اماموں کے حکم سے ہمارے شیعہ بھایوں نے جو جہاد کئے ان کا ذکر بھلا باب المحت میں آپ دیکھو پکھے۔ مولا علی کے ساتھ صفين میں متربک ہوئے اور بیقادت کر پئے۔ حضرت حسن کے ساتھ سا بات میں یہاں بزار کی تعداد بس بحیث ہوئے۔ پھر ان کی چنانچہ تجھیکو

نہیں اوندھا دیا۔ بجا گئے لگے تو مانگ کاٹ دیا۔ ان کو عارالمیں مذکول نہیں کے خلاف یہے۔ ان کی اولاد کو ایامت سے خرد مکر دیا اور ان کا نام لینا بھی باعثت عار قرار دیا۔ موصوف حسین کو خط لکھ کر کوڈ بلکیا۔ وہاں ستر آدمیوں کو ستر ہزار سے بھر کر تماشہ بخا اور دنیا کو رکھلا یا۔ اب بچارے امام غائب کو دھونڈ رہے ہیں اور بیمار ہے ہیں خود اپنی جان کے خوف سنبھارہ سو سال سے پچھے پھر رہے ہیں۔ اللہ جانتے کا کس حشر کرنے والے ہیں۔ ارادے تو بے شک خطرناک ہیں۔

مگر یہ مسئلہ ہر سلم حکومت اور عام مسلمانوں کے سوچنے کا ضرور ہے کہ اگر پاکستان اپنی دیقت پر اور جادو کی ضرورت ہوئی تو ہمارے ان بھائیوں کا موقف کیا ہوگا۔ وہ حکم کی موجودگی میں وہ کوئی مالی جسمانی یا اخلاقی بعد رہی کر سکیں گے یا نہیں۔ اور نہ بے تو کیا صورت ہوگی انکے کیا آبادی کی جاسکتی ہے۔

دنیہب کی چھپی شاخ مال میں خمس کی شرطیں پائی جائیں۔ اُس کا پانچوں تک خمس خاص سعادات بھی پاؤشم کو دریبا وجہ ہے۔

بھیشا، خمس حب ذبل ہیں۔ مال فیضت بھی لوٹ کمال جو کفار سے یا اُن مسلمانوں سے ہاتھ آئے جن مسلمانوں نے امام علیہ السلام یا شیعین اتنا عشری پر خود حکیم کیا ہو (تحفۃ النوام ص ۲۶۷)

یعنی سینوں کمال لوٹ لینا اور اُس کا پانچواں حصہ سعادات بنواؤشم کو دینا بہت۔ چنانچہ اسکندر ہزار کے زمانے میں بڑے بڑے مرثیہ گوشائعدوں اور دیگر بزرگوں کی ایکم کے تحت ہندوستان سے بلا کر آباد کیا گیا تھا۔ یہاں دلچسپی کے لئے اس افراد بیو جواب نقل کرنا بے محل نہ ہو گا۔ (خمس افہم ص ۲۶۸)

یہ سنت الٰہی تقدیم سے جاری ہے۔ دیکھ تو ریت میں لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ اتنے بھی اسرائیل کو حکم دیا کہ اب فرعون تم کو جانے دیگا ہر ایک تم میں سے اپنے پرودسی قطبی سہال اسیا۔ سواری، زیورات۔ پوشش کے بہانے سے عارستا مانگ لے یہیں ان کا دل طالع کر دیگا اور وہ تم کو دے دیں۔ اگر تم وہ مال لیکر جیلینا تو پھر شیعہ ہی ایسا کریں تو متابعت حکم الٰہی ہے۔

یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ مجتہد صاحبان قرآن اور حدیث پر تو ایمان نہیں رکھتے
مگر توریت دانچیل کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوئے ڈھونڈتے ہیں۔ یعنی حال اماموں
کے احکام کا ہے اور یہی جناب امیر کی بھی خصوصیت بتائی گئی ہے لیکن یہودی کو تو راست
سے اور نصاریٰ کو انچیل سے فائل کرتے تھے اور قرآن کے بارے میں کہتے تھے۔ ہم خود
قرآن ناطق ہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ نہ مجب عبدالعزیز بن مسحہ کا تیار کردہ ہے
جو یہودی تھا۔ اسی لئے یہودیت اس پر آج تک غالب ہے۔ درستہ قرآن نے یہودیوں کو
اس فعل کی صریعہ مذمت فرمائی ہے۔ **آل عمران ۵۷**

شیعہ نہ مجب کی ساتوں شاخ اور بالمعروف: یعنی حتی الامکان لوگوں
کو اچھی باتوں کا حکم دینا اور احکام خدا
جس قدر معلوم ہوں تعلیم کرنا۔ اور پند و نصیحت کرنا (تحفۃ العوام ص ۲۲)
إنَّ الْحُكْمَ كُوپِلے اما مون سے سُخنے۔ مشیعہ سنی میں آپس میں شادی بیاہ کے
بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) وسائل الشیعہ میں درج ہے۔ فضیل تھے پوچھا امام یا قمر
علیٰ اسلام سے کہ ناصیبی سے نکاح جو سکتا ہے۔ فرمایا وانہ نہیں علاں
ہے فیض کہتے ہیں کہ دوبارہ میں نے پوچھا کہ میری جان فدا ہو آپ
کیا فرماتے ہیں اُن سے نکاح میں۔ فرمایا کہ نکاح یہودیہ و نصرانیہ کا
محروم تر ہے میرے زویک نکاح ناصیبہ سے (اصلاح الرسوم ص ۹۸)

(۲) فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے
پوچھا کہ زین مرمت کا نکاح ناصب سے کر دیں فرمایا نہیں اس سلسلہ کے
ناصب کافر ہے اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام کے گریخانہ کو نکلنے کر د
شکاں میں اور نہ دل رکھی اکنہیں پسی عورت اخذ کرنی ہے ادب
کو اپنے شوہر کے۔ اور دوہ قہر کرتا ہے

(اصلاح الرسوم ص ۹۸)

ہم نے اڈیپرینٹ کراچی کا عطا کر دہ نسبت ناصیبی لپیے اور عالم مسلمان
کے لئے بار بار استغماں کیا ہے۔ ناظرین کو نہایاً اشتباہ ہو گا کہ یہ آخر ہے کیا پیغمبر

بے بعض بوج آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں اور بعض اُس کا برا نہیں مانتے
ہم نے اسی لئے اسے اب تک معرض التوا میں رکھا تھا اب مجتبی صاحب سے بزبان آمد
اٹھا رہ سخت جخنوں نے تا صب کو کافر بتایا ہے اور شیعوں کو ان کی لڑکی لیلے اور ان
کو دینے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بخس ہوتے ہیں۔

ناصی دہ ہے جو غیر امیر المؤمنین کو اُس جناب پر
ناصی کی شیعہ تعریف فضیلت دے اور وہ مہے جو جمعت و طاقوت یعنی
صنی قزلحق کو امام و پیشو اجا نے (یہ خلفاء محدثات کی تعریف ہے جن کو
خلیفہ مانتے والے ناصی ہیں) اور وہ ہے جو شیعان الہ بیت سے نسب
معادوت کرے یو جہ اس کے کردار اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں (جیسا کہ اسی
محبت سے جس کی تفہیل آپ پر حدر ہے ہیں) اسی وجہ سے بعض علمائیں
کی نجاست کے قابل ہیں (اصلاح ابروس مصحت ۹۹)

یہاں کل مخالفین سے مراد سب سی ہیں جن ہیں ملا احباب بدایلوی اور بعضی نبی شاہی شامل
ہیں یعنی عیاسی صاحب اور مستشرقین کی بے لاگ تھیں کو اعتبار کا درجہ دیتے رہے تھے مسیح الدلّہ
رضا صہی کپت سے بھی ان کی نجاست کم نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ آپ کی فقہیں کتابوں اور مردار
کس ہیں انسان بغیر نہیں ہوتے۔

ایک درس سے مجتبی صاحب اس سے زیادہ وضاحت فرماتے ہیں :-
اصلی نام فرمد مخالفین کا نام ہی ہے۔ دو اعتبار پر اول یہ کہ تا صب عدا و
اہل بیت ہیں۔ درس سے ناصیب خلیفہ بد ناحی۔ اور فرقہ نواصیب جن کا
نقب اہل سنت و اجماعت ہے اس طرح مختلف ہے۔

اول قاسطینیں یعنی ابوسفیان۔ یزید۔ حدود و معادی کو

فضیلت دیتے والے۔
دوم تاکشین طلحہ و زبیر و حضرت عائشہ کاگر وہ جو علی سے رہا۔
سوم۔ ماقین۔ اسیں جو بیس فرقے ہیں جن میں بیس تعدادی ہیں اور
چار جدید فرقے دم بیولکے مشیم انہی کو خوات کہتے ہیں۔ لور تینوں
نام نواصیب ایسیوں میں ہوتے فرقوں پر حادی ہیں جن میں قصیلہ۔ معزے

ب شرک ہیں کیونکہ ستمانیں شقیلیں ہیں۔ پس کا درجہ اور ترتیباً
اپنے پر لازم ہے۔ (شمیں اپنی بجاوں اخبار الہدی ص ۱)

غالباً اس سے پر ٹھہرے والے کو اپنا اپنا مقام خود معلوم ہو گیا ہو گا۔ مجتبیہ
صاحب نے تفصیلیوں کو بھی نہیں بھجوڑا۔ جو کہتے ہیں کہ علی دیکھ حلقہ تھے بہتر تھے۔ یہ مسلک
بدایوں نے نظام حیدر آباد کو بتلا یا تھوا۔ مگر انہوں نے اس سے بھی سر خردی نہیں بھوئی۔ بخش نجیں بھی
رہا۔ بلکہ بخش تر ہو گیا کہ نہ اپنے بی پوچھیں اور نہ غیر مذکاریں۔ ازیں سولنڈہ وزاری سوداری

سُنْنَى جَنَازَةَ كَيْ شَرِكَتْ از نی ای جزا یہ صادر ق لے کر چل آگے جنازہ مومن۔

کے اور نہ چل آگے جنازہ مخالف کے پس آگے
جنازہ مومن کے ملائکہ جلدی کرتے ہیں اُس کو جنت کے لیجاتے ہیں۔ اور آگے

جنازہ مخالف کے ملائکہ جلدی کرتے ہیں اُس کو جہنم لے جانے ہیں۔ اور

دوسری حدیث میں فرمایا کہ نہ چل آگے جنازہ مخالف کے کرملائکہ نذاب
التواء عذاب سے اس کے آگے رہتے ہیں (اصلاح الرسم ص ۲۶۰)

غالباً یہاں مخالف نہ اس بی ضمیر کو ناطق من پہچان گئے ہوں گے۔ اور اپنا
مقام سبائی مذہب میں بھی کچھ ہوئے ہوں گے۔ اماں نے تدبیت اور زندگی میں مخالفوں کے
ساتھ سلوک کر لیا دیا ہے۔ اب بھی بدایوں نقاش کے ملاؤں کے دروغ نے سے اتحاد کی ایسا
لگائے رکھتے والے کے لئے کیا کہا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ آکا یہ قول
ستادوں جو اسی قوم کے لئے بازیں ہوں گے۔

"لے ایکان دالو! تم ان کے ساتھ میں جوں مت ٹھہراو۔ وہ تھارے
ساتھ فنا کرنے میں کوئی دیقۂ احناز رکھیں گے۔ وہ تھارے تیاری کی قضا
رکھتے ہیں۔ واقعی عقیض ان کے چہروں سے ظاہر ہو۔ اپنے اپنے ایسا
کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے۔ ہم علماء تھارے سامنے ظاہر
کر کچھ اگر تم عقل رکھتے ہو۔ مگر تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو
جو تم سے اصلًا محبت نہیں رکھتے تم تمام کتابوں پر ایکان رکھتے ہو
اور وہ تھارے قرآن کے منکر ہیں۔ جیسی یہ لوگ تم سے ملتے ہیں کہتے
ہیں ہم موجود ہیں اور حب الگ ہوتے ہیں تو ماڑے غصتے کے اپنی انگلیاں

کاٹ کاٹ کھلتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم مریبہ اپنے نعمتیں۔ بے شک
اللہ تعالیٰ ادلوں کی بیات جاننے والا ہے۔ (آل عمران ۲۹)

ہم نے وہ مشہور احکامِ حمد اُخذت کر دیتے ہیں جن میں کسی کو غفران کا ریاست کی
شیبہ بنا کر بے حرمتی کی جاتی ہے۔ یا کسی شخصی کی کو پکڑ کر حضرت عائشہؓ کے نام سے ایندا
پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح شہادتِ علیہ السلام کے دن جتنے منانا اور سینیوں کو بخوبی مکھلاتا
پڑتا دینیہ لکھا ہوا ہے۔ وہ کتابیں آج کل قابل قبول نہیں رہیں رہیں ان کی صداقت سے
احکام رکیا جانے لگا ہے۔ گیونکہ وہ مردہ مجتہدوں کی کتابیں شمار ہوتے

شیعہ مذہب کی احکومی شاخ | ہبی عن المشرکین جہاں تک ہو سکے
لوگوں کو بری با تول سے منع کرے اور
مذاہب خدا سے درستے۔ (تحفۃ العوام ص ۲۲)

بدعت دینِ اسلام میں بدترین معما ہی ہے لدر ایسا زیشیع
بدعت سے روکنا | اسی طرح ہو اسے کہ شیعہ حب ارشاد آئمہ علیہم السلام
کے عمل کرتے ہیں اور سینیوں نے اپنا یادِ عنا بعت سے ان حضرات کے
اتھاںیا ہے۔ اپنی عقلہائے تجھ سے دین میں بدعت کرتے ہیں اور اس پر
عمل کرتے ہیں۔ اور ہمارے آئمہ علیہ السلام اس کی نعمت کرتے ہیں۔
جلیلی علیہ الرحمۃ نے حدیثِ مبعث میں پا اور بلند تکبیر و تہلیل کرنے
کے طریقے جو صوفیوں نے ایجاد کئے ہیں اور شارع سے وارد نہیں ہیں
اس کو اچھا بھکر عبادت کرنا بدعت فرمایا ہے (اصلاح الرسم ص ۳۴)

دیکھئے اس ندیہ میں بھی بدعت کی تبریزی مذہب کی گئی ہے لیکن پر آواز میں
اللہ اکبر کہتا اور لا الہ الا اللہ کی تکرار کرتا بدعت ہے۔ اللہ اکبر کی جگہ جس سے
ہمارے سیاہی پھائیوں کے دل لرز جاتے ہیں یا علی کہا کرو۔ جو شہادتِ زم پیچے میں
بولنا جاسکتا ہے اور ساغت پر بار نہیں گزرتا۔ اسی طرح کلمہ لا الہ الا اللہ کی تکرار کے بعد
کیا خامدہ۔ کسی کو پڑھا ہی ہو تو دل میں پڑتے لیکن اگر اس کے بعد "علی" ولی اللہ وصی
الرسول ﷺ کے ہے تو کتنا بچلا معلوم ہو۔ اس سے سُنت بنودی بھی ادا ہو جاتی ہے۔ خدا
بھی خوش ہوتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر قائد یہ ہے کہ جاپ مشکل کتنا خوش ہو جاتے

ہیں جو آپ کے کام بنا سکتے ہیں۔ اسی نے فلسفی علیٰ سا علیہ نے تجیر و تبلیغ کو بدعت کہا ہے

دوسری چند بعثتیں ۱۱) کاس الازوار جلد سیفر دھم میں ابوہاشم

جعفری سے منقول ہے کہ میں ایک روز جناب امام حسن عسکریؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ فرمایا اُس جناب نے کہ جب قائم علیٰ السلام ظہور غریب میں سے تو حکم دیں گے مینار بلند مساجد کے گرد ایک کپوٹ کو
وہ جوہ یہ ہے اور یہ بدعت بنائی گئی ہیں، جسیں بنائی کیا ان کو کسی بخانے
ادرست کسی جگت مرا فتنے۔ (اصلاح الرسم ص ۳۲۳)

۲) فرمایا امام محمد باقر نے کہ پہلے جس امر میں قائم ابتدا کریں گے وہ
سقوت مسجد ہیں پس توڑیں گے ان کو اور حکم کریں گے عویش بنایکا
مثل عویش مولیٰ کے۔ اور عویش پھر ہے درفت خرا کے پستانے
والی رائیوں کا (اصلاح الرسم)

۳) اور دوسرا حدیث ہے فرمایا امام محمد باقر نے کہ جب قائم علیٰ السلام
ظاہر ہوں گے۔ تو نہ باتی رہے گی کوئی مسجد جسیں کنگره ہو گا۔
مگر وہ جناب اس کو گرا دیں گے۔ (اصلاح الرسم ص ۳۲۵)

یعنی جناب قائم کو رحمت دیتے کے لئے وہ بُری بُری مساجد بنالجہ ہیں اور
آن میں اونچے اونچے مینار بناتے ہیں حالانکہ یہ سب بدعت ہیں امام جعفری جدائی
تو پہلے سب اونچے مینار توڑیں گے۔ پھر مسجدوں کی چھیتیں توڑ دیں گے۔ اور کہیں گے
کہ ان پر پھر تاریخ موسیٰ نے دلالات تھا ذکر چیز رسول پاٹھ لئے مجھ نبودی ہیں ڈلوایا۔
یکن جن مسجدوں میں مینار اونچے ہوں گے بلکہ گہنہ ناقبہ ہوں گے انہیں بالآخر کھلائیجیا
چنانچہ اب جب گز بڑا ہو تو دیکھئے سماں کا کرشیمہ مسجدوں کے مینار بلند نہیں ہوئے بلکہ

کہد بنائے جاتے ہیں سب سے بھی اس سے پہلے یہ مابہ الامتیاز فرق معلوم ہے تھا

شیعہ مذہب کی لوئیں شاخ | وَلَا :- یعنی اہل بیت ظہریں علیہما السلام
اور ان کے دوستوں عہد دوستی رکھنا

(عفۃ العوام ص ۳۴)

اس لوٹا کا حکم افتاد تعلیم فرمائی دیا ہے۔ رسول نے بھی دیا ہے اور اماموں نے

بھی اس کی بڑی اہمیت بتائی ہے حتیٰ کہ اس کے جواز میں کہا گا "کَلَّا إِلَهٌ إِلا اللَّهُ" بھی میش کیا جاتا ہے جو نصت تبرا اور نصت تو لا کا کام دینا ہے۔ ہم اس کا ذکر امام حسوم حضرت حسین سکھت کر بچکے ہیں، یہاں اللہ میان کا حکم یہ ہے جو آپ کے قرآن میں نہیں البتہ اس قرآن میں تھا جو حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا پھر تھفت کر دیا۔ اصل ہمارتے ویکھنا ہو تو خوب رخایق قائم آل محمد کا انتظار فرمائیے البتہ تو چھڑا ہے تو وہ یہاں پیش ہے۔

جو شخص جانتا ہو کہ میں قدیمے واحد ہوں۔ اور محمد میرابندہ

ہے اور رسول ہے اور علیؓ پیر اعلیٰ پیر اعلیٰ ہے اور آئندہ اس کی اولاد میں سے مجتہد یہی اس تمام مخلوقات پر ہے اس کو یہ بہشت میں داخل کر دیں کا۔ اور جو شخص میری توحید کا اقرار کرے یا تو توحید کا اقرار کرے مگر علیؓ کے خیلے ہوئے کی شہادت نہ ہے یا المانوں کی شہادت نہ دیوے پس تحقیق اُس نے میری نعمتوں کا انعام کیا اور میری عظمت کو حقیر جانا اور صیریجاانا اور میری آیتوں اور کتابوں سے انعام کیا اور کفر افتخیار کیا۔

(مناقب مرتفعی ص ۲۷ بجوالفردوس اخبار دلیلی جلد دوم ص ۳۶۳)

دیکھئے تو اس بیان کے بھی بتوار ہے ہیں کہ اللہ کا کلام ہے اور اگر نہ مانئے تو اللہ کے بیٹے کا ہو گا اور اللہ کے بیٹے کا نہیں تو موجود فرض جناب عبد اللہ بن سبیا کا ضرورت پڑے گا ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے لیکا کہ آپ ہے کتابوں سے انعام کیا اور کفر کیا ہے۔

اور دیکھئا یہ ہے کہ اللہ میان کے اس حکم کی تعمیل ہوئی یا نہیں داموں کے صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دن تعمیل ہوئی کیونکہ لوگ بھول گئے۔ اس کی تفصیل سنتے جلد ستم بخار الالواہ میں اس سے مروی ہے کہ بعد جنگ خبر کے لوگ اپنے زندگی کو اپنے شانے پر لیکر گزر گئے امیر المؤمنین پر کھڑے ہوئے تھے اور جب حضرت کو دیکھتے تو انگلی سے اشارہ کرتے تھے کہ اے فرزند اس شخص کو دوست رکھتا ہے ہیں اگر وہ ہاں کہتا آتا تو اس کو فرزندی میں قبول کر لیتے اور نہیں کہتا تھا تو اس کو زمین پر بھیک دیتے تھے کہ اپنی ان سیجا کاریں (راہیج الرسم ص ۱۷۷)

گویا اس طرح پچھے کے حرای ہونے کا پتہ چل جاتا تھا اور باپ اس کی پروردش کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا تھا۔ بھاری خیال ہے انھوں نے مصريوں سے یہ ترکیب سیکھی ہو گی جو یہ اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر کے ان کی نسختم کرنا یا جانتے تھے اور یہاں یہ خوبی تھی کہ وہ کام خود باپ سے کر رہا تھے جو حکومت کو گزنا پرستا ہیں لیکن ہے کہ ان کے زیر ک وچا لاک بزرگ بھانپتے گئے جب ہی حکومت عذرخواہ کر دی لعنتی امتحان کی رسم فتح کو دی۔ اور دلہ لازم دھراجی پھوٹ کو بالغین میں کوئی حرج نہ پایا۔ یہ غالباً منفہ کی سہولت حاصل ہونے کے بعد گھوسی ہوا۔ جب پچھے گلی گلی پھر نے لگے اور عورتوں نے سرمنڈھا مشروع کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آقا صاحب نے رسول نور ابی بیت رسول پر خلقاء اور ان کے ماننے والوں کے مظلوم پر تقریباً دو ہزار صفحیہ کیے ہیں۔ اور یہ سارے مواد نہایت مستند اور با ولائقہ شیعہ کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔ وہ تیرہ سو سال سے فضلاً کوہہ کی طرح پچھا پچھا کر رکھا گیا تھا۔ جہاں کسی نے اس کو کمزیدن کی کوشش کی عنقوقت پھیلی اور شور مجاہد کرو، پسند کرو۔ اس نے کبھی منظر عام پر نہ آسکا اگر آغا صاحب نے بڑی جارت سے اسے دفعہ الیں بیچ کر پیش کر دیا ہے۔ البتہ ادپر لگے ہوئے لیل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تبرکات صرف تو لا سیاں اہل بیت کے لئے مخصوص ہیں لیکن ہم نے اس میں سے ایک سمجھی بھر لیا اجازت نکال لیا ہے۔ آئیے دیکھئے یہ کیا کیا ہضم کر جاتے ہیں۔ آپ سے برداشت نہ ہوتا تھوک دیکھئے گا کہتے ہیں کہ:-

جب حالات یہاں تک پہنچے اور زمانہ رحلتِ رسول نزدیک آگیا تو آنحضرت نے سوچا کہ اس مقابل جماعت کے بڑے بڑے اراکین میری رحلت کے وقت مدینہ سے دور ہوں گے اور بوجہ دوری کے اپنے مغربیوں کو علی میں نہ لاسکیں گے۔ تو محنہ ہے کہ علی کی حکومت دخلافت قائم ہو جائے اور اس طرح امت کو صراط مستقیم پر حلپا نے والا ہادی بغیر کا دل جل جائے لہذا جس دن مرض الموت مشروع ہونے والا تھا اس سے ایکا دن پہلے آپ نے جیش

اُسامہ مرتب فرمایا۔ اول اس میں تمام صحابہ کو یہ استثناء حضرت علی دینو شام شامل ہوتے تھے لیکن دیبا۔ دعا یہ تھا کہ جب آپ رحلت فرمائیں اور خلافت کے قیام کا وقت آئے تو وہ لوگ جو حضرت علی کے خلاف تھے اور خود مستبد حکومت کی خواہش رکھتے تھے مدینہ میں موجود نہ ہوں۔ لیکن (افسوس) اوہ تو پہنچے ہی سے اس وقت کی امید نکالنے سے یہ تھے۔ وہ کیونکر مدینہ پر چکڑ سکتے تھے۔ آنحضرت کی بار بار کی تاکید اور اصرار کے باوجود نہ گئے۔

(ص ۱۹۹ بлаг المبعین حقہ اول)

یعنی رسول اللہ کی (تفویذ بالله) آخری تدبیری حضرت علی کے لئے راستہ ہموار کرنے کی فیل کرادی۔ کس قدر دل گرفتہ اور مایوس ہو کر اس دنیا ستر خست ہونے ہوں گے (تفویذ بالله) آغا صاحب کو یہ سب بلائقیہ توں اے ایں بیت میں بخناپڑا ہے ناصبیوں کے لئے جابر نہیں کرتا۔ میں کسی طرح کی تو بین رسالت یا بائیک بتوت محسوس کریں۔

سابق ششنج ہونے کی وجہ سے آقا صاحب جو بات کھتی میں گھاپھرا کردا ہے طریقہ کر دیتے ہیں اس لئے ہم زیادہ مٹونے پیش نہیں کر سکتے۔ البتہ ایک لگکھا ان مظلوم کا لگکھے کا بڑا بھی چاہتا ہے جو رسول کی رحلت کے بعد ان کے گھروالوں پر ہوئے۔ یہ بے حد دلچسپ یعنی یہ اوس بالکل نئے بھی کیونکہ ہم گو مسلمان گھر میں پیدا ہو کر یعنی اپنے پیارے رسول کے یہ حالات ہموم نہ ہو سکتے تھے۔

ز من فوراً تو آت پیدا نہیں ہوتی۔ درستے میں ملا ہوا ترک اس یہ حرام ہو گی اب وہ بیچارہ پیغمبر کیسے کافروں کے محلے میں جا کر کہا اگر کرے اور اُن کے خداوں کو بر اجلاعی بھی کہے۔ تو کافر اسے بھیک کیوں دیں گے۔ وہ تو چاہیں گے کہ کل قادر آج ہی مرجائے۔ عجیب صورت ہے اُمت ہے جو نذر رات نہیں دیتی۔ کافر بھیک شہیں دیتے۔

آغا صاحب اس حدیث کو بھی لسان سکتے نہیں کھنچ رہے ہیں جو حضرت ابو سکر ہن خنزیر فاطمہ کو سنبھالی تھی۔ ہم گروہ انبیاء نہ کسی سے میراث لیتے ہیں نہ ہم سے کوئی میراث پا کا کہے۔

”اس حدیث کا نتیجہ یہ نکلا کہ پیغمبر سے مرتے ہی اُس کے ان دوست اع

کی تو امت مالک بیوگئی مگر امت پیریہ فرض نہیں کہ اُس کے بچوں کی پرورش کرے۔ پیغمبر کے لئے اجازت ہے کہ بیویاں کریں سلسلہ تاسیل جاری کرے۔ لوڈیاں رکھے۔ ہر ایک عورت سے پچھے سیدا ہوں تو، یا ۳ پچھے تو ہوں گے کچھ پچھے صیفیں پچھے قریب بلوغت کے پیغمبر کا انتقال ہوتا ہے شام کو یہ ہیں تین خدا کے بندے مگر پارلا کر سڑک پر پڑے ہوئے روئوں سے عقین امت کی جان دنل کی پیغمبری روحیہ کو دعایتی ہوئے صحیح کرتے ہیں۔ گئی تے ردی ڈال ریا اور دستگیری کی تو جان پی درہ مرد

تو سائنسے کھڑی ہے۔ یہ ہے اس حدیث کا نتیجہ۔ ابلاع المیں حصہ دوم ہے۔
کوئی چاہ مسلمان اس پدتمیز و پہنچو مصنف کی ہمزا فی کر کے پیغمبر کی ردی گو کو رد عادے سکتا ہے اور یہ کہ سکتا ہے کہ اتنی تہت سی شادیاں کیوں کیں۔ لوڈیاں کیوں رکھیں اور ان سے ڈھیر بھر پچھے کیوں پیدا کئے۔ جب ایسی حدیث کہتا تھی۔ جس سے وہ درستے سے عوام ہو گئے۔ پھر بطفت کی بات تو یہ دیکھئے کہ جانے اُن سب کو اُست کے حوالے گرنے کے راضھیوں کے سرخوپ گئے۔ جنہوں نے جانے کے رونق میکرا ذلتے کے ان کو دیکھ دیکھ کر رونا اور سرپیٹنا تردی کر دیا۔ حتیٰ کہ سبادہیں سڑک سکن رئے بھجو کوں مر گئے اسے بیانا کو ان کا نام و نشان بھی معلوم نہ ہو سکا۔ اب اُنھی راضھیوں کی اولاد سازی ذمہ داری اُست پر ڈال کر اپنی جان کو روانہ ہے۔ نعمہ باشد خدا کی ماریوں ان خدیشوں پر جو سوچ سمجھے سب کچھ لکھ جاتے ہیں اور اُسے دفور محبت اور تو لاکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شاخص اقدار ہی کیمی ہاپک گستاخان کر رہے ہیں۔

حضرت علی پر مظالم مظالم کی سیر مامل بخت فرمائی ہے۔

۱۔ حضرت علی کی خلافت سورہ دل عصب کو لی گئی۔

۲۔ حضرت علی کی امامت تسلیم نہیں کی گئی۔

۳۔ حضرت علی کے اتفاقی پر قبضہ کر لیا گی۔ مثلاً "صدیق" حضرت ابو بکر نے لے لیا۔ "بیہ المرؤین" پر حضرت عمر نے قبضہ کر لیا۔ "سیف الشّر" حضرت خالد بن ولید کو دیا گیا۔ سید اشہد اور حضرت حمزہ کا خطاب ہوا۔

۳۔ حضرت ابو بکر نے فدک پھین لیا۔

۴۔ حضرت عمر نے خلافت پر ابو بکر کو نسب کردا دیا۔

۵۔ حضرت عمر نے علی کا حق حضرت مسیح بن یونان کو دے دیا۔

۶۔ حضرت عمر نے علی کا گھر جلانے کے لئے مگر یاں جمع کیں۔

۷۔ حضرت عمر نے علی کے تکھے جس رسی ڈال کر دہار خلافت میں بلا یا۔

۸۔ حضرت عمر نے لاتدار کو سقط ملن کیا۔

اور ان سب مظالم پر جناب اپنے معن میہ فرمایا۔ نسلکوار اٹھائی نہ شور پکایا۔ زبانی دی اور کچھ دیتے مشکل کشا جو قریبنا کی تھیں کٹ لی گئی کون گرسک عطا۔ البتہ فرمائے ہیں کہ ایک خطبہ شفیقیہ بیشیعوں کو دے گئے تھا کہ قیامت تک آئے پڑھ پڑھ کر دیا کریں۔ اور جناب امیر کے دشمنوں پر تبراعنی لعنت بیجھتے رہیں جس کی تحریک کی ہماری ہے۔ شفیقیہ کے سے آغا صاحب بتلاتے ہیں اوقت کے بیلڈیا نے کے ہیں یعنی جب بوجھ زیادہ لاد دیا گا ہے تو اونٹ احتجاج کرتا ہے۔ چنانچہ جناب امیر نے بھی صرف احتجاج ہی پر آنکھ فرمایا۔

۹۔ میکن شید کتب پڑھنے سے پستہ چلتا ہے کہ حضرت عمر نے جناب امیر کی ایک اور چیز بھی غصب نہیں کی۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے آغا صاحب ہی سے روایت اور ایک معن کو بھی شرم آگئی ہیں ایک ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں البلاغ المبلغ کی تیسری جلد اسی بحث پر تایف فرمائیں گے اور ہم جیسے کو راظخوں کا ایمان تازہ فراہیں گے۔

۱۰۔ دسویں پتھر ایک حدیث میں مروی ہے۔ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے ھوا اول خرچ عضالت میتا۔ حقیقی یہ سبی شرم کا ہے۔ لہجہ سے غصہ ہوتی ہے۔

یہاں پہلی شرمگاہ سے خدا را یہ تجوہ نہ تکالے کہ ایسے واقعات اہل بیت اطہار پر بیشتر ہوتے رہے جن میں اولیت اس واقعہ کو حاصل ہے۔ یہ معن سبائی جنات کا ایک منود ہے جو اسلام کو بد نام کرنے کے لئے امام کے منہ سے کہلوایا گیا ہے۔ اور صاق بتتا رہا ہے کہ حدیثیں بنائے کا ہنڑ کوئی نہ ہے غالباً جس قدر ترقی کر چکا تھا۔

ہم اس ذیل بحث پر لب کشائی گرتے شرم محض ہوتی ہے۔ مگر سماں بھر ہو اور افترا کا جو امام نہادیوں پر باندھا گیا ہے طشت از بام کرنا اور ان کے قریب تو کام بحاذہ اپنے موڑ تاچوں کہم نے اپنا ہندجی ذریغہ قوارہ میں لیا ہے۔ اس ناپاک حدیث کی

تعصیل ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کے دل ددمانگ کا گوٹھ کوٹ غرایں
ہو جائے۔

آغا صاحب نے اس حدیث اور اس سے متعلق روایتوں کو عمدًاً نظر انداز کیا ہے جس کی وجہ ظاہر ہے۔ مگر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آج حکل کے قیلم یا فہم شیعوں کے سامنے یہ روایات بالکل پیش نہیں کی جاتیں۔ پچھلے ایک مجلس امام حسین کا سین دیکھئے۔

اور بیٹیاں یعنی پر خیال نہ کرو۔ بیٹی لینا اور بات ہے۔ اور

بیٹی دینا اور بات ہے کیا لوندی باندی گھر سی نہیں ڈالی جاتی۔ پیر دستے

اُسی کو ہیں جس کی قرابت سے آنکھ پنچی نہ ہو۔ دلادی کا رشتہ بہت

نازک ہے۔ یہ کم سنی کا حیدہ اہل سنت کو خوب ہاتھ آیا ہے اور جگہ

بھی بھی تھی یعنی عقد اُم کلثوم میں بھی یہی حیدہ گڑھا ہے یہ بھی بات ہے

کہ یہاں کم سنی کو عقد کا باعث بھا۔ میاں اپنا سامنے لے کر رہ گئے اور

وہاں ڈھنائی سے باز نہ آئے۔ نعمود باشد کجا اُم کلثوم دخشد

یہ نہ مظلوم اور کجا فرزند صنحا ک نامعلوم۔ کیا دامادی ابوتراب اور

کجا پور خطاب (قرآن السعد بن ملک)

یہاں آپ کی بھی میں کچھ نہ آیا سوگا۔ مولوی صاحب خختہ میں آگئے ہیں اور تب ترا

پھینک رہے ہیں۔ اہل مجلس بھر رہے ہیں اور رطف اٹھا رہے ہیں ہمارے بیسے

جو میتھے ہیں جیران ہیں کہ کیا ہو۔ یا ہے۔ کچھ سبائی مذہب کے اسرار الہی ہوں گے۔

جی نہیں یہ تبرانی اشارے ہیں۔ یہاں ہر ہر جملے پر سامعین کو اگر منی لفظیں موجود نہ ہوں

تو آزاد بلند لعنت کہتا پڑتا ہے اور اگر ہوں تو آہستہ سے دل میں لعنت کہہ لینا فرض

ہے۔ یہ بھی فاطمہ کے نکاح کے ذکر کا ایک مکڑا ہے۔ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نبی۔ بھی فاطمہؓ

شادی کی خواہش کی تو رسول اللہ نے اکھار کر دیا۔ کیونکہ بیٹی دستے اُسی کو ہیں جس کی قرابت

سے آنکھ پنچی نہ ہو۔ بیٹی یعنی کی اور بات ہے۔ رسول اللہ نے کھدا یا کہ فاطمہ کی عمر کہے

متھارے لئے موزوں نہیں۔ نیکن اب تک کی طہائی دیکھئے اسی بھی کی بیٹی پر نظر ڈالہی

مگر نعمود باشد کجا اُم کلثوم دختر سیدہ مظلوم اور کجا صنحا ک نامعلوم۔ یعنی خادمی اور

نکاح سے اکار کر دیا گیا۔ تو حدیث کا واقعہ پیش آگیا۔ یعنی امام جعفر صاحب نے فرمایا کہ

ہماری پردادی کی شرمگاہ نہ رہتی جیسینی گئی تھی۔ استغفار اللہ لا حول ولا قوۃ۔
چنانچہ ایک ردش فضیل شیعہ جماعت مکرر بات سے بیزار ہو کر اپنا ذہب پدالنے پر مجبور
ہو گیا لکھتا ہے۔

ارذل عوام (یعنی بخوبی تھا) بھی اس قدر غیر رکھتے ہیں کہ اگر کوئی
اُن کی میٹی یا جو روکوئی بخوبی ایسا لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ اپنی بھی
یا جو روکی نسبت شرمگاہ کے غصب کرنے کا ذکر نہیں کرتے پھر کیوں کر مکن
ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے ایسا (رکھ) لفظ زبان سے نکالا ہو۔ اگر
نی الواقعی یہ نکاح بحیرہ اکراہ ہوا تھا تو امام کو مناسیب تھا کہ فرماتے یہ تکان
بضرورت ہوا تھا۔ یا بحیرہ سو اتحا۔ نعوذ باللہ استغفار اللہ

(رآیات بیتات ص ۱۹۲ مطبوعہ کراچی)

دیکھئے اس ذہب کا بغرض مخفی خلافاً پر ختم نہیں ہوتا۔ کالیاں دیتے یہ رکھ ہیں تو نہ سول کو
پھوڑتے ہیں نہ اہل بیت کو۔ حتیٰ اُن حضرت فاطمہ اور علی کی جگر گوشہ اور پیاری بھی کو بھی بدنام کرنے
سے نہیں چوکتے۔

اس سلسلے میں سبائی دروغ باقیاں ہو چکی سے خالی نہیں۔ اس روایت میں نکاح سے
انکار کیا گیا ہے۔ اس نئے پہلے چند انکاری روایات مُسْنَه ہے:-

۱۔ حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت ابویکر سے حضرت عائشہؓ کی عرفت
نکاح کرتا چاہا ہے۔ (کنز المطاعن ص ۳ بحوالہ معاشر ابن قیمہ ص ۵۸)
۲۔ زید اور اس کی ماں ام کلثوم جو نزوج عمر تھی امیر معاویہ کے ہدہ
یہیں ایک ہے: ان فوت ہوئے۔ تاریخ دان حضرات پر نظر ہے کہ ام کلثوم
بنت علی شہادت حسین کے بعد اسیہ چوکر کو نہ وثام کے بازاروں میں ہتھیار
ہو کر مدینہ والیں آئیں (رجوالہ ازالۃ العین ص ۹۲، کنز المطاعن ص ۳)

عہد پھر کو شنس کی گئی ہے کہ دو اُم کلثوم ثابت کی جائیں۔ حضرت عمرؓ ہوئی
آن کے لئے کہا تام زید بن عمر تھا معاویہ کے ہدہ میں فوت ہو گئیں اور معنپکے کے فوت ہوئیں۔
حضرت علیؓ کی بھی شہادت حسینؓ کے بعد بھی زندہ رہیں بلکہ حضرت زینبؓ کے طلاق کے بعد
اللہ کے شوہر سے نکاح کر لیا اور بہ سوں زندہ رہتی ہے۔ بلکہ حناب گوشہ نیشن صاحب مولن

کنہ المطاعن کی بے حیائی ملا خقد فرمائیے کہ اس طرح تاریخی جواہروں سے اس نکاح کا انکار کرنے کے بعد حسب ذیل روایت بھی درج فرماتے ہیں۔

۳۔ جب حضرت عمرؓ نے اُم کلثوم بنت علیؓ کی خواستگاری کی اور حضرت علیؓ نے عذر کیا کہ وہ صغیرہ ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے عورت کی حاجت نہیں ہے۔ میں صرف محمدؐ کی طرف وسیلہ چاہتا ہوں۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ کل نسبت اور سببِ موت کے بعد قطع ہو جاتے ہیں۔ رسولؐ کے میرے نسب کے تباہ حضرت علیؓ نے چار ہزار درهم پر اُم کلثوم دفتر قاطر سہا عقد حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ اُس وقت اُم کلثوم کی عمر چار یا پانچ سال تھی۔ اور حضرت عمرؓ کی تقریباً سال تھے سال۔

پھر حضرت عمرؓ نے اُم کلثوم کو اپنے پہلو میں بھایا اور اس کی چادر اس کے سرستے آکاری۔ اپنا باٹھ اس کے ساتھ پر پھیرا۔ اور اس کی پینڈلی کو پر پھر کیا۔ اس پر اُم کلثوم نے اپنا باٹھ اٹھایا اور قریب تھا کہ حضرت عمرؓ کے سمنے پر مٹا چکی مارے۔ تباہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو داپس کرو۔ کیونکہ یہ زمانہ ہاشمیہ قریشیہ ہے (کنہ المطاعن حکمت بحوالہ مذاقب السادات باب ششم شرح خصاف)

گویا ان مشیعہ مصنف کے نزدیک امام جعفرؑ ہوئے تھے جنہوں نے ترمذی میں خصب بوجاہنے کی حدیث فرمائی۔ یہ شادی حضرت علیؓ نے اپنی خوشی سکھ کی اور چار ہزار درجم مہر پر کی۔

اس پر علاقیہ کہ حضرت عمرؓ اس کی اور حصی اُم کلثوم کی نگی کرنے لگے اور خود حضرت علیؓ بھی مجھے ہوئے دیکھتے رہے۔ استغفار اللہ ولعنت اللہ علی الکاذبین مسلم دعویٰ چکریہ سبک پکھا ایں بیت کی محبت میں ان کی مسکنی کم کرنے سے لے کے کہا جا رہا ہے۔ انہاں نے ہو جا اگر جم اس مخصوص پر خود ایک یا ایکان مشیعہ کی زبانی پکھ تبصرہ نہ سنائیں جو یہ حدیث کا اور ایکان افزودہ ہے۔

حقیقت میں یہ بحث خور کے لائق ہے۔ حضرات مشیعہ نے عبد اللہ بن سلہ نما کے نام لے کر بحث کی کتاب سید مرتفع المؤلف ترمذیہ الشیعہ عشری تک ایس

سماں میں کیا کیا رنگ بھرا ہے۔ اور کسی کسی توجیہات کی میں۔ کسی نے اس نکاح
کے بونے سے ہی اخخار کیا ہے۔ کوئی اُم کلثومؓ کے بنت مرتضوی ہوئے منکر ہے۔
کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہے۔ کوئی ہم بستر ہونے سے منکر ہے۔
کوئی لکھا ہے کہ جزیرہ مسئلہ حضرت اُم کلثومؓ کے حضرت عزر کے پاس آئی تھی اور
ہم خواب ہوتی تھی۔ کسی نے اس کو جناب امیر کے اعلیٰ درجے کے صبر کا میتوہ کہا
ہے۔ کسی نے اس کو تقدیم پرٹا لایا ہے۔ پھر حال ہر شخص کا جدارتانہ ہے اور ہر
جنہند کارک میافا نہے جس کے سنبھال سے فقط ہم یہ نہیں بلکہ ایک عالم
محوجرت ہے اور قابو سے باہر روا جاتا ہے۔

اہل انصاف اس ذریت کے تعصب و عنا دکودیکھیں اور ان کی کچھ
بیانی ملاحظہ فرمائیں۔ مگر ایک دن۔ ایک ہفتہ پہا ایک ہدیہ حضرت اُم کلثومؓ
حضرت حضرت علی دعاظمؓ حضرت عزر کے نکاح میں رہتی تو کسی کو جزرنہ ہوتی اور
موقعاً نکار کا نکلتا۔ لیکن جب سالیساں اُم کلثوم زینت افزائے خانہ
فاروق رہی ہوں۔ ان سے اولاد بھی ہوئی ہو۔ ان کے بھی ہم کاتام ریڈ بن عزر
خطا پر رکھا گیا ہوا اور بعد دفات حضرت عزر کے ان کا نکاح محمد بن جعفر
طیار سے ہوا ہوا تو ایسے متوازن اخبار کوں چھا سکتا ہے۔ (آیات جیاتیں ۱۴۲)
ماں کے لکھتے ہیں،۔ کافی یہی ملائیقوب کلینی لکھتا ہے کہ کسی نے امام جعفر
صادق سے اس نکاح کا عال پوچھا تو اپنے فرمایا کہ ہوا اول فرج غصت
منا یعنی یہ پہلی شرمنگاہ ہے جو ہم اہل بیت میں سے غصب ہوئی یعنی چھینگی ہی
افسوس جب علی سے شیعر نے دیکھا کہ اس روایت سے اخخار کرنا اور
محلنا مشکل ہے تو توجیہہ پر تو جو فرمائی۔ اور ابطال فضیلت پر کھلپندہ ہی
مگر ان کو دیکھنے سے ہر شخص مذہب شیعہ نظر کرتا ہے۔ اور ان کو سُن کر
ہر مسلمان کے دل میں نیڑت کا جوش پیدا ہوتا ہے (ص ۱۴۳ آیات دنات)
”دین محمدی کو خراب کر کچے تو اہل بیت جن کی محنت کیا دعوے
کہتے ہیں ان کو بھی رسواؤ کر دیا۔ ان سے فضائل کو بھی ایسی بے بغیر فی کلمات
سے فضوب کر کے معاملہ سے بچوں دیا۔

"اور یہ سب حق ایک حضرت عزیزی نفیت سے انکار کرنے کے لئے
گیا کیا تعجب ہات کی جیسے کیسے الام اہل بیت پر دیئے جیں پھر ہو اہل بیت
بدنام ہوں۔ ان کی بیٹیاں مخصوص تحریر یعنی اخواز کر لی جائیں۔ اُن کے اولیا
دائم پر دفاتر کا الرام آؤے۔ سب کچھ منظور اور قبول ہے مگر حضرت عزیز
نفیت کا اقرار نہ کریں گے۔ حالانکہ نفس الامر یہی ہے کہ حضرت علیؑ حضرت عزیز
سے راضی اور حضرت علیؑ حضرت علیؑ سے خوش تھے۔ دونوں ایمان و اخلاص میں
ایک دوسرے پر پھر و سر رکھتے تھے۔ اس نے ہمیشہ اپنی خوشی سے اپنی بیٹی کا
حضرت علیؑ سے کر دیا تو جھگڑا ختم ہے۔"

"یکنہ ذمہ پیشوں کا بھلان کا لش فی المبارک طرح نابت ہو جائیگا۔

اگر دہمان لیں اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔ سوائے اس کے کہ اپنا مذہب ترک
کریں۔ اور تو پوکریں۔ (تأییت بنیات ص ۱۹۵)

حالانکہ حضرت علیؑ کے دل میں حضرت علیؑ کی جو نزلت اور بیعت تھی اس کا اظہار مختلف مراجع
پر ان کی زبان سے ہوا تھا۔ حضرت علیؑ کے جنازہ پر کھڑے ہو گئی حضرت سے فرمایا تھا
کاش میرزا نامہ اعمال بھی ایسا ہی ہو جیں اصحاب جنازہ کا ہے۔ ان افادات سے ان کی حضیت کا
انہذا اہم تھا ہے جو جناب فاروق عظم کی ذات سے ان کو تھی اور کیوں دھوپی جب کہ فضائل و کمالات
اور خدمات جلیل کے اعتبار سے بعد حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق ہی کا درجہ تھا جو تکمیل کرد

بعد محبوبت خدا اور جناب صدر میں
بائز دینی نہاد کے دوسرا یعنی علیؑ
سلسلہ آئے کی شخص میں ہوت ہوا کر
بھرلا آپ نے اعلان کیا تھے میں
جس نماز آپ نے گعبہ میں پڑھی چکنے
اہل ایران کو ہے آپ سے بغرض دیروں
مولود بد پی سلطنت فاروقی سے
غزوہ بذریعہ جنگ احمد کامران
آج تک گونج رہی ہے یہ حدیث حکم
حضرت فاطمہ زہرا سی میں خوفزدہ من
ام کاشتوم کوئی غیر تھیں یا بنست علیؑ

اُن سے جو بغض رکھے اُبھی سائند
 اس کی تقدیر میں ہوں اُخڑی طبقات ستر
 حکمِ دُرآن ہے بھی اور یہی حکم خبر
 تھے جبکہ عمل و قویٰ بھی کے مظہر
 درست اصل اس کی سمجھتے ہیں جو اپنے نظر
 یہ چیز اور دُرگو ہیں پے حسنِ حن
 آج پہنچے ہم میں دُرگوں کا جگہ
 ہل دل غور کریں اور حقیقت دیکھیں
 شمسِ خوشحال رہیں ان کے بھی خواہ تمام

ان کے بد خواہ رہیں سیستہ زندگانی دھاک بسر

اماموں کی زندگی پر اعتراضات | اقوال انسان ابی میت کی زبانی رسول مہضی مہتم
 علیہ السلام حضرت علی اور حضرت فاطمہؓؑ کی لامات
 آئیں متفقہ سنن شریعہ کے بعد شاید ناظرین کو جیاں ہو کہ سیدعیاں اشاعتی عذری چونکہ اماموں کے پرستار
 ہیں۔ اپنے اماموں کا ٹھرا احترام کرتے ہوں گے۔ آئیے دہاں بھی ان کی گرم جوشی کا حال دیکھ
 لیجئے اور فیصلہ کیجئے۔

۱) دسائل الشیعہ میں ذر ارادہ بکھتے ہیں کہ دیکھا میں نے امام بابر علیہ
 السلام کو بابس سرخ پہنچے ہوئے پس بھر سے فرمایا کہ میں نے ایک جو ہوت
 قریشی سے نکاح کیا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۱۶)

یہ سرخ لباس پہن کر امام کو کھیلنے کی ضرورت کیوں ہوئی اس حدیث کو حملہ چکا
 ۲) فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ مکروہ ہے سرخ رنگ مگر
 عروس کے لئے اور فرمایا کہ جناب رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وساتھ
 پاس ایک چادر زر و بھی کہ پہنچتے تھے اس کو بابس زوجہ کے تا آنکہ اس
 کا رنگ یہ ہے اقدس پیر اثر کرتا تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے
 فرمایا کہ ہم پہنچتے ہیں سرخ رنگ کا لباس زوجہ کے لئے۔

۳) مخفی خود بی فرما پکے تھے کہ سرخ لباس مردوں کو مکروہ ہے مگر بڑھاپے میں مسنا دی
 رپاٹی اور سرخ کپڑے پہنچتے تو کہا یا کہ صرف مشادی کے موقع پر سرخ لباس پہنچتا یا نہ ہے۔
 ۴) حکم بن یونس کہتے ہیں کہ میں حد میت امام زین العابدین میں حاضر ہوا
 اور حضرت ایک مکان آرائستہ میں تشریف رکھتے تھے اور ایک کرتا تھا

اور چادر رنگین پہنچتے تھے۔ جس سے رنگ کا اثر حضرت کے شان پر تھا۔ میں
پناظر حیرت مکان کو لور حضرت کی بیویت کو دیکھنے لگا۔ پس فرمایا کہ اے حکم تو مجھے
لیے نہاس میں دیکھ کر کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا ہے کیا کہوں۔ وہ آں مایک آپنے
لیے نہاس میں دیکھنا ہوں ہمارے بیہاں، ایسے بیاس بوجران پہنچتیں۔ فرمایا
کہ حکم کون ہے جو حرام کرے اُس زینت خدا کو جس کو اُس نے یہ نہ بندوں کیلئے
پیدا کیا۔ لیکن یہ مکان جس کو تو دیکھا ہے۔ مکان زن ہے اور میری عروج کو
تریب زمانہ گزارتے ہے۔ اور میرے ادھی مکان ہے جس کو تو جانتا ہے۔
ہیں دوسرے دن میں گیا تو دیکھا کہ وہ جناب ایک مکان میں ہیں
جس میں سوا اے چٹائی کے کچھ نہیں ہے۔ اور موٹا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ
کل توجب آیا تھا تو یہی مکان زن ہیں تھا۔ کل اُسی کا دن تھا اور وہ مکان اُسی
کا مکان اور متعال اُسی کی تعلیم ہے پس میرے لئے اُس نے زینت کی تھی،
اس اقرار پر گل میں بھی اس کے لئے زینت کروں گا جیسے اُس نے میرے
لئے زینت کی پس تیرے دل میں بدمکانی تھوڑی چاہیے (اصلاح الرسم ص ۱۱۳)

ناظرین کو اندزادہ ہوا ہو گا کہ سبائی ذریعہ اپنے اماموں پر بھی کافی دار و گیر
کرتا تھا۔ اُن کی حرکات، سکنات اور آن کی زندگی کی نگرانی کرتا۔ اور کوئی بے احتمالی
برداشت نہ کرتا تھا جب تک اس کی صحیح دجه نہ بتا دی جاتی۔ امام صاحب کو بڑھا لیے میں
سرخ چادر پین کر ایک محل میں بیٹھے دیکھا تو رافضی آپے سے باہر چوگی۔ امام صاحب نے
بسمحنا یا کہ یہ مکان میری زوجہ کا ہے اور میں نے حال ہی میں اس سے ثادی کی ہے۔
اُس نے میرے لئے زینت اس شرط پر کی تھی کہ میں بھی دلی ہی زینت کر دوں اس نے
رنگین چادر پین کر بیٹھ گیا تھا۔ اتنی سی بات پر مجھے بھروسے بد گمان نہ ہونا چاہئے۔ پھر
دوسرے دن چاہا کہ اسی دھنڈ ار گھر میں بیٹھ رہے جس سوا اے ایک بوریئے کے کچھ نہ تھا اور
اور رافضیت الہورس دینا شروع کر دیا۔

ظاہر ہے ایسے نئیکی مریدوں اور پرستاروں سے جو لپٹے اماموں کو اچھی حالت میں
دیکھنا بھی برداشت نہ کر سکتے تھے حضرت امیر معاویہؓ کی شرکت و دبدبہ کی زندگی کیسے برداشت
ہوتی۔ ان کو جتنا بھی برا کہیں کم ہے۔

۷۴۲) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پند لوگ خدمت امام حسین
علیہ السلام میں آئے اور کہا بیا ابن رسول اقتداپ کے گھر میں ہم ایسی چیزیں
دیکھتے ہیں جن سے ہم کو کراحت پوتی ہے۔ اور دیکھ تھا حضرت کے گھر میں
زدش و مندیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم تشویح کرتے ہیں جو رتوں سے اور
دیتے ہیں جہاں کامول یعنی ہیں جو چاہتی ہیں۔ اس میں ہمارا کچھ نہیں۔

(راصلہ ملر سوم ص ۱۱۳)

اس طرح جناب امام حسین کو اپنی امامت کی لائج رکھنا پڑتی تھی۔ راضقی ان کے گھر
میں مندیں اور فرش دیکھ کر خفا ہو جاتے تھے کہ یہ امامت کی شان کے خلاف ہے، امام کو تو
مسجد ہے، میکھر سوکھی روٹی کھانا پا بیٹے اور زمین پر لبٹنا پا ہے تاکہ ابوتراب کا صحیح دارت بھا جائے۔

حضرت بنی بنی فاطمہ پر مظالم | آغا صاحب کا دعویٰ ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ
الزہرا پر بھی وفات رسول کے بعد لا تعداد
مظالم ہوئے۔

ذکر چین لیا گیا۔ دربار میں بلا کر شد مندہ کیا گیا۔ ان کے گھر کو
جلونے کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں۔ دروازے پر لات مار کر ان کے شکر پر گرا یا گیا۔
اور اسی قسم کی سیکرڈیں دوسرا سنتیان جن کی وجہ سے جناب سیدہ نے
پھر ان حضرات کی صورت نہیں رکھی۔ حتیٰ اک وصیت فرمائی کہ جن زہ بھی دن کے
وقت نہ کالا جائے تاکہ وہ ستریک نہ ہو سکیں۔ (البلاغ المبین)

علامہ کاظمی اخلاق المحسوین میں جناب سیدہ کی وفات کا سبب پہلو پر مدد و اذہ
گوانے سے سقط محن ہوا بتلاتے ہیں۔ یہ ایک تہذیبی اشارہ ہے۔ جسے سنتے ہی مولانا امام
بازڑہ محسن کش پر لعنت کا نفرہ بلند کرتے ہیں اور جہاں ناصی جوان مجلسوں میں ستریک ہوتے
ہیں کچھ نہیں سمجھتے۔ بلکہ محن کش یعنی احسان کرنے والے کو مارنے والا سمجھ کر خود بھی ہمدردی میں
آنسو بہلنے لگتے ہیں۔

سقط محسن | اس محن کش کے تعارف سے پہلے سقط محن بھانان زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔

سقط محن کے معنی محسن کا استغاثہ ہوا یعنی حمل گر گیا۔ حمل
کرنے کرایا۔ محن کش نے۔ یہ محن کش کوئی بر تھو کنڑوں کی دادا تھی جس سے اسقا طہرہ جاتا تھا۔
اور والدین پسک کی پردہ سے محفوظ ہو جاتے تھے۔ جی نہیں تو پہ کیجھ سی یہ شیر فدا کی جناب

میں سواظن ہے پھر بھید کیا ہے۔ مجتبی العصر حباب کلب حسین صاحب سے سئے:-

وَحَسَابِيْهِمْ - یعنی مسلمان آپس میں بہت ہریاں ہیں۔ اس کا
حق دیکھنا ہے تو چاہے رسول کی اکلوتی یعنی کے ہاتھ سے فدک کا پروانہ
پھاڑ دالتے ہو تو دیکھ بیجے۔ (مجلس الشیعہ ص ۲۱)

اس مختصر سے بیان کی تفہیر طویل ہے۔ مولوی صاحب نے گوزے میں دریا
بند کر دیا ہے۔ رحلت رسول کے بعد مسلمانوں میں خلافت کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ آپس کی
محبت ختم ہو چکی ہے۔ شیعہ۔ سُنی رو پار ٹیاں بن گئی ہیں۔ سُنی ابو بکر و عمر کے ساتھ ہیں اور
لکھنے بند وں اپنے لیڈر وہ کو لا کر مسجد میں بیٹھا دیا ہے۔ خذب مخالف امداد رکراونڈ چلا گیا
ہے۔ ان کا لیدر لکھنے میں گھسا بھٹکا ہے۔ اُسے بلا یا جارہا ہے۔

”چنانچہ بیعت ابو بکر کے لئے علی کو بلا نے چلکو حضرت عمر خوٹری سی لکھ ریاں
اور لیکر تسلیت لائے۔ (البلاغ المبين وکنز المطاعن مجلس الشیعہ)

علی سے کہا چلو تکلو حلیف وقت حضرت ابو بکر کی بیعت کر د۔
علی نے کہا۔ خدا کی قسم خلافت کو ابو بکر نے تنگ کرتے کی طرح کھینچ
تام کر پہن لیا تھے خالانکہ میرا مرتبہ ایسا ہے جیسے کہی کا چکنیں کہ بغیر اس
کے پھی پل نہیں سکتی۔ خطاب شفتیہ“

رتبہ جمہ آغا سلطان مزرا البلاغ المبين حدود دوم ص ۲۷

” عمر نے کہا زیادہ باتیں نہ بنا و نہ نکلو گے تو تمہارے گھر میں آگ

لگاؤں گا۔

” جناب شیر خدا شہزادے نہ گھر سے نکلے۔ البتہ دروازے پر جناب تیدہ
کو گھر اکر دیا اور خود ان کے پیچے سے ترکیہ ترکی جواب دیتے رہے“
(البلاغ المبين)

” عمر نے غصہ میں آکر جناب خیر شکن کے دروازے پر لات ماری دروازہ
اکھر گیا۔ جس کی توقع دیتی۔ اور پسپتے فاطمہ مجوہ ہو گیا“
(ر اخلاق المقصودین اور مجلس الشیعہ)

” حضرت عمر گھر میں گھس آئے۔ دلوں نے مل کر جناب تیدہ کو پلنگ پر

ٹادا پھر شیر خدا نے اپنی گرد بھکاری۔ ہر نے رسی ڈال دی اور گھیستے ہوئے مسجد کی طرف لے گئے سارے شہریں تشریکتے پھرے پھر بیعت طائب کی جتاب شیر خدا کی قسم کھا کر کھایا میں تم سے بیعت نہیں کروں گا۔ پھر حضرت علی کا بیعت کرننا تابت نہیں۔ جب جبرد اکراہ کا شابیہ آگیا تو بیعت ناجائز ہو گئی۔ ایسی بیعت کس کام کی نہ بیعت کرنے کے لئے رہے اسی کو حتم قیمت کیتھیں ۔” (البلاغ المبنی حصہ ۲)

چنانچہ ان کو خلیفہ وقت کے حکم سے چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد یہ شیخوں والیں سننے۔
” امام مظلوم گھر تشریف لائے۔ پچھے ماہ کا محل ساقط ہوا پڑا تھا فوراً پazar گئے دو بکرے خریدے۔ نانی اور قصانی کو ساتھ لائے۔ محل کا حقیقتہ فرمایا اور اس استغاثہ کا نام محسن رکھا۔ بکرے ذبح کئے۔ سایہ شہر کی یا غلبہ صرف رانضیوں لئے تھی مث فقین مدینہ کی دعوت کی۔ جہاں لوں کو گلے کی رشی دکھائی۔ فاطمہ کا بجروح پہلو دکھایا۔ محسن مر جم کا مردہ محل دکھایا۔ اور رعنیوں کو خوب رلایا۔ پھر کھانا کھلا کر سہی خوشی رخصت فرمایا۔ ہنوز اشم نے کہایا تھا اپنے تلوار کیوں نہیں اٹھاتے۔ فرمایا قلت اعوان دیکھو۔ مگر لوگوں سے نہ کہتا بلکہ کہنا کہ اس سے اسلام کا شیراز ہ بکھر جانے کا احتمال تھا۔ علاوہ اس کے حتاب رسول نہ لئے منع فرمایا تھا اور کہا تھا۔ یا میں بعد تھارے ساتھ یہ آمت وفا اور بغاوت کرے گی۔ تم میری بیلت پر رہو گے اور میری سنت پر قتل کئے جاؤ گے۔ پس صبر کرنا۔ اس نے میں صرف فصیر جمیں لکھتا ہوں۔ ”

(البلاغ المبنی حصہ ۲ حصہ دوم)

پذیرا پچھہ آج ہی تو ہی سان ایں بیت رد کریے قصہ بیان کیتے ہیں پھر مجلس کا حصہ یکرہنستہ ہوئے اپنے اپنے گھر دوں کی طرف داہیں ہوتے ہیں۔ ہم سے ایک نابی صاحب کہتے ہیں کہ یہ ماہ کے استغاثہ محل کا حقیقتہ نہیں ہوتا پھر مردہ پچھے کا حقیقتہ کر دانا تو جناب امیر پر محض اپنام ہے۔ ہم نے پوچھا حقیقتہ کر داتے تو زام کس طرح رکھا جاتا۔ محسن نہ ہوتے تو سقط محسن کیسے ہوتا۔ محض استغاثہ محل کھلاتا۔ اور

سب سے بڑھ کر حسن کش پر تبریک کیا صورت ہوتی کہنے لگا تم اپنے بلاع السنڈ اس سے رجوع کر دے
مگر افسوس آفایا جب نے اس پر روشنی نہیں ڈالی خاباً موضوع دیس ہونے کی وجہ سے علیحدہ
کتاب لکھ رہے ہوں گے۔ بہر حال آپ کی تشنیٰ کے لئے ہم یہ گفتگی انہی کی کتابوں سے سیلچائے
دیتے ہیں:-

« وسائل الشیعہ جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے کہ نام رکھو اپنی اولاد کا قبل ولادت
کے پس اگر زجاوٹ کو وہ فرزند ہے یاد خرتو نام رکھو اُن ناموں سے جھوٹلوں
کے لئے ہو سکتا ہے۔ پس تھاری استغاثہ جناب امام پیشہ گر جائیں۔ جب تم
سے قیامت میں طاقت کریں گے اور تم نام ترکہ پچھے جو گے تو سقط اپنے
باپ سے کہیج کر کیوں تو نے امیر اس نام ترکہ عالانک جناب رسول خدا نے
حسن کا نام قبل اُن کی ولادت کے رکھا تھا۔ لوگوں نے حضرت سے عرض کیا
کہ اگر ظاہر نہ ہو کہ بیٹلے ہی یا بیٹی اور فرمایا کہ اسماء مشرک سے نام رکھوں۔
زاپدہ دطلو۔ وعیتہ و محظہ وغیرہ کے۔ (اصلاح الرسم ۳۹۵)

اس حدیث کی موجودگی میں تو اکاود دشوار ہے لیکن وہ جمل جو ساقط ہوا عنہی
کا تھا اور یہ استغاثہ احمد بن مسیح کے دن بی رکھ دیا گیا تھا یہ بھی تسلیم کرنے پر ہے لیکن کہ اس قاطع دریازہ
گرانے سے ہوا۔ اور دریازہ گرانے والا عین کش تھا جس کو سکنی زبان ہیں داماد شیرخدا
بھی کہتے ہیں لیکن اُتم کلثوم بنت فاطمہ زہرا اور رسول کی لواحی کے شوہر و سرتاجی سیدنا حضرت علیؑ
اور سوچنے کے جناب امیر نے اس واقعہ کے بعد کیسے انہیں دامادی یہں قبول فرمایا۔ تو شیعہ جواب
یہ ہے کہ تفہیہ ایک مومن سے جو پچھہ نہ کرو اسے کہہ ہے اور سُنی جواب وہی ہو گا جو حسن
الملک نے آیات بیتات میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:-

”حضرت علی اور حضرت علیؑ فاروق کے ماہین کوئی عِدادت نہ تھی اگر دستی
نہ ہوتی تو حضرت علیؑ اپنی بیٹی کا نجاح حضرت علیؑ سے نہ کرتے۔ بعض اسی حقیقت
نے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے کبھی کسی قسم کا رنج اور مدد مر جناب امیر
یا حضرت فاطمہ کو نہیں پہنچایا اور کسی قسم کی دشمنی اُن کے ساتھ نہیں رکھتی۔
درستہ حضرت علیؑ مرتضی شیرخدا نے غالباً علیؑ کل غالب مطلب کل غالب

مُخْرِجُ الْحَمَّابِ وَالْغَرَائِبِ اپنی پیاری یعنی کامکاح ان کے ساتھ نہ کرتے۔
یکجا مزا احتست ضرور کرتے۔ جنگ نہ کرتے تو بد دعا بھی کرتے۔ مگر صبر نہ فرماتے
کہ ادنیٰ ادمیوں کو بھی ایسے میں بے صبری ہو جاتی ہے۔ اور زندہ جان لینے
اور دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ” (ح۱۶۴)

اس ذمہب تو لپر جس کا شیعہ ذمہب نے اتنا شور مجاہد کیا ہے۔ مولوی سید علی میں
صاحب (عُنْ الْمَلِك) بھلو وجدیہ لکھنپر بیور نہ ہوئے ہوں گے۔

”استخر الله! ایشیع بھی ٹلیب ذمہب ہے جس کے تیر ملامت سے کوئی
نہیں بچا اصحاب کو تو کافر اور منافق بنا بھی چکتے۔ رہ گئے اہل بیت تو وہ بھی
نعن وطن سے نہیں۔ خدا یا مذہب ایشیع دین یہ یا الحاد و تند قدیس کے
بانی نہ رسول کا نیا کرتے ہیں نہ اہل بیت کا الحاظ رکھتے ہیں۔ جو مسلمان تھا آیا
اس کو بر بھلا کہنا شروع کر دیا جس کا ذکر آیا اسی پر تبرکوں نے لگئے۔ کسی کو
صرحتاً کا ذر پڑایا کسی کو وشارہً منافق کہا۔ یہ کیا دین ہے۔ اور کیا ذمہب
جس کے طعن و تفییض سے کوئی دبچا۔ ایسے بے حیا فرقہ کی شکرانہت پیا کی جائے
(آیات بینات ص۱۸۵)

اس بمارت کی اہمیت صرف اس وجد سے ہے کہ لکھنے والا خود شیخ حمر لیں
پیدا ہوا۔ تبرک۔ تقیۃ اور منفذ و عید غدر کے فضلی سنتے سننے آنکھ کھولی اور ایک عمر گزار دی
پھر سوچنے لگا کیا واٹھی اللہ تعالیٰ نے زندگی میں صرف رونا دھونا۔ جھوٹ بولنا۔ گھا بیان
بکنا اور زنا کرنایی انسان کے لئے بخششی کا ذریعہ مقرر کیا ہوگا۔ پھر عالمیں کی کتنی بیس پر جس
اور اپنے آبائی ذمہب سے ہفتفر ہو کر تائب ہوا اور اس ذمہب کی پول کھولی جس میں گھا لی وہی
کار لڑا بہے۔

دشنام بذریج ہے کہ طاعت باشد

ذمہب معلوم داری ذمہب معلوم

تقیۃ - حضرت امام جعفر صدوق

علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تقیۃ میرا اور میرے

آبائے ذوالکرام کا طریقہ ہے اور طریقہ تقیۃ کا یہ ہے کہ تھی الامکان کذب

شیعہ ذمہب کی دسویں شاخ

در میان ہیں نہ ہو۔ بلکہ ایسے طریقے سے اخبار ام کرے کہ معنی دیگر پڑیا ہوں
کلام راستی کی طرف رجوع کرے اور وقت انہار و دسرے بھی معنی کا دلی
اشارة ہو۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مکار نے کہا کہ ہیوں
کی پرستش کو چلو۔ اس وقت انکا رکرتے تو جان کا انداز تھا۔ آپ نے فرمایا
”أَنْتَ سَقِيمٌ“ یعنی سبیار ہوں۔ اگرچہ درحقیقت سمار نتھے۔ مگر دلی مُدعا
یہ تھا کہ میریض الفت خدا ہوں۔ ہیوں کی پرستش نہیں کر سکتا۔ (تحفۃ العوام ص ۲۳۵)

دیکھئے اس سیاکی بکواس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی چالائی سے تھی
کیا۔ کافروں کو خوش کر دیا اور ضرایبی ناراضی نہ ہوا۔ اس طرح کا جھوٹ امام جعفر نے اپنے
بپ دادا کی ست بنت لیا ہے۔ اس نئے اسے دین کا جزو قرار دے لیا گیا ہے۔ اور دسویں
عنبر پر زکھاہے۔ جی نہیں یہ مذهب شیعہ کی شان میں سورطان ہے۔ اصل حدیث عربی میں اس طرح

ہے۔

قال لى ابو عبد الله أَسَّلَام
يا ابا عمر ان تسعوا عشاء
رالدین في التقية ولادين
لمن لا تقية له

(شوابہ الصادقین ص ۹۲ بحوالہ اصول کافی ص ۳۸۶)

شاید آپ سمجھیں کہ امام جعفر نے شیعوں پر طنز کیا ہو گا کہ تمہارا مذہب نوتے فی صد جھوٹ
ہے۔ اور یاتی دس فیصد میں تو لا۔ شبترا۔ اور متنه ہے اس لئے تم مسلمان کہلانے کے متعلق
نہیں۔ کیونکہ دنیا میں آج تک کوئی ایسا مذہب نہیں آیا جس میں گندی یا در پلید حریفات کو ثواب
بتلا یا کیا ہو۔ تو یہ آپ کی نسبتی ہوگی۔ علامہ نجم الحسن کراوی نے تحفۃ العوام میں صاف بتایا یہ۔
امام جعفر کہتے تھے کہ جھوٹ بولنا نہ صرف ان کا بلکہ ان کے باپ دادا کا بھی سشار تھا۔
استغفار اللہ منہ۔

تفیہ جھوٹ نہیں ہے اس کو جھوٹ ثابت کرتے رہے اور جھوٹ کی رنگ رنگ مروہ اقت
ہیں۔ اس کے مدارج اور اس کی قسم بھی جانتے ہیں کہتے ہیں تھیہ جھوٹ نہیں ہے۔ آپ کے

شکوک رفع کرنے کیلئے ان کا فیصلہ کافی پوتا چاہیے۔ فرماتے ہیں:-

کذب کی دوسری یہ ایک وہ جو واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔ وہ نہ معلوم ہے۔ دلی حالات کے متعلق یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہنے والا خود اپنی دلی کیفیت سے اچھی طرح آگاہ نہیں۔ مثلاً یہ دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں اور وہ محمد سے سوال کرتے ہیں کہ تم ہم کو کیسا سمجھتے ہو۔ اگر میں کہدوں کہیں تم کو اچھا سمجھا ہوں تو فعل نہ معلوم نہیں۔ کیونکہ اس سے کہی کو نقصان نہیں پہنچتا اور کسی بُکسی صفت میں تو دشمن بھی اچھا ہو سکا۔

اسی طرح ذہن کرو کر جس شیخ ہوں اور کسی آخر یہ دیری ریاست کے خارجیوں میں گرفت رہو جاتا ہوں جو تلواریں نکال کر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم شیعہ ہو یا نہیں اور میں کہدوں کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ تو کبھی کامیں لے کی نقصان کیا۔ اور اگر وہ پوچھیں کہ تم شیخ ہو کیا سمجھتے ہو تو اور میں یہ خیال کر کے کہ خلافت کے جھنڑے سے پیدا انہوں نے فلاں فلاں کام اپنے کر تھے۔ یہ کہدوں کہ وہ اپنے تھے یعنی اس وقت اپنے تھے تو کیا عرض ہے۔ بہر صورت یہ فعل مضر نہیں۔ اور کذب کے اجرائے ضروری یہ سے جو ایک ہمایت ضروری ہے۔ موجود نہیں، لمبادا وہ کذب نہ ہوا۔ اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے تاداں لوگ تقیہ کو کذب کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اغراض ہو کہ شروع اسلام میں اصحاب نے اور آنحضرت نے گیوں تقبیہ کیا۔ یہ اغراض ہمارے اصول موضوع کو نظر لداز کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس قول سے جو امر واقعہ کے خلاف ہے نقصان ہو تو وہ قول کذب ہے۔ اس وقت اصحاب رسول کے انکار کرنے سے اسلام کو نقصان وضع غلطیم پہنچتا۔ لہذا جائز تھا۔

البلاغ المبين حصہ دوم ص ۵۲)

اب آپ کو کذب یعنی بمحوث کی قسم بھی معلوم ہو گئی اور موقع بھی معلوم ہو گئے کہ کب تقیہ کرنا جائز ہے اور کب نہیں۔ سب سے بڑا کر آغا صاحب نے یہ بھی واضح کر دیا کہ رسول اللہ کو کہ کے تمام میں تقیہ کرنا جائز تھا۔ اس سے اسلام کو نقصان

بہق سکتا تھا۔ البس تینیں آئے کے بعد جب پر طرح کا اطمینان ہو گیا۔ اور جان کا خطرہ ختم ہوا
تو تیکیہ کرنے پڑا۔ (تقویٰ باشندہ)

تیکیہ کے موقع آنے اصحاب نے تیکیہ کے دائع جائز تبلائے ہیں۔ جب جان کا خطرہ لاحق
ہوا اور اسلام کو ضرر پہنچا ہے مگر وہ ہمی کتب کے مطابق سے معلوم ہوتا
ہے کہ تیکیہ کے درمرے موقع بھی ہیں مثلاً مولوی فران ملی شیعہ پکون کی نماز میں بطلات نماز
یعنی نماز کو باطل کرنے والے اعمال و افعال کے تحت بمحابت ہیں۔

"نماز باطل ہو جاتی ہے (۱) حدیث یعنی مشندر و صدو غسل سے (۲) استنباط
یعنی روگواری قبل سے (۳) تکفیر یعنی بلا تیکیہ کے باوجود باندھ کر نماز پڑھنا (۴)
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ نماز میں باقاعدہ باندھ کافر کے ماش ہے البتہ از
راہ تیکیہ باقاعدہ یعنی میں نہ صرف یہ کوئی ہرج نہیں بلکہ قواب بھی ہوتا ہے ذرا سوچئے
ایک شیعہ پسکے کو نماز پڑھتے وقت جان کا خطرہ کس طرح لاحق ہو جاتا۔ یہ خاص کر جب وہ
نب مژکی مسجد میں بھی نماز پڑھتے نہیں جاتا بلکہ طریقہ پڑھ رہا ہے۔

وو مرے عجہد صاحب دو جگہ تیکیہ کو جائز تبلائے ہیں (۱) بغیر
تیکیہ کے باقاعدہ باندھ کر نماز کا پڑھنا۔ (۲) بغیر تیکیہ سورہ الحمد کے بعد میں
کہنا تختہ العوام مھٹا اور ایک تیسری صورت کا ذکر اس طرح کیا
ہے "تیکیہ اور اسی کے مانند صورتوں میں کپڑے وغیرہ پر سجدے میں کوئی
ہرج نہیں اور حب الی صورت درپیش ہو جائے تو راه فرار تلاش
کرنا واجب تھیں۔ البتہ اگر ہر سیکے تو فرش یعنی کپڑے پر سجدہ کرنے کی
بیجانے بوریا ہے خیرہ پور کے کام نکال لے اور الی صورت میں بس بھی
واجب ہے۔ (تختہ العوام ص ۳۲۷)

ان مسائل سے موافق ہے کہ تیکیہ کے لئے خاص سید، رسول کی ضرورت نہیں۔
نماز پڑھتے وقت کوئی سی آجائے تو فوراً باقاعدہ کو نماز پڑھنے لگو۔ الحمد کے بعد تو درست
آئیں کبھی دا در سجدہ کاہ بہنا کر کپڑے پر سجدہ کروتاگر اسے یہ نہ معلوم ہو سکے کہ نہادی نماز
بھی دیکھ جانا کو طرح اُس سے مختلف ہے۔ اور یہ سب کچھ کرتا واجب ہے۔

تیکیہ کیوں ضروری ہوا [جب اسی تاریخ میں ابی بیت رسول اللہ صلیع

سجد سلوک پر بد سلوک کرنی اختیار کی اور ان کی مخالفت پر بہانہ علیکم کرنا اسلامی کہانے کو شہید کیا۔ زبردست دے کر بارا ان کو قید گیا۔ ان کے گھر لارے۔ الٰہ کے گھروں میں آگ لگائی۔ ان کے خیہے جلائے تو پھر بخوبی تیس کے دنیا میں کیسے گزران کرتے۔

اور نبہب حق کاتام کیسے قائم کرتے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر انہی علی اسلام عقلاء نہ ہیں تفیہ نہ فرماتے تو دین حق یا لکل تلفہ ہو جاتا۔ (مش اضمنی ص ۲۴۶)

جیہاں بھی رین حق جو بارہ سو سال سے چھا بھا اتحاب سرعام پیش کیا جا رہا ہے گیونکہ

رسول نے دنیا بھا کر قرب قیامت میں دنیا سے شرم آئے جائے گی۔

رسول اللہ نے تفیہ کس طرح کیا انس الضھو کے مجہد صاحب حب ذیل اسرار کو رسول اللہ

۱۔ رسول اللہ ہجرت کے لئے تین روز تک نامہ و میں مختصر ہے یہ بھی تفیہ تھا۔

۲۔ ایام غبار میں بھی تفیہ کیا۔ جیسے اہل حق کاتام تفیہ ظاہر نہ فرمایا۔

۳۔ اعلان غلافت مرتضوی میں تایوم عذر تفیہ کیا۔ (مش اضمنی ص ۲۴۷)

ہجرت کے بعد جب اپنے جانشیاروں کے یہی میں رسول اتنے با اثر ہو گئے کہ سارے عرب ان کے قدموں میں تھا تو تفیہ کی ضرورت کیوں پڑی کہن میان کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:-

کفار کے یہی میں رہ کر تفیہ فرماتے تو اسلام کو عمرہ پہنچتا مگر اسلام کے سلسلہ ہونے کے بعد اس کا حکم ہوا۔

فَإِذَا أَفْرَغْتَ فَانْصَبْتَ فَإِنِّي رَتِّكَ فَرْغَبْتَ۔ یعنی دیکھو جب تم تکمیل کر جاؤ تو کسی کو اپنی جگہ نسبت بھی کر دو۔ قائم مقام بھی بنا دو۔ اور جب قائم مقام بن جاؤ تو ہماری طرف آئے کی رغبت کرنا (یعنی رضا) یعنی جب تک کسی کو قائم مقام نہ کر لینا۔ ہماری بارگاہ میں آئیکا بھی خیال دکرنا۔ (جاس الشیعہ)

مگر جانشین صاحب نے اپنی صلاحیتوں کے بارے ہیں فرمایا:-

۱۔ کلیت عاہات کریمہ المنظر میں مثل شیر صحرائی کے کریمہ المنظر ہوں۔

(غمہ اقبالیہ)

۲۔ میری آنکھیں پستی ہیں۔ میری آنکھیں دکھتی ہیں (مناقب مرتضوی ص ۲۵۰)

حضرت بی بی فاطمہ نے فرمایا۔ علی کا پیٹ بڑا ہے۔ باز دل بھے بھے ہیں۔

جوڑ بند بھاری ہیں۔ آنکھیں بچی بچی ہیں۔ گردن پستی ہے۔ متکھل رہتا ہے اور غریب و نادار ہیں۔ (قرآن السعدین ص ۲۷)

حضرت عمر کہتے تھے علی میں (لکپن ہے) اور مزاج کی عادت ہے۔
(بلغ المیں)

شذور بن دبار و درافتی کہتا تھا علی مختلط سے بے ڈول آدمی تھے جیسے لوٹی ہوئی لکڑی کو جوڑ کر باندھ دیا گیا ہو۔
(الزہرا ص ۳۰)

واقعی رسول کو بُری مشکل دریش ہو گی۔ اللہ جیاں کہتے ہیں جب تک تخت خلافت پر بیٹھا نہ دو یعنی صورت نہ دکھانا۔ اور قوم کہتی ہے۔ خلیفہ میں تھوڑی سی بجیدگی کی ضرورت بھی کیا کرتے ہو تو شیعہ مجبور آئیت اختیار کیا کسی سے کہا۔ ملی کو خلیفہ بنایا ہے کسی سے کہا پیغمبر کو فی درست نہیں چھوڑتے۔ لوگوں سے فنا کل علی بیان کئے رافضیوں سے کہا اپنی اولاد کا امتحان کرو۔ حب علی سے جواہاز کرے سمجھو حرامی ہے مگر رافضیوں نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کائے نسل ختم کرنے کے مندرجے ذریعہ حرامیوں کی تعداد بڑھا۔ (املاج الرسم)

دوسرا کا نٹھ صاف کرنے کے لئے میش اسارتیا کیا مگر وہ لکشم فیں ہو گئی۔
(البلوغ المیں)

مجبور اعلیٰ کو بلا کر نصیحت کی کہ میرے بعد تم پر مظالم ہوں گے۔ مگر تم صبر کرنا اس کا دوسرا نام تقدیم ہے (البلوغ المیں)

دیکھئے اس نصیحت یعنی تقدیم کو قبول کرنے سے حضرت علی کو کتنا نقشان ہوا۔ خلافت ماری گئی۔ فرک چھن گیا۔ نقیب صدیق و سیف اللہ پر دوسروں کا قبضہ ہو گیا۔ امیر المؤمنین کوئی اور بن گیا۔ اور ایک نظر مناک چیز بھی چھن گئی۔ مگر جناب مولا نے صہر فرمایا اس کے اجر کا اندازہ فرمائی۔ تقدیم کو چھوٹ اور کذب کہ کر گناہگار نہیں۔ اب رہا کلمہ مشتم رکھ فریں جو سکھلاتا ہے۔

یہ نہاں مانگتا ہوں کسی چڑک تراش کی بینا نے
سے جس کا مجھے علم ہو اور معافی مانگتا ہوں اس
گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں توبہ کرتا ہوں
اور بزرگ ہوں کفر سے اور مشرک سے اور
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكَ
بِكَ شَيْءًا وَإِنِّي أَعْلَمُ بِهِ وَأَسْتَغْفِرُكَ
بِكَ شَيْءًا وَإِنِّي أَعْلَمُ بِهِ وَأَسْتَغْفِرُكَ
لَا لَا أَعْلَمُ بِهِ تَبَّتْ عَنْهُ وَتَبَرَّأَتْ

مِنَ الْكُفَّارِ وَالشَّرِكَ وَالْكُذُبِ وَ
الْغَيْبَةِ وَالْمُدَعَّةِ وَالْمُنْهَمَّةِ وَالْغَوَّاثِ
وَالْبُهْتَانَ وَالْمُعَاصِي كُلُّهَا وَأَسْلَمَتْ
وَأَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

جھوٹ سے اور فیت سے اور بیدعت سے لہ
چھلی سے اور بے حیاتی کے کاموں سے اور
تہت سے اور نازرا نیوں سے میں ایمان لاتا
ہوں اور کستا ہوں کہ اُنھوں کے سوا کوئی مجدد
نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔

تو واضح ہے کہ یہ کلمہ شیعہ کلمہ "علیٰ دُنْدُلُهُ وَخَلِیفَتُهُ لِيَا فَضْلٍ" سے منسوب ہو چکا ہے۔ شیعہ
کلمہ پڑھنے کے بعد بھیوٹ ایضاً تقدیر۔ نسبت ایضاً تبراء۔ یہ حیاتی کے کاموں بھی متعدد سے پناہ مانگتے
کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ سب کام ٹوپی ہو جاتے ہیں۔
اللَّهُ تَعَالَى كَأَحْكَمْ وَتَعَادُلُ فَأَعْلَى الْبَرِّ وَالْتَّقْدِيِّ بَعْدَنِي سَكِيْرِي اور پرمیز گاری کے کاموں
میں ایک دھرم کے خدا گار ہو جاؤ۔ ان پر مسلط ہنہیں پھر خدا اس قوم کی عقل و دانش پر رحمخواز
لُکْمَنْکَر وہ کہہ چکا ہے۔ دَالَّهُ لَا يَقْهِدُ بِالْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو
ہدایت کی توفیق نہیں دیتا ہے۔

حضرت علیؑ کا تھیہ الطیفہ۔ ایک مرتبہ یحییٰ بن خالد بر کی نے ہشام علیہ الرحمہ
حضرت علیؑ کا تھیہ سے دریافت کیا کہ آیا حضرت علیؑ بھی عمر بن خطاب کو ایم المونین
کہتے تھے یا نہیں۔ دیکھئے یہ ہشام صاحب راضی ہیں ہم آپ کی شہادت ہوئی استند مانی جاتی ہے۔
آپ نے کہا چونکہ عوام انس اُن کو اُسی خطاب سے مخاطب کرتے
تھے عوام حکماً ایسا کہنے پر مجبور تھے۔ اس لئے مکن ہے کہ حضرت علیؑ بھی رواج کے
عرف عام میں اُن کو ایسا یہی کہتے ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے بھی رواج کے
مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام پر زبان سے بتاؤں کو الہ کہلا دیا ہے۔ (مالانکہ
حضرت ابراہیم کے انتقاد میں بت خدا نہیں تھے۔ (تفہیم الشیعہ ص ۱۶۷)

یعنی حضرت علیؑ از طرف تقدیر حضرت عمر بن امیر المؤمنین کہہ لیتے تھے۔ مالانکہ ہر
کلمہ مسلم جانتا ہے کہ حضرت علیؑ کو خود حضرت عمر بن مولا و قبلہ سے خطاب کرتے تھے (یہ سب
رشتہ اُتم کلشوم (خر حضرت فاطمہ) اور سسرے کے لئے داما کو جو شیئے کے برابر ہوتا ہے
اخترائی کلمات استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ بیان عمر یا عمر میان کہتے تو بھی کافی تھا۔
حضرت علیؑ کے تقدیر کا کمال اُن کے خطبہ شفقتی سے بھی ثابت کیا جاتا ہے۔

جو رجیس ہے مگر طویل ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کیا جاسکا البتہ نوز پیش ہے جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ حناب امیر کی شان سے بعد تھا کہ حضرت ابو یکر کی تحریف کرتے۔ اسے چھوڑ دیا گیا۔
شیعہ مجتہد صاحب فراستے ہیں۔ یہ امر آنحضرت کو بادی النظر ہی معلوم ہو جائیگا
کہ کلام حضرت علی مرضیٰ کی عبارت محوی نہیں ہے۔ جو الفاظ عموماً ان
معنی میں ہیں جاتے ہیں ان کو استعمال نہیں کیا ہے۔ بلکہ غور و ذکر کے
ساتھ ایسے الفاظ تلاش کئے ہیں کہ درستہ معنی پر بھی دلالت کرتے ہیں۔
ہم لے جو عدالتی تقیہ یا ان کی ہے اس کے ثبوت میں فقط یہی عبارت ہے
البلاء کافی ہے۔ (شمس الخلق ۱۹)

اول قودالا و در۔ جس کے معنی کبھی کو سیدھا کیا لکھا ہے یہ بھی نکھلتے ہیں کہ کبھی کو
قام کیا۔ داری یعنی جس کے معنی اصلاح ستون گیا ہے۔ بیڑھا کیا ستون کو بھی ہو سکتے ہیں۔
باقم السنت یعنی سنت کو تاہم پا یا حاری کیا اس کے معنی سنت کو بند کیا یا رد کر دیا ہی
ہو سکتے ہیں۔

خلف البدعت کے ماتے معنی ہیں کہ برعکس کو دنیا میں چھوڑ گیا۔

ذهب نقیۃ التوبہ کے معنی بھی ماتے ہیں کہ پاک رامی کو دو رکر گیا۔

قلیل الغیب۔ یہ کوئی صفت نہیں۔ مراد ہے کہ بنسیت رسول کے کم عیب تھا۔
اصابی خیر ہا کے معنی یا تی اس نے خوبی خلافت کی غلط ہے۔ اس کے معنی ہیں
گرائیں اس کی نیکی کو یعنی خلافت کا مرتبہ گرا دیا۔ اور بُری طرح خلافت کی۔

ادی اللہ طاعۃ۔ جس کے معنی نکھلے ہیں ادا کی بندگی خدا کی۔ اس کے معنی
ہو سکتے ہیں الٹ دے خدا اطاعت اُس کی یعنی بدل بے معصیت کر دے۔

اس عقل درانش پر جو ہمارے شیعہ بھائیوں کو دو دیعت کی گئی ہے جو کسی بات میں
خوبی دیکھی ہی نہیں سکتی ہم کیا تبصرہ کریں۔ خود ان کی قوم کا ایک فرد یا انی ہوا تو کہنے پر
پر مجبور ہو گیا۔

حضرت شیعہ نے دین کو سختی پر اور سختی میں ڈال دیا ہے۔ نہ خدا کے
کلام کو کلام میں مانتے ہیں نہ پیغمبر صاحب کی حدیث کو ماف سمجھتے ہیں
سب کو ذہنی اور ذہنیت جانتے ہیں اور چونکہ بتا مدد میں پیش کی

نقاق اور جھوٹ پر ہے۔ اس نے سب کو اپنی بی طرح کا جانتے ہیں۔

(آیات ۷۱-۷۲)

اموال کے تقیہ کا حال | فرمایا جتاب صادق میں اسلام نے کم من و
منافی پہچانا جانا تھا تکمیر جتاب رسول خدا
سے کم من پر باعث تکمیر اور منافی پر چار تکمیریں فرماتے تھے۔

(اصلاح الرسم ۶۵)

یعنی امام صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ میں (الخوب بالله) اخلاقی تحریات نہ تھی میں منافی کی نماز سے انکار کرنے کے بجائے صرف چار تکمیر دل پر خارج دیتے تھے اور نمازوں پر واضح
ہنسی ہونے دیتے تھے کہ وہ منافی تھا جس سے سینوں نے چار تکمیریں اخذ کر لیں۔ مگر من
یعنی راضیہ میں منافی کے جزا سے پر بڑی احتیاط سے پانچ تکمیریں بکتے تھے جو انہوں نے
اختیار کی ہیں اب آپ سوچ لیجئے کہ کون کی صورت پسند ہے۔ پانچ تکمیریں کہتے ہے
مردہ سید حلاحت پہنچا دیجا تھا اور چار تکمیر دل سے فرشتے اسے دوزخ میں لے جا کر
ڈھکیں دیتے ہیں۔ اور راشدہ میاں ابھی حساب کتاب کا درن بھی مقرر نہیں کر پائے ہیں۔

امام غیر مومن کی نماز کس طرح پڑھتے تھے | اور خلافات خوب
تو بضرورت بعد از تکمیر چار میلک بعد از چھتری اس پر لعنت و نفری کرے
اور بہتر ہے کہ یہ کے جو وسائل الشیعہ میں جتاب صادق سے منقول ہے کہ
امام حسین علی السلام نے جزادہ منافی پر پڑھا تھا۔ اور اپنے غلام سے
فرمایا تھا کہ تو میرے پسلیں کھڑا ہو اور جو مجھ کو کہتے سن وہی کہ پس
جب دلی میت نے تکمیر کبھی تو امام حسین نے فرمایا۔

ترجمہ:- اللہ اکبر۔ لے اللہ اس مرد سے پر لعنت بیجھ۔ ہزار لعنتیں جو
سامنے سا نہ ہوں۔ مختلف نہ ہوں۔ لے اللہ اس مرد سے کوپتے بندوں
(شیعوں) میں اور شیعہ شہروں میں ذمیل کر۔ اپنی آگ کی سوزش میں
اُستینجھا۔ اُسے اپنے عذاب کی سمجھی پکھایا۔ وہ تھا جو تیرے دشمنوں سے
دوسری رکھتا تھا اور تیرے بنی کے لال و عیال سے بعض رکھتا تھا۔
(اصلاح الرسم ۶۶)

یعنی امام صاحب کے اس نیاپ تعارف کے بغیر اللہ میان کو معلوم ہونا دشوار تھا کہ مردے کو کہاں پہنچا جائے چنانچہ فرشتہ نکلی سہولت ہو گئی ہو گی وہ قیامت کا انتظار کئے بغیر بلا حساب کتاب مخصوص امام صاحب کی سفارش پر سید ہم جہنم پہنچا کر ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلے گئے بیہو گئے۔

اب ذرا اُس مردے کے حال پر غور فرمائیے جس کی نماز شیعہ اور سنتی دونوں پڑھتے ہوں گے سُنی تو بغیر اُس کے اعمال پر غور کئے دعا کریں کہ اے جنت فضیل فرمائے اور شیعہ کہیں اے اللہ اے جہنم رسید فرماء۔

شاید آپ سوچیں کہ رسول اللہ نے کہتا کہ مردے کے بعد کسی کو بڑے الفاظ سے یاد کرنا پاہی ہے کیونکہ یہ غیبت کا مترادف ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحبان نے رسول کے اُس حکم کو موضع گردیا ہے۔ شیعوں پر یوں بھی اللہ اور رسول کے احکام لاگو نہیں ہوتے وہ جنت و دوزخ کا تقیم کرنے والے اماموں کو مانتہیں جو اللہ کے جانشین تھے۔ اگر کوئی لکھے کہ حضرت حسین کو اُس نامہ سے نفرت تھی تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے امکار کر دیتے۔ نماز کی امامت کر کے مقتدیوں کو بھی دھوکا دیا اور واثین مردہ کو بھی جو ان کی خشش کی دعا کر داتا پاہتے تھے۔ آپ نے احتضر بھی کردا راپتے غلام کو سکھا کر جس اخلاق کا ثبوت دیا ہے سو اے یہ نجت راضینوں کے کون اس کی قدر کر سکتا ہے۔

کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ سبائی مذہب نہ صرف اسلام کا دشمن ہے بلکہ خود رسول۔ حضرت علی اور حضرت آیہ سے بھی۔ کوئی ہمدردی نہیں رکھتا۔ ان کو مطعون اور دہین کرنے میں کوئی گسراتی نہیں رکھی ہے۔ مگر از راہ تھیں افاظ ایسے استعمال کرتے ہیں جو حال ان کی منقبتی پر محول کر کے خوش ہو جاتے ہیں۔

مکلاز اس تہسرا | تہرا سبائی مذہب کی محض ایک شاخ ہی نہیں بلکہ مکمل باع پنچ کی ہٹتی میں پلا یا جاتا ہے۔ پانی میں اس کو لوریاں دی جاتی ہیں گو دہیں بھٹاکر فضائل سنتا نے جاتے ہیں مدرسے بٹھا کر پڑھایا جاتا ہے۔ جب زراب طاہر ہوتا ہے تو از خود استعمال کرنا سکھایا جاتا ہے پچھا پچھ سو بلوع کو پھیتے پھیتے دہ اس تدریس مہر جو جاتا ہے کہ عمر بھر بغیر سوچیے سمجھے طریقے کی طرح پہنچن کے یاد کرائے ہوئے اباق زندگی

کے ہر رہ قدم پر دُھرا کا ہے اور نہیں شرما۔ شرانے کے موقع آجائیں تو فوراً اتفاقیہ کی حیل
میں گھس کر زگ بدلتا ہے تاکہ پچانہ جا سکے۔

تبراء کی فقہی تعریف | تبراء الحنفی اہل بہیت ظاہرین علیہم السلام کے دشمنوں
سے اور ان دشمنوں کے دوستوں سے بیزاری رکھتے۔

(تحفۃ العوام مقبول ص ۲۲)

ان دشمنوں اور ان کے دوستوں کو غالباً آپ پہانتے ہوں گے ان سے بیزاری
رکھنے یعنی لعنت یہیجنے کے احکام خدا اور رسول نے کیے ہیں۔ اور کس طرح یہ لوگ
بیزاری کا انہصار کرتے ہیں۔ حسب ذیل روایات سے معلوم ہوگا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ کلکٹر توحید سے ماخوذ کلمہ لا الہ الا اللہ نے
ہم کو بتالا یا ہے کہ پہلے باطل میونوف سے بیزاری کا اقرار کریں پھر خدا نے
برحقی میودیت کی گواہی دیں چونکہ دوست کا دوست دوست اور
دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے لہذا ہمارا عقیدہ موافق فطرت ہے۔ ہر
شخص اپنے دوست سے محبت رکھتا ہے اور دشمن سے نفرت اور
بیزاری

(رقمان الشیوه ص ۲۲)

چنانچہ حرم کے چالیس دن تو لا یعنی محبت کا دھونگ ریعا یا حاتا ہے اور باقی
تین سو چودہ دن تبراء یعنی تصریح و بیزاری کے لئے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ تو لا کا حال آپ دیکھ
چکے ہیں۔

تبراء حکم رسول اللہ نے دیا ہے | اسئل الشیعہ البولب الامر بالمعروف
میں جناب صادق علیہ السلام سے تقول
ہے کہ فرمایا جتاب رسول خدا نے کہ جب دیکھو تم اہل شک دبرعت کو بعد
میرے قوان سے بیزاری نظر کرو۔ اور بہت سب رشتہ اُن پر کرو
تاکہ طبع نہ کریں فاد اسلام میں اور دسیکھو بدبعت ان کی لکھ گا خدا
نمہارے لئے عنات کو اور بلند کر بیگنا درجات کو آخرت میں۔

(اصلاح الرسم ص ۵۲)

حضرت رسول نہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بھی یہ ہمیں فرمایا ہو گا ہاں عبد اللہ بن سبا

کا قول ہو گا۔ کہ الہیت علی وائد کرام میں مشک کرنے والے اور یا علی کی جگہ۔ اتنا اپنر کہنے والے بدیتوں کو رکھو تو بہت سب دشمن کر دیجی جی بھر کے گایاں دد۔

تبرا کیا ہے | شیعہ پونکر روشن ضمیر اماموں کے مقدمہ میں اس لئے سخت اور تبرکات کیا ہے | غیر مرتضیٰ تبرا کو خوب جانتے ہیں اور بیچانتے ہیں۔ اور یہ قریں حکم خطا درسل و آمرہ می سخنان لعنت پر ہرم لعنت بیچتے ہیں لور شیعوں کی بھی ہوئی لعنت کیسی نہیں رکتی۔ یہاں تک کہ جو جو سخت لعنت لعنت کے خوف سے جہنم کے ساتوں طبقی میں جا گئے گا سو ہاں بھی اُس کے سر پر پہنچ کر جلوگیر ہو جائے گی۔ (شمس الصبحی ۲۸۶)

اظاہر یہ اشارہ تقدیر کرنے والوں کی طرف ہے جو ڈر کر مستور ہو جاتے ہیں۔ مگر مجہد صاحب کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

تبرا کب اور کہاں ہوتی ہے | امثالین کہتے ہیں کہ آٹھویں عمر کو حلواے تبرا کوئی دھایا اسی احتمل یا جادو یا اتوٹا نہیں ہے کہ حلواے پر بچوں کا جانے اور شیعوں کی ضرورت نہیں کہ کسی کو دھوکے سے وہ حلاہ کھلادیں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ پاک نیاز کسی ناپاک منہ اور غیر مسحتی کے پیٹ میں نہ جائے، شیعہ لوگ پر آدھہ بلند پکار دیتے ہیں کہ مخالفت بیان سے چلا جائے۔ اگرچہ نک حلواے کی حلاوت سے اکثریوں کے منہ میں بانی بھر آتا ہے وہ اقرار سانی کر کے کھا جاتے ہیں۔ (شمس الصبحی ۳۳۲)

فالبای یہ مولیتا پر یونی کی طرف اشارہ ہے جو مجلسوں میں ملکے رہتے ہیں اور تبرا کا اقرار سانی فیکار حلواہ کھا جاتے ہیں۔

تبرا کا حکم اماموں نے دیا ہے | جلد ششم بخار الانوار میں ہے۔ خان اپنے باب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی دو لوز شخصوں کا حوال پوچھا جو شیعوں میں مشہور ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابو الفضل کیا پوچھتا ہے۔ ان دو لوز کو۔ پس والش شہیں مراد ہم میں کوئی مگر غشتاں تھا۔ ان دفنوں پر اورہ تھیں ہے

ہم میں سے کوئی آج بھی مگر خبناک دنوں پر وصیت کرتے ہے۔ ان کا بکیر، ہم میں سے عظیم کو بدستینگ دلوں نے حق بنا را چھین لیا اور بمار سے حصہ کوئی سے باز رکھا۔ اور تھے وہ دلوں اول وجہ جس نے ہم پر ظلم و ستم کیا۔ اور ایسا فتنہ ہمارے اوپر اسلام میں برپا کیا جو کبھی تند نہ ہو گا۔ تاکہ سنکے قائم ہمارے ہلکے گریں داشتیں بنیاد دالیں کی جاکی جو یہم اپنی بیت پر ہماری ہدایتی مگر یہ کہ وہ دلوں بنیاد اس کی پہلے قائم کر گئے تھے۔ پس دلوں پر سخت خدا کی اور بلا ٹیک کی اور تمام لوگوں کی (صلح الرسمت)

یہ کن دلوں کا ذکر ہے غالباً اب صحیح نہیں ہے۔

برائی اشارے | عام طور پر صحیح اشارے کہ حرم کی جلسوں میں مخفی قتل صیہن میں ذکر کرے ہوئے ہیں اور زید اور اس کے عملاء کو کامیابی لی جاتی ہیں۔ اسی لئے جاہل عوام پر سے خلوص سے اُنہیں شریک ہو کر ثواب حاصل کرنے پنج جاتے ہیں اور بعض بقول مجتهد صاحب مخفی طرزے اور تیرگ کے لامعہ میں نہ کافے جلد پر بھی نہیں انتہے حالانکہ اس وقت کلکھے بندوں تباہ کا موقع ہوتا ہے۔ ابھی بے خیالیوں کی موجودگی کی وجہ سے جواہل مجلس کے لئے تکلیف ہو جاتی ہے۔ یعنی کھلم کھلا۔ تباہ کرنے والے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کوئی سر پھرا مار فرنس پر نہیں چڑھا۔ مجہود اسیں اشاروں کنایوں میں بات کر رہا ہے اور یہی اشارے ان جلسوں کی جان ہوتے ہیں۔ جو مجہود زیادہ اچھے اشارے کرتا ہے وہی زیادہ مقبول ہوتا ہے۔ اسی کو خلیف اعظم کا خطاب بتاتے ہے دو ایسی کوئی روح سے مجلس میں آتا چکے۔

سر بر عذات کا لامے کالی قبایلی ہے کا لامی دل سے کالی بی ول کی فضابھی ہے
کلاں بی اس سکر چڑے پر نور خدا بھی ہے نورانیوں کے حق میں یہ کالی بلا بھی ہے
چلتا ہے جبریل کے پر قوتا ہوا
اوہ دو نربان میں عربی بولتا ہوا

یہاں ہم کلب حسین صاحب کے ایسے ہی چند اشارے درج کرتے ہیں کو حضرت بدیونی حضور قلب سے سنتے اور پرداشت کرتے ہیں اور دوسرے سینوں کو بھی شرکت کی ترغیب دیتے ہیں اور اسے اتحاد بین السلیمان قوالہ دے رکھا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ آئیں گے تو ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور کچھ لوگوں کے منہ کامے ہوں گے۔ یہ وی ہیں جو ایمان کے بعد کا فریوں کئے۔ یہ وہ نہیں ہیں جو پہلے ہی تک کا فریتھے۔ یہ آیت اس بیان میں صاف ہے کہ پہلے مومن ہوئے پھر کافر۔ قوام کی کابین الاسلام ہو جائیں سب خفیہ نہیں بلکہ یہ ثابت کیجئے کہ آخریک ایمان پر کوئی باقی رہا۔ اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ (مجالس الشیعہ ص ۲۵)

یہاں نام نہیں لیا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کی طرف اشارہ میں ہو پہلے مسلمان رہے پھر کافر ہو گئے۔ مگر سابق اسلام کا فقط استعمال کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ مجتہد صاحب کس پر تبریز کر رہے ہیں۔ سنی اعتقاد ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سابق الاسلام تھے۔ مگر شیعہ دعویٰ ہے کہ وہ خلافت علی غصب کر کے کاٹو ہو گئے۔ کیونکہ کیا خوب کہا ہے۔

وہ لوگ جن کو کہتے ہیں شیعیان مرتضیٰ ہیں پوچھئے تو وہ ہیں عدوں ایں مصطفیٰ قرآن پر بھی ان کو بحسہ و سہ نہیں رہا۔ اور دل میں پہ بھی شک ہی کہ سنی نہ ہو خدا

نمہیں یہی ہے ان کا بھی روزمرہ ہے

کھاتے ہیں جن کی روایتوں ان پر تبریز ہے

۱۲۱ لے تو تھے اسلام چوتھے پانچویں نمبر پر مگر نینہ ز دیکھا کر شدید کس پر تھے تام کیوں لوں گئے اربع میں یوں ہے کہ بعض لوگوں کی کفارتے نعل عوی سے اتنی خبری کہ من بگڑا گیا۔ چند دن صورت بھی نہ پہچانی جاتی تھی۔

(مجالس الشیعہ ص ۳)

یہ چوتھے پانچویں نمبر پر مسلمان ہوتے والے بزرگ جن کا منہ عربی جوتے کھا کھا کر بگڑا گیا۔ آپ ہی کے بزرگ تھے ان کا نام لیتے مجتہد صاحب ڈرتے ہیں مگر حاضرین مجلس سمجھ گئے ہیں یہ دانا در رسول حضرت عثمان ذوالنورین کا ذکر ہے۔

(۳) بُرْحَاءَ بِنِيْهُمْ۔ آپ ہیں بہت ہریان ہیں۔ کیا وہ مسماۃ میں جو غُر بھر مسول کی مخالفت برکریا نہ ہے رہے یہاں تک کہ آڑی وقت جس عالم میں غیر بھی دریض کی دل سکنی نہیں کرتے۔ مگر آجھا ہے اس وقت بھی رسول پر رحم نہ کیا۔ وہ فراتے ہیں لا اؤ علم دروازت کی میں کچھ لکھوا دوں اور یہ

زنانے ہیں کہ ہرگز قلم دفات نہ دینا۔ (مجلس الشیعہ ص ۲)

ہبائیں اشتباہ کی گنجائش نہیں رکھی ہے پھر بھی نام نہ لینے کی وجہ سے جاہل سنی سمجھتے ہے تا اصرہ پتے ہیں کہ کس کی طرف اشارہ ہے کہنے نے عدالت حکمی کی۔ اور قلم دفات نہ دیا وہاں حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ حضرت عائشؓ حضرت عقیلؓ بھی موجود تھے۔ مگر ہبائیں مرت حضرت عمرؓ تبریز لازم ہے۔ ہم بھی مجلسیں یا باشیں سنتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ مردوں کو حضرت عمرؓ پر اضافہ ہوتا ہے حضرت عمرؓ لعنۃ اللہ علیہ لعنۃ بھیجنے والوں کی نیکیاں ہبائیں سنتے ہیں لئے کہ ذوب میں اضافہ ہوتا ہے حضرت عمرؓ لعنۃ اللہ علیہ لعنۃ بھیجنے والوں کی نیکیاں حضرت عمرؓ کوں جاتی ہیں اور قیامت تک ملتی رہیں گی۔ اور گالیاں دیتے والے رو سیاہ ہونگے۔

(۲۱) حادثہ بنی ہم کا اگر کچھ اور مرتع دیکھتا ہو تو چاہئے فاطمہؓ کا مجرود حب پہلو دیکھ لیجئے۔ چاہئے علیؓ کے لئے ہیں رسی دیکھ لیجئے اور جا ہے رسولؐ کی آنکھوں تیہی کے لئے سے فدک کا پردہ اور چاہڑہ کو دیکھ لیجئے۔

(مجلس الشیعہ ص ۳)

یہ مظالم بھی حضرت عمرؓ سے منسوب ہیں ان کی تشریع ہم باب تو لا میں کرچکے میں ہبائیں صرف اس قدر کہنا ہے جانہ ہو گا کہ ان اشاروں کو سنتے ہی حاضرین مجلسیں ایک کوک نامے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں وہ ورنے ہیں اور حیران ہوتے ہیں کہ کس نے ایسے مظالم جناب شیر خدا پر فرمائے۔ اور شیر خدا اس طرح بکری کیوں بن گئے جو لگھے میں رسی ڈالوا کسرارے شہر ہیں تماشہ دکھاتے یخترے۔ اہل مجلس شیوون بلند کرتے ہیں اور لعنۃ اللہ علیہ پیختے لگتے ہیں اور آپ خاموش بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں کچھ نہیں سمجھتے۔

آنفال سلطان مزاچوں کے محبت نہیں ہیں وہ اپنی تبرا بجاۓ نازک اشاروں میں چھپائے کے قانونی زبان کے ہیر پھیر میں چھیاٹتے ہیں اور کبھی کبھی بر جلا بگو جو جی میں آئے کہہ جاتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۲۲) بہت سے صحابی ایسے تھے جو جاہل بھنستھے اور بغیر سوچے کچھے فتوے صادر کر دیتے تھے۔ اور وہ غلط ہو جاتے تھے۔ حضرت ابو بکر جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ادول قرآن شرایف کی طرف رجوع کرتے۔ اگر وہاں جواب نہ ملتا تو سنت رسول خدا کی طرف رجوع کرتے اور اگر وہاں بھی جواب نہ ملتا تو جو صحابہ رسول موجود ہوتے ان سے مشورہ کرتے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان

نے جیسی طریقہ جاری رکھا۔ ابیہ قوتا ممکن ہے کہ کتاب اللہ جسی مباح کتاب
میں کسی مسلم کے لئے حکم نہ ہو۔ یہی نتیجہ ممکن ہے کہ ان بزرگوں میں کتاب
الہی میں سے اخذ احکام کرنے کی قابلیت نہیں (البلاغ المیں ص ۲۰۷)

یہ را فضی ششن نجاحاً حوصلہ ہے کہ صحابہ کرام کو برباد چاہیں کہتا ہے۔ ان کی
کمزوری بتاتا ہے کہ قرآن سے اخذ احکام کی صلاحیت نہ تھی۔ حالانکہ خود قرآن سے تابدی ہے
 بلکہ اس کے ابتداء نے بھی کبھی قرآن کھول کر نہیں دیکھا۔ دیکھتے کیسے شیعہ قرآن تو امام علیہ
 ہے بھائی چوبارہ سو سال سے مفقود اخبار ہیں۔ را فضی ان کو قرآن لائے کے لئے بلا تے رہتے
 ہیں۔ سچل اللہ فرج بک و سہل اللہ محرج بک یا مشتریات القرآن یعنی اے قرآن لادے لادے
 پھر نے دائے امام صاحب اللہ آپ کا بھلت آسان کرنے اور جلد آپ کو بھالتے۔ گویا امام صاحب
 مان کے پیٹ میں قرآن کی ہمراہی کی وجہ سے پھنس گئے ہیں۔ یہ شیعہ کہتے کہ پہلے قرآن کو باہر
 ڈھکیں؛ د۔ پھر خود مل آتا یا خود مل آؤ قرآن بھلت رہے گا۔ فرماتے ہیں حدیث الشفیعین میں ہے
 کہ قرآن اور راہیں ہیت کی جدائی ہوں گے۔ تو اب آپ یہی جانتے جدعاً نہ ہوں گے تو علی ہی
 ڈپائیں گے۔ الشفاء الشرقاۓ۔

نصری کتابیں خلاۓ کا بہتان | ایک جگہ لکھتا ہے۔ ایک نبایت
 قیمتی مشورہ حضرت ملی نے حضرت عمر
 کو دیا کہ اسکندر ری کی لا یہی ری کو بنہ جلایا جائے بلکہ اس کی کتابوں کو محفوظ
 کر لیا جائے (البلاغ المیں حصہ دو ص ۱۷)

بطاہرا میں تیر کی گنجائش نہیں مصر کے کتب خانے سے را فضیوں کو کیا کام
 مگر نہیں وہ عمرؓ کو پدنام کرنے کے لئے جو بھی بات بنا سکیں گے بناؤ کہ پہلے کو دیں گے اچھا چلے۔
 تسلیم کریں کہ حضرت عمرؓ نے مصر فتح کیا اور وہاں کی کتابیں اپنی لامی کی وجہ سے جلانے میئے گئے۔
 مگر یہ مولا علیؑ ان کو منع کرنے کے پہنچ۔ آپ کو اپنے دشمن غاصب فلاقت کو نیک مشورہ
 دینے کا مشورہ کس نے دیا۔ اپنے نگاہ کا پھرنا بھول گئے۔ فاطمہ کا مجرد ہبہ یاد نہ آیا۔ اور سلط
 دشمن کا بھی خیال رکیا۔ مشورہ دیتے ہیں گے۔ رکھتے آقا صاحب آپ پڑھنے لگئے بھی ہیں فیرے
 ششن نجج بھی۔ رکھکے ہیں۔ قالوںی داؤں نجج بھی جانتھیں پھر ایسے جھوٹ کیوں پیش کرتے ہیں۔
 جنہیں خدا آپ کے بزرگ جھلادیں آپ کا یہ اخراج ہائیورت جھلماچ کا ہے۔

شاید آپ نے عام تاریخ کے علاوہ سید امیر علی کی تاریخ اسلام میں کبی پڑھنے کی رسمت نہیں فرمائی وہ لکھتا ہے۔ لور خود مشیحہ ہوتے ہوئے لکھتا ہے۔

حضرت عمر کے حکم سے اسکندریہ کا کتبخانہ جلا دیا جانا بالکل بے اصل اور جو ٹووا اور ٹوہر ہے۔ قیصر جولیس اور شہنشاہ تھیوڈیس نے وہ بان چھوڑ رکھی کیا تھا۔ جو مسلمان ساتویں صدی میں ہاکری باد کرتے۔ مصری کتبہ میں قبل مسیح اور جو تھی مصری میسوی میں تباہ کردی گئی تھیں (تاریخ اسلام ص ۲۵)

علام حنفی تاریخ ہلت عربی میں لکھتے ہیں یہ صرف ایک فرضی عذر لطفیت بغدادی کی شرارت ہے جس نے بہری باری کبانی لکھ کر مسٹر ۱۷۳۴ء میں شہر کی اور بھر کے مصنفوں نے اس پر عاصیہ آرائی گئی۔ (ص ۲۵۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا مدفن

ذہنیت کی جماعت کا اندازہ لگائیے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے ذہب کی بیانات میں اصحاب اور ازواج رسول برپہ۔ ان کو بد نام کرنے کے لئے یہ قلیل سے ذلیل مجموع ہوتے اور بہتان لگانے سے نہیں چوکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان توسیع بے دین میں اور عیسائی میں ان کی روایتوں کو پڑھ کر مشرم سے سر جھکا لیتے ہیں مگر ان کو غیرت نہ آتا تھی نہ آئی۔ کوئی سمجھانے کی کوشش کرے تو اس کے پیچے ٹھیک جاتے ہیں اور اسے بھی دعث ملامت کا مرکز بنالیتے ہیں امیسا کہ جماںی صاحب کے ساتھ کیا ہمارا ہے عزوان بالا ایک راستی رہایت سنئے اور پھر دوسرے مجتہد صاحب کی تردید دیجئے۔ پہلا حضرت امیر معاویہ کے خلاف مذہب انجام لئے کو شمش کرتا ہے اور دوسرا شاہ سعود کے خلاف نیزوں کو دروغ لانے کرتے اپنے بزرگ کو جھپٹلاتا ہے۔ اور ازواج رسول کا انتداب دی جاتا ہے۔

کتاب جیب السیر دریج الابرار میں ہے کہ مسٹر میں معاویہ نے زید کے لئے بیعت لیتے مدینہ آیا اور امام حسین۔ عبد الرحمن بن بابی بکرہ عبد اللہ بن زبیر کو رنجیدہ کیا۔ اس وقت عائشہ نے (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ) زیاد طعن و ملامت معاویہ پر کھوئی۔ معاویہ نے پانے لگرمیں ایک چاہ گھردایا اور اس چاہ کے مٹہ کو خاتا ک سے پوچھیدہ کر دیا

اد را اُس پر تایک کر سی آپوں کی بچپوں والی بعد ازاں عائشہ کو پہ بہانہ
ضیافت طلب کیا اور اُس کر سی پر ٹھایا مامعاشرہ اُس چاہ میں گرفتاری اور
معاویہ اُس چاہ کے من کو چونہ اور عکس سے متخلک کر کے لکھ کو پھلا گیا۔

(ایقاظ النالین ص ۳ و کنز المطاعن ص ۲۲)

مگر سید العلما سید علی نقوی کو ضرورت پڑتی ہے کہ بدایلوں قسم کے ملاؤں کو
بلاؤ کر شاہ سعید اور اُس کی قوم پر لعنت بیجھے تو ایک رسالہ موسمر قبۃ و قبور تالیف کرتا ہے
جس میں سارے اماموں، عصموں اور مظلوموں کے قبوں کو کھود بھینک جانے کا ذکر کرنے
کے بعد سینوں کی غیرت کو لکھاتا ہے۔

”جنت البیتع د، مقام ہے جہاں اصحاب رسول ازوایح رسول
اولاد رسول اقراباً رسول۔ آئد دین آئد علم، غرض ہر وہ گروہ جو اسلامی
نظر سے معزز ہے اور حس کی عظمت مسلسل اؤں کے لوح دل پر نعش پر مدفن ہے
(قبۃ و قبور حصہ ۲۲)

دیکھئے مجتبہ صاحب کے دل میں اصحاب رسول دا زواج رسول کا کتنا قلق ہے
کس محنت سے جنت البیتع کا تذکرہ فرمائی ہے؟

آجے لگھتے ہیں۔ اہمات المؤمنین یعنی ازوایح رسول کی قبریں اسی لبقع
میں تھیں۔ چنانچہ وقت وفات حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مجھ کو وہیں لبقع
میں دفن کرنا جہاں میری اور بھنیں (ازوایح رسول) دفن ہیں۔ چنانچہ اسی
وصیت کی بنا پر جناب عائشہ یعنی عام روایت کے مطابق جنت البیتع میں
دفن ہیں۔

آپ کہیں ہے کہ اس مجتبہ کو اصحاب دا زدواج رسول سے ہمدردی نہ بھی ہو
تو کم سے کم یہ واقعات لا قیامت داری سے سپرد قلم کیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ اُس کے
آخری فقرے میں عام روایت کے شو شے سے اُس نے سبایوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ
میرا بھاں تو دھی ہے جو تمہارا ہے۔ یہاں مصلحتاً اس طرح لکھا پڑ رہا ہے۔ تاکہ عامہ مسلمان
یعنی سئی بھی شاہ سعید کو قبۃ کھود دلانے پر گا بیاں دیں جس طرح بدایلوں صاحب جنت لمبع
کے قبوں کے تروانے سے ہماری ہیں کہ وہاں جا کر قبروں کی پوجا نہ کر سکے۔

حالانکہ شاہ سعید نے زبان بیوی کے مطابق صرف وہ قبیلے گروادی کے جو صدر دل کی طور پر منسلک ہوں اور فاادر دل کے قبیلے ہیں تھے اور پیش پالنے کے دھنڈے کے طور پر استعمال کئے جا رہے تھے۔ جہاں تاچ گانے اور قوا لیاں سوتی تھیں اور دیغیں گزرتی تھیں خود رسول اکرم نے فرمایا ہے۔

لَعْنَ اللَّهِ عَلَيْهِ مُؤْدِدُ الْنَّصَارَىٰ إِعْنَدُهُ وَ
لَعْنَ الرَّأْنَبِيَاٰ يَنْهَمُ مَلَحَدًا -
کی قبر دل کو بُعد قرار دے لیا ہے
تو معمولی آکا ہر دین کی قبر دل کی پوجا کے لئے آن کے مقابلہ قائم رکھنا اور بے دینی پھیلہ ایک سچے مسلمان یا دشائے کو کیسے گوارہ ہو سکتا تھا۔

علوم نبیں نقوی ماحب حضرت امام الحصر کے خانہ کعبہ اور دیگر میثار داں بھروس کے انہدام پر بھی اعتراض رکھتے ہیں یا اسے ضروری سمجھتے ہیں۔

تبرانی دعائیں | ناظرین کی داقفیت کے لئے چند شیعہ دعائیں نقل کرنا یہے جاذب ہو گا۔
ایکو نکہ اول تو مذہب پچھا یا جاتا ہے جس سے عوام کو آنکھ پڑتے ہیں
سکا کہ اصل میں اس نہب کا کیا ہے۔ دوسرا مجتہدین و شیعہ علماء کے مذاہکے خلاف
ہے کہ مذہبی اعمال سے ہر کس وناکس کو دافت کر دیا جائے گا کہ ان کی دست نظری اور
ہدایت، تو شیخ حنفی مولانا نجم الحسن اکراوی لکھتے ہیں۔

لَا يَخْرُجُ كَمْ مِنْ حِلْمٍ شَاهِنْدَهٌ شَاهِنْدَهٌ عَشْرَيْرِيٰ مِنْ اسْ قَدْرِ وَظَاهِرَتْ وَاعْمَالِ مِنْ
كَمْ يَخْرُجُ مِنْ حِلْمٍ عَوَامٌ اُنَّ كَمْ لَكَنْتَ كَمْ كَمْ كَمْ لَكَنْتَ كَمْ لَكَنْتَ كَمْ
عَشْرَيْرِيٰ كَمْ بُجَّيْ بِجَلَاسِكَتَنْ هِنْ حِلْمٌ عَوَامٌ مَقْبُولٌ حِلْمٌ

یعنی نہب کی انجارہ داری پہنچ توں اور پر ڈھنپوں کے باخنوں میں رہنا ضروری
ہے سیکڑوں اعمال اور بڑا رون دعائیں اپی لئے داخل نہب کی کوئی ہیں کہ آدمی دیکھ کر جبراۓ
اور ان پر عمل کرنا ان مکنات سے تحریکے پھر اسان نسخے بیانات کے مولویوں سے پوچھتے تو دہنلاں
کہ میاں حرم میں پہنچ آنزو بیانے سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ شب نہیر میں آنکھ کرنے سے
وہ شمار میں آتے۔ زیارت امام حسین پر ٹھنے سے سیکڑوں حج کا ثواب میں جاتا ہے۔ اور
آدمی چالیس سال قبل حشر و حشر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اعمال شب ما شورہ۔ جناب امام حضرت صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ جو مومن شہباد اس تاریخ میں بجا لائے ایسا ہے کہ
ہمارا حضرت کے شہید ہوا ہو۔ اور اگر شہباد میلاری کرے اور پاگری دناری
رہے تو ایسا ہے کہ عبادت جمع ہاگہ اور ثواب ستر برس کے عین ضرکا
واسطے اس کے لکھا جائے گا۔ (تحفۃ العوام مقبول ص ۲۱۳)

زیارت عاشورہ بہت طویل ہے اسیں چند سلام ہیں اور باقی تہراً بھی نیز
پر لعنت اور پھر ان کی قوم پر لعنت۔ اُن کی اولاد پر لعنت اور اُس امت پر لعنت جو ان کو خلیفہ
جائے درج ہے۔ اور اس کے فضائل درج ہیں جو لوپر درج ہیں۔ زندگی میں صرف ایک بار
پڑھ لینے سے امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے کام تبدیل جاتا ہے۔

لیکن اگر یہ طویل دعا پڑھی بھی نہ جاسکے اور وہی مراتب عاصل کرتا مقصود ہو تو
رفضی علامہ محبلی کی بتائی ہوئی حب ذیل دعا سوبار پڑھئے۔

لے اللہ عزیز بیک پیلسے ظالم پر جس نے محمد
اور آل محمد کا حق غصب کیا اور اُسے
بعد ہونے والے خلیفاؤں پر بھی اُسی طرح
سے۔ لے اللہ عزیز بیک اُس جماعت پر جس
سے حسین صلوات اللہ علیہ وس علیہ
ان پر جنہوں نے حسین کے قتل میں حصہ لیا
ثرکت کی یا تائید کی۔ لے اللہ ان سب پر
لعنت بھیجا رہ۔

اللّٰهُمَّ اعْنِ اُولَٰئِكَ الظَّالِمِينَ
دَأْلَمَهُمْ وَلَا خَرَّتْ اَيْمَانُهُمْ عَلَىٰ ذَلِكَ
اللّٰهُمَّ اعْنِ الْعَصَابَةِ الَّتِي جَاهَدَتْ
الْحَسَنِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَتْ
وَمَا يَعْتَدُ وَتَابَتْ عَلَىٰ قَتْلِهِ-اللّٰهُمَّ
الْعَنْهُمْ جَمِيعًا۔

(تحفۃ العوام مقبول ص ۲۱۴)

اسیں حضرت ابو بکرؓ سے یہ کہ موجودہ دور کے بدایوں تک سُنی مسلمان شامل ہیں۔

دعاۓ صحنی قریش | ابن عباس سے مردی ہے کہ ایک رات نماز کے بعد انہیں المؤمنین
کو کچھ دنائیں پڑھتے سننا۔ پوچھا یا کیا دعا تھی۔ فرمایا

دعا صحنی قریش ہے قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبیلے میں محمد لور علی کی بانی
ہے جو شخص اس دعا کو پڑھئے۔ اس کو ایسا لٹو اپ ہو سکا کہ اس نے آنحضرت
کے ساتھ جنگ اُمد میں اور جنگ جتوک میں جہاد کیا اور حضرت کے رددہ
شہید ہوا۔ نیز اس کو تو اپ سرچ اور سترے کا ملتے گا۔ حضرت کے ساتھ

بجا لائے جا۔ اور ہزار جمیزوں کے اوز دن کا تواب حاصل ہوگا اور قیامت میں اس کا حشر جنپ رسانہ تھا اور آئے معصومین علیهم السلام کے ساتھ ہوگا۔ اور خطاوند عالم اُس کے تمام گناہ سمجھ دیے جائے۔ اگرچہ بعد دستارہ ہائے آسمان و ریک ہائے صحراء اور بریگ ہائے درختاں ہوں۔ اور دشمن خدا پرست اماں ہوں ہوگا۔ اُس کی قبریں ایک دروازہ بیت کا گول دیا جائیں گا۔ جس حاجت کے لئے پڑھتے گا پوری ہوگی۔ (تحفۃ العوام ص ۱۵۱)

یہ دعا کے فضائل بیان ہو رہے ہیں یا اللہ میان کے تواب کا مذاق اڑایا جائیں ہے۔ اس کا اندازہ خود صاحب شور ناظرین کریں۔ مگر اتنا ضرور و واضح ہو گیا ہے کہ شیعہ مجتہدوں نے ایسی ہی مفسدہ پر دار رواستوں سے شیعوں کے دلوں سے دین و مذہب خدا اور رسول۔ امام اور معصومین سب کی عنت ختم کر دی ہے اور ان کو دھوپ کے میں ڈال دیا ہے۔ سمجھتے ہیں جبکہ بھی کوئی تبرائی دعا پڑھیں گے ساری عمر کی عبا و عوت ادا ہو جائے گی۔ گویا تواب بھی بھوسی مکروہوں کی طرح لوٹ کر وہیں بھر بھر کے تقبیم ہوگا۔ اور شیعہ اُسے ساتھ لے کر بخیس گے۔ اس صفائی تریش والی دعائیں ہے۔ اللهم صلی علی محمد وآل محمد۔ اللهم الععن صنمی قریش و جیتہم و اطاع غوثیہم و اتفکیہم۔ وغیرہ وغیرہ طویل لغویات پورہ حضرت علی کے منزہ سے او اکرو اتی گئی ہیں۔

پہلے جملے جی کو دیکھئے لے اللہ محمد پر صلاۃ بسیع اور راس کی آل پر صلاۃ بسیع اور اے اللہ صنمی قریش پر لعنت بسیع یہ صنمی قریش ان کی زبان میں خلق کے ثلاثہ ہیں اور باقی سب ان کے دوست اور ان کے ساتھی ہیں جن پر حضرت علی لعنت بسیع رہے ہیں جس سے نہ سب بنلنے والوں کی دلی خجالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بایت متعہ متعہ ناصول دین ہیں ہے نہ فروع دین میں مگر نہ سب شیعہ میں اس کا مرتبہ سب اعمال حسنے سے بلند ہے۔ اور اس کا تواب انداز۔ بودہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور جبار سب سے زیادہ ہے۔

متعہ کے فقیہی مسائل [حدیث ہیں فرمایا کہ عذاب نہ کیا جائیگا وہ مرداد وہ عورت کو متعہ کرے۔ کیونکہ یہ حرام سے اپنے اختیار سے بچے اور مگر عورت عصیفہ چوہ۔ شوہزادار نہ بو] (تحفۃ العوام)

مل خالد کا:- جاننا چاہیے کہ متعدد رثاں مسلم یا اہل کتاب یعنی یہودیوں
یا نصرانیوں سے درست ہے اور زین بُت پرست اور ناصبیہ اور فارجیہ
سے درست نہیں۔ مگر اہل کتاب کو منع کر سکاں نجاست اور شراب و تحریر
دنیوں سے اور نہ جانے دے اُن کو معاہد میں اُن کے اور کسی کی لکنیز سے
بغیر اجازت اُس کے آقا کے متعدد درست نہیں۔ اور اگر زوجہ منکو وحدۃ
کی بھائی بھتی سے متقد کرے تو اجازت زوجہ درکار ہے۔ اور زین
زانیہ یا فاختہ سے خصوصاً بازاری کبیلوں نے جن کا میثہ ہے یقین کرنے
سے حضرات مخصوصین نے ڈرایا ہے۔ مگر یہ تو یہ کہیں لے جائے ہے۔
(تحفۃ العوام مقبول ص ۲۳)

یہاں قابل غور باتیں پھر سن لیجئے:-

۱۔ متقد کرنے والے مرد اور عورت پر عذاب نہ کیا جائے کا یعنی عصوم ہو جائیں۔
۲۔ متقد عفیفہ و پاک باز ستیمہ عورتوں سے کرنا چاہیے۔ نہ ملیں تو یہودیہ و نصرانیہ
سے کیجا سکتا ہے۔ لیکن آنکہ کرام نے مشرک بہت پرست ناصبیہ یعنی ستیمہ
عورتوں سے متقد حرام بتایا ہے غالباً حضرت عمر کے ڈر سے جخون نے متقد حرام
کر دیا تھا۔

۳۔ یہودی کی بھائی بھتی پر دل آجائے تو یہودی کی اجازت سے بغیر اُس کے ماں باپ
کے اطلاع کے بھی متقد کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ بازاری عورت سے متقد کرنا ہو تو اُس سے لوب کر والینا چاہیے۔ اور نہ کریں
تو ڈرتے ڈرتے متقد کرنا چاہیے۔ کیونکہ اماموں نے ڈر لیا ہے۔

۵۔ زین معمود و صیغہ اور زال زان اور عرب تدہ اور مظلہ باین کا لفظ ساقط
ہے اور زین معمود کا سواہ نہ ہر کے کوئی حق ذمہ شوہر کے نہیں ہے۔
(تحفۃ العوام ص ۲۷)

یہ دوسری سہولتیں ہیں یعنی صغیرہ دنائزیاں ہو یا ان اور مستاعنی عورتیں نان لفظ
کو حق نہیں رکھتیں غالباً یہ یہودی کی بھائی بھتی سے متعلق ہے جس سے ماں باپ کی اطلاع
کے بغیر یہودی کی اجازت سے متقد ہو اتھا۔ ظاہر ہے بھوٹی بچیاں خالو جان یا بچو پھامیاں سے

نفقة طلب نہیں کر سکتیں نہ گھر جا کر اماں اپا سے خشکایت کر سکتی ہیں پھر نفقہ کوں دلا جائے گا۔
ان کے لئے وہی زر ہر کافی ہے جو خالو جان دے دیں۔

فائدہ عدالت میں ہوتا ہے کہ اب بخشن دینا بقیہ مرد کا زان متعدد کو بدلے
طلاق ہے۔ پس عورت علیحدہ ہو جائے بغیر طلاق کے اور اتنی تدبیح عدت
رکھنے کی حمل کا مشبد جاتا ہے۔ اور ان میں سے ایک دوسرے کو میراث
نہ ملے گی۔ (تحفۃ العوام ص ۲۳۷)

مُتعدد چونکہ مرد عورت کا ہائی معایدہ ہوتا ہے جس میں وکیل اور گواہ کی صریح
نہیں ہوتی اس لئے طلاق کی بھی شرط نہیں ہے۔ البتہ بقیہ حصہ معاشر کر دایا جا سکتا
ہے۔ مثلًا شیب بھر کا مقدار عوض ہر مبلغ میں روپیہ سکہ رائج طے پایا تو نصف شب کے
بعد عورت کو اجازت ہے کہ باقی حصہ رات کا معاشر کر لے اور اپنے گھر چلی جائے تاکہ
والدین خفاذ ہوں۔ مگر یہ نہیں کہ وہاں سے جا کر فوراً دوسرا متعہ کر لے۔ اسے عدت
گزارنا چاہیے۔ یہ عدت کیا ہے۔ علام نقی النقوی کی معرفتہ آراء کتاب حتحہ اور اسلام
میں ثقہ اسلام محمد بن یعقوب کلینی سے ہے۔

ابو یصری روایت ہے کہ شریعت میں ضروری ہے کہ مرد
عورت سے کہیں تجھ سے شادی کرتا ہوں بطور مقدار اتنے دلوں کے
لئے اتنے ہر پر مشرعی طریقہ سے بغیر فزان غیر مشروع کے کتاب خدا
و سنت نبی کے مطابق اس طرح کہ تجھے میری میراث نہیں ملے گی اور ہر دوں
تیراوارث ہوں گا۔ اور تجھکو افتراء کے بعد ۵۰۰ دن حدہ رکھنا ہوگا۔

(متقدہ اور ما سلام ص ۲۷)

یعنی متعاقبی عورت سیاۓ زر ہر کے اور کسی چیز کی حصہ رہیں ہوتی، جیسے
واجد ملی شاہ تابدعاً در عدید قید ہو کر جیل گئے اور ان کی چار پانچ سو متعدد ایں پانے
اپنے ماں باپ کے گھر جا کر آبائی پیشہ کرنے لگیں۔ زندگیوں کے بخاریوں۔ بخاریوں، ڈھوینوں
اور ٹھڈیوں کا۔ انھیں شایدی درخت میں پکھہ نہیں ملا (بریخانہ۔ واجد ملی شاہ افتر نہمودی)
اور عدت کا محاکمہ جو نقوی صاحب نے ۵۰۰ دن پڑا یا ہے اتنا سخت نہیں اس
میں کسی زیادتی کی پڑی بجائی نہ ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے۔

پس واضح ہو کہ اگر متغیر میں مہر اور مدت معین نہ ہوں تو متغیر باطل ہے
جیسا حدیث جناب عاصی علیہ السلام میں ہے۔ اور مقدار ہجر و تھین مدت
حرب ماضی طفین ہو گی۔ ہرجند ہر ایک کفت آر دگنڈم ہو یا ایک دریم اور
عدۃ پینتالیس لوز ہیں اور احتیاط اس میں ہے کہ پینتالیس شہیں بھی دن میں
شال ہوں، جیسا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں، اور قبل از تھنائے
مدت مدت دوسرے تھنے پر اس سے نکاح یا مستحہ حرام ہے۔

(صلاح الرسم ص ۲۷)

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ متغیر کی شرطیں آساناً اور لوچنڈار ہیں
متغیر کی مدت ایک گھنٹہ سے لیکر ایک ہفتہ، ایک ماہ، ایک سال یا ایک صدی بھی ہو سکتی ہے
مگر عورت کے حقوق مذکور کے برابر نہیں ہو سکتے۔ متغیر کا ہجر، ہجر فاطمی سے بھی کم ہے یہ چنکی
بھرا ہے اور ایک چونی سے بھی ادا ہو سکتا ہے۔ اور مری مدت تو اس کے نئے ۳۵ دن
ہمارہ بارہ گھنٹے کے بھی شمار کئے جاسکتے ہیں یعنی ۲۳ دن اور ۲۴ راتیں ٹیکسوں رات دوسرے
متغیر کا انتظام ہو سکتے ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ۳۵ دن رات صبر کیا جائے، ایسکن
عمر سیدہ ہو رہوں کو کچھ مزید رعائیں حال ہیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ متغیر میں بھی لحااظ مدت ضروری ہے تا ختم
عدۃ دوسرے تھنے سے وہ عورت متغیر نہیں کر سکتی مگر جو عورت ساقطاً نہیں
ہے اس کے لئے مدت کا دیکھنا ضروری نہیں بعد ختم میعاد دوسرے
تھنے سے متکر سکتی ہے۔ (تمس فضی ۱۳۸)

یعنی جاں سال کی عمر کے بعد ساری پابندیاں اٹھ جاتی ہیں کیونکہ حمل بالآخرہ
نہیں رہتا ایسی عرواء الی ہر شب نیا متغیر کر سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ متغیر کے تواب کو دیکھتے
جتنے زیادہ متغیر کرے گی اتنی بھی زیادہ پالباز اور غیبت نہ منہ سمجھی جائیگی۔ وہ دن کو بھی نیا متغیر
کر سکتی ہے۔ اس لئے سال میں تین سو پینٹھ کے بجائے ۳۰۰ متغیر کے تو زیادہ تواب ہے۔
متغیر درودیت کے جائز ہونے سے علامہ نقوی اپنی کتب متغیر اور اسلام
میں اکابر فرماتے ہیں۔ آپ نے بڑی بھی چوری صفائی پیش فرمائی ہے۔
متغیر کے مسئلہ میں علمائے مشید کے متعلق جو تہمت طرانہ یاں کی ۔

گئی میں اُن کی فہرست طویل ہے، لیکن جنیب دغیرہ بحثت انگریز اور انگریزی
مشرناک اتهام جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ کہ شیعوں کے یہاں متقد دوریہ
کا وجود ہے۔ یعنی ایک سورت سے متعدد مردوں وقت واحد مقام کر سکتے
ہیں اس طرح کہ ازاں اول یہ قرار داد پڑگئی ہے۔ ظہر تک مثلًا وہ ایک
کے پاس احمد خبر سے عصر تک دوسرا، اور عصر سے نزب تک تیرے
اور اس طرح متعدد اشخاص کے پاس باری باری بدھتی رہے۔ یہ یہ
متقد دوریہ جو مخالفین متقد کے دل و دماغ کی ایجاد اور رائے کے نفاذ
خیالات کی پرواز کا نیقہ ہے لیکن جس کا پستہ علمائے شیعہ کی کتب فہرست اور
سائنسی حدیث و اخبار سے نکال دیتا دیسا ہی ناممکن ہے کہ جیسے مغرب

ہٹلوں ع آفتادب (معتمد اور اسلام ح۳)

مگر معلوم ہوتا ہے کہ نقوی صاحب اپنے بزرگوں کو جعلانے پر تکہ ہوئے
ہیں۔ اس نکاح دوریہ کا ثبوت ان کی ہر زندگی کتاب میں موجود ہے۔ قاضی نور اللہ شوستری
صاحب المذاہب میں اس کو جائز لکھتے ہیں۔ نقوی صاحب بتلا نیں کہ شیو ستری جو مما
تحایا آپ جھوٹے ہیں، مستید مہدی علی مؤلف آیات بتیات نے مجی شیعہ سے سُنی ہو کر اس
اعتقاد کی مذمت کی ہے۔

آپ کہیں گے متقد کی یہ خوبیاں تو کچھ بھی نہ ہوں میں بھن زنا کاری کو حلال
کر دینے سے تو کوئی صاحب ہوش پا یہاں ادا نہ رہ س نہیں کو اختیار نہیں کر سکتا پھر کیسے
یقین کیا جائے کہ تواب رام پور شخص متقد کی غاعل راقضی ہو گیا تھا۔ اور نظام حیدر آباد
نے جب اس کے حرم کی تعداد بچاں سے اوپر ہو گئی تو خود کو شیعہ مشہور کر دیا اور اس
طرح چار سے زیادہ بیویوں کا جواز پیدا کر لیا۔ ظاہر ہے بروطانی حکومت کے زمانے
میں وہ لوڈیاں اور کنیزیں نہیں کہہ سکتے تھا۔ جن کی خرید و فروخت انگریزوں نے
بند کر دی تھی۔ مگر متقد کے معاملے میں وہ بھی دخل نہیں دے سکتے تھے۔ اچھا تواب وہ فضائل
ہیں جن سے جاہل لوگوں کے منہ میں پانی آ جاتا ہے اور وہ اپنے بذبب پھوڑ کر شیعہ
بن جاتے ہیں۔

متقد کے فضائل | علیہ کس شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ

مُتّحد کرنے والے گوئٹا ب ہے فرمایا کہ اگر خدا نے ترا درخواست اس کے
منکر کی مطلوب ہو تو غورت سے کوئی کلام نہ کرے گا مگر بعض اس کے خدا
ایک حصہ اس کے اعمال میں لکھے گا۔ اور اس کی طرف با تحد نہ بڑھا ہیں کہ
مگر ایک حصہ اس کے اعمال میں لکھے گا۔ اور جب اس سے مقاومت
کرے گا تو خدا اس کا ایک گناہ بخٹھے گا۔ بورجہ غسل کرے گا تو خدا
بلقد ریال کے حینہ بربانی جاری کا ہو گا گناہوں کو بخٹھے گا میں نے کہا بلقد
ہالوں کے ذریماں کچھ جنپ رسول اللہ کو معراج ہوتی تو ذریماں کو مجھ سے
حریل لخت ہوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں نے بخشن دیا منکر کی نیوں والوں
کو جو تمہاری امت سے ہے عورتوں کے ساتھ متّحد کر سمجھیں (صلوٰۃ الrosem)
یہاں درا انہیں باتوں کو لوٹ کر لیجئے جھونوں نے مُتّحد کی اہمیت رافیقیوں

میں بڑھادی ہے۔

۱۔ امام باقر نے کہا "مُتّحد کرنے والے گوئٹا ب ہے اگر خدا نے خدا اور
مخالفت اس کے منکر کی مطلوب ہو" یعنی زماگرنے سے پہلے دل میں صریح ہے کہ خدا
اس سے خوش ہو گا۔ اور میں یہ کام متّحد کے منکر دن کا دل جلانے کے لئے کر رہا ہوں
یعنی وہی تو لا دبترا کا سیارا لیکر یہ حرامکاری بھی داخل زیر بکری گئی ہے۔
جاہل شیعوں کو سوچنے کے لئے موقعہ نہیں رکھا گیا ہے کہ امام باقر مجھے امام اور علامہ
جلی میسے غالی راضی اور دشمن اسلام کے ارادوں میں فرق کر سکیں۔

۲۔ یہودی کے ساتھ مقاومت کرنے میں اشترمیاں نے ایسے قضاۓ نہیں
رکھے مگر ایک ہو گیا کہ نیا آدمی چاہتی ہے مفارقت میں حسم کے
بالوں کے برابر گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ قوم اس سے پادر بھی کرتی ہے یا کم سے نفوی
صاحب یاد رکروانا پاہلتے ہیں۔

امام جعفر سے اس حرامکاری کی تجوییاں سنئے۔

(۳) فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ نہیں ہے کوئی مرد جو متّحد کے
پھر غسل کرے مگر یہ کہ خدا خلق کرے گا۔ ہر تھڑہ غسل سے ستر لامہ ملائیکہ جو استغفار
کریں گے اس کیلئے روز قیامت تک اور لعنت کریں گے اس سے اعتتاب کر نیوں والوں

(اصلاح الرسم ص ۱۴۷)

تائیامت۔

یعنی سپاہی زنا کر کے نہانے سے جو پانی بہتا ہے اُس کے ہر قطعے سے ستر لا کر فرشتہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اُس رانی پر قیامت تک درد دیکھتے ہیں اور زنا سے پرہیز کرنے والوں پر لعنت بھیختہ ہیں۔ اور یہ حکم ان رافضیوں کے بارے میں معلوم ہوتا جنہوں نے متفق ہے پرہیز کیا ہے یا حیثے سے انکار کرتے ہیں۔

۳۔ وسائل الشیعہ ابواب المتفق میں ہے۔ فرمایا جتنا بحاذق علیہ السلام لا کہ مسکب ہے مرد کے لئے تردد مفتک کرسے اور زنہ میں درست ہے مرد کے لئے تم میں سے کہ دیتا ہے نکلے بغیر متک کئے ہر چند ایک بار ہجرا۔ (اصلاح الرسم ص ۱۶۳)

یعنی جو بغیر متک کئے ہوئے مر جائے گا۔ امام صاحب اُس کی تفاسیت نہ کریں گے موجودہ دور کے شیعہ بھائی سوچیں۔ اپنے گھروں والوں کو محروم رکھیں۔

۴۔ فرمایا امام باقر علیہ السلام نے کہ کھیل ہے عمون کا قیصر چڑوں میں عورتوں سے متک کرے آپس میں مزاح کرے یا نماز شب پڑھئے۔

(اصلاح الرسم ص ۱۶۴)

یعنی شیعوں کے لئے یہ تینوں کام ایک مرتبے کے ہیں۔ خواہ دوستوں کے ساتھ ہنسی نداں میں رات گزار دد۔ خواہ جیب میں پیسے دھونے کی وجہ سے ساری رات ناکار میں گزار دیا پیسے ہوں تو متک کر دا اور نواب حاصل کر دا اور مزے اٹھا د۔

اب تو آپ کو یعنی آگیا ہو گا کہ متک شیعہ زندگی میں سب سے زیادہ مبتک کام ہے ہر ہر حرکت پر گناہ دھلتے ہیں کو روشن کے ہر ہر قطعے سے فرشتہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ اسلام کا نام لینے والے اہل بیت کی بخت کا دم بھرنے والے پچھے مومنین کہلانے ہیں مکتبہ امامیہ لاہور کی طلبہ مکتبہ "اقم اور اسلام" میں علامہ لفڑی لکھتے ہیں:-

"حضرت اسماء بنت ابویکر سے مردی سہم کر رسانہ کے زمانے میں ہمارے ساتھ متفہواں" کہاں ہیں متفہ زنا و حرام کاری کے ناپاک الفاظ سے یاد کرنے والے از را انکھیں کھول کر دیکھیں قریشی تھی خلیلہ العبار

رسول اکرم کے خسر محترم اور آیندہ ہونے والے خلیفہ السلیمان حضرت
ابو بکر بن ابی قحافی کے سے پاپ کی بیٹی اور وہ کیا کہتی ہے ۔

(مسند اور اسلام ص ۱۸۹)

اس دلدار المقصدیت میں دین رافضی کی جرأت دیکھئے اپنی ماں بہنوں کی
حرام کاری کی پروپریٹی گرفت کے لئے اُس بے حیاتی سے خلیفہ اقبال کی پاپ راں طاہر اور
مطہر بیٹی سے اپنی ناپاک روایت کو جو کسی دلمن اسلام خبیر رافضی نے تراشی ہے منوب کرتا
ہے اور مسلمانوں کی غیرت کو لکھا رہتا ہے ۔ مگر افسوس نہ ملابد آیا تو اس کتاب کو ضبط کرانے
کے لئے بولتے ہیں اور نہ ملنا مودودی جن کا تائیدی ارشاد گرامی زینت گرد پوش کیا گیا ہے ۔

ہبہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان رافضیوں کو مقعہ کرنے سے آخر رکھا کس نے
ہے اسلامی دین میں جگہ جگہ چکلے آباد ہیں ۔ عیاشیاں ہو رہی ہیں ۔ کراچی میں لوزائیدہ پنج
نالیوں میں پھینکے جا رہے ہیں کوئی روک ڈکھ نہیں کرتا بھر الگ آپ اپنے آبائی ذریعہ معاش
کو اختیار کر لیں یعنی اپنی ماں بہنوں کو اس دھن سے سے لگا دیں تو کون احتراز کرتا ہے ۔
بلکہ آپ ایک سانچ بورڈ لگادیجئے ۔ ”لولالی متعہ گھر“ سمجھئے اور جانتے والے دہائیں
جائیں گے ۔

آپ کہیں گے یہ مُتحصلی عجیب سی نہ ہے حسن رافضی سے پوچھو دہ گرجاتا ہے اور
جس عجدر کو دیکھ دے جی رہا ہے ۔ آف پیارے ہوئے ہو جئے متہ روکا لیا گیا تھا اُن کی ماہ بہنوں
کے ساتھ زیادتی کر دی گئی ہے مذہب امامیہ کے شش نجی بھی اس ماتم میں سب سے
آگئے آگئے ہیں ۔ اُن کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ متہ کو روکنے کی ساری ذمہ داری حضرت
عمر ہبہ ہے ۔ اسی لئے آپ نے اماموں کے اقوال میں دیکھا ہے کہ جہاں متہ سے خدا اور رسول
خوش ہوتے ہیں اور فرشتے دعا کرتے ہیں وہاں منکریں متہ پر لعنت بھی سمجھتے ہیں اور یہ
اشارہ دراصل حضرت مُحَمَّدؐ کی طرف ہوتا ہے ۔ آغا صاحب چونکہ پاپ بے حیا ہیں وہ اشارہ
کے بجائے صاف الفاظ میں لکھ دیتے ہے گھبرا تے ہیں فرستہ

”حضرت مُحَمَّدؐ کی حافظت فی امور دین کو بہت سی مسائل میں پیش گزی
لہرواقعہ یہ ہے کہ خود اپنے علم پر اعتماد دیکھو وہ ذکر کے ہر ایک صحابی
رسول کو جامور فقة میں مداخلت کی اجازت حضرت مُحَمَّدؐ نے دی اس نے

سلام میں بہت سی خرابیاں پیدا کر دیں۔ صرف ایک شال یعنی میان کرنے
جس نے اسلام کو بیت المقدس پہنچایا جاب رسول نبی نے عالم فردا
ستہ النساء کو جاری کیا۔ حضرت عمر کی عقل نے بتایا کہ وہ رہنمائے مراد فہ
ہے لہذا منور کر دیا ॥ (البلاغ المبين حصہ دوم ص ۵۶)

دیکھئے آفاصاحب کو یہی متوجہ کر جائے کہا ہے اقلق ہے۔ ردِ کتنے والے
کو کھلے بندوں کم عقل اور دین میں مخالفت کرنے والا تھیرا ہے ہیں۔ کیونکہ اس نے
یہ خوبیوں کی افترا پر رازی اور ستر اڑتے کا قبل از وقت میر باب کر دیا تھا در راجحہ اسلام
ابنی ہمارے فیضوں کے رحم و گرم پر ہوتا۔ خیر سے آفاصاحب ایسے دور میں پیدا ہوئے ہیں۔
کہ اگر خود مُتقہ کی اولاد ہوں یا آپ کے اہل بیت متعدد النساء ملکہ مسٹر دو ریہہ کرنا مشرع گردیں
تو یہی کوئی اعتراض نہ کرے۔ یہی سمجھئے کہ نجع صاحب کی پیش آخراء جات کو مکتفی نہ ہوئی ہو گی
 بلکہ ہمارا تخيال ہے کہ لوگوں کو چند و دی پسیا ہو جائے اور وہ ۱۹۴۷ءی خدمات پیش کرنا شروع
کر دیں۔ مگر آپ ہیں کہ شور چاہیے ہیں۔ قلم کی دہائی دے سہی ہیں اور تبر افراہی ہے ہیں۔
آپ کو قانون کے طاوہ فلسفہ پر بھی عبور حاصل ہے۔ آپ کا فلسفہ ملاحظہ فرمائیے۔

فلسفہ و مفہوم ایک انسان ہا ہدہ ہے کہ جس کو ایک فرقی اپنی مرضی سے جب
بیجا چاہے شع کر سکتا ہے۔ لفظ طلاق کیا اور معاہدہ شع ہوا۔
جس کو آپ نکاح و ایک گھنیتی میں وہ داہی تو کیا اس میں تو ایک لمحہ کی بھی
مدرسی قیمتی نہیں ہے۔ بغیر وجہ بتائے ہوئے۔ خاوند طلاق دے سکتا ہے۔
مسنیں عورت کو اتنا تو لفین ہو سکتا ہے کہ زمانہ مقتبک وہ امن ہیں ہو۔
ستہ تو دراصل مرد کی اس آزادی طلاق پر ایک قید ہے۔ وہی ہر روزہ ہی
مدرس۔ وہ بھی فرانسیس دھوق پر ورش اولاد صرف یقین مدت و عدم
یراست کا ذوق ہے سو اتنی آزادی رحمت خداوندی ہے جو فریقین کے
لئے ممکن ہے۔ اس میں اتنی خوبیاں ہیں جو شماریں نہیں آسکتیں۔

(البلاغ المبين حصہ ۲)

مرزا صاحب قانون داں آدمی ہیں۔ جو کچھ لکھتے ہیں موالت کے کاٹھ پر
تپ توں کر لکھتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے بڑھاپنے کی وجہ سے عقل ماری گئی ہے اور خود اپنی

بات سمجھنے سے عاری ہو چکے ہیں۔ دامنی اور عارضی نکاح کا مقابلہ کیا اور اس کی خوبیں
بس خود بی بھولیں یہ نہیں لکھا کہ ہمارے باپ دادا کی بھی سمجھنے سے بعد تھیں ہم کیا لمحیں مگر
چونکہ ہمارا لذت بینا نے والے شیعہ پیشوں عیار اسلام بن سب احرام کاری کے ذریعہ
اسلام کو بد نام کرنا چاہتے تھے ہم وہ سب خوبیاں فرشتوں کے پیدا اور گناہوں کے
معاف ہوئے کی مانند پر محروم ہیں۔ بہر حال اگر اس بحث سے راضی تھیں تو مذمۇم ہیں
تو ہمیں کیا احتراض ہو سکتا ہے۔ خدا انھیں مبارک کرے۔ وہ سب اپنے دامنی نکاح
عارضی کر کے اپنی بیویاں بدل ڈالیں۔ مگر بیچارے غرکی جان کو کیوں روئے ہیں۔
اس نے جس کوئی کیا وہ جانیں اور ان کا کام جانے تھیں اس سے کیا مطلب ہے۔
آغا صاحب نے دامنی اور عارضی نکاح کا مقابلہ کیا اور دامنی نکاح کی خرابیاں
بتلادیں کہ طلاق کہدیتے سے عورت گھر سے باہر ہو جاتی ہے اور شوہر پر گوئی ذمہ داری
باتی نہیں رہتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آغا صاحب نے دامنی نکاح دیکھا ہی نہیں ہے
نہ ان کے خاندان میں کسی نے دامنی نکاح کیا ہے نہ ان کو میر آیا۔ درستہ دامنی نکاح والے
طلاق میں جو دشواریاں جھوٹ کرتے ہیں ان سے انکار نہ کرتے۔ ان کے زمانہ مددالت
میں بھی شاید ان نفقت کے مقصے نہیں آئے۔ اور آئے تو انہوں نے عارضی نکاح کے
اصول پر فیصل فرما دیتے ہوں گے۔ افسوس جس قوم کو ایسے شمشنجھل جائیں کہتنی
بیگنہ عورتوں کو اس چاہل مششنجھنے زان نفقت اور بہر کے حقوق سے غرورم کیا گواگا
البتہ متعہ کے فوائد جھیں لکھا ہیں ہے بے انتہا بھختا ہے۔ اس کے سو اکی
ہو سکتے ہیں۔ وہ کہتا ہے متوجہ عورت کو کتنا بھروسے یعنی خود اعتمادی ہوتی ہے۔
جانشی ہے کہ لیک رات تھمارے ساتھ بسر کرے گی۔ مجھ کو تم اس کا ہر دو گے جو
زمانہ مددت کا کفیل ہو گا یعنی ۵۳ دن کا خرچ۔ کچھ تھفتے تھا لف بھی دو گے۔ کچھ کہٹے
دینے ہوں گے کچھ مٹھائی ساتھ کرو گے۔ وہ سب لیکر خوشی خوشی اپنے ماں باپ کے
پاس جائیں۔ روپیہ باپ کے مانگ میں برکتے گی۔ کبڑے ماں کو فرے گی۔ بھائی بھنوں کو
مٹھائی کھلائے گی۔ محلہ کی لڑکائیں جمع ہوں گی۔ جتنے سنے گا۔ جھریت خیر ملا ہو گی۔
بسا ک سلامت ہو گی۔ اور پسنتا لیں دت گزر ہائیں گھلتے آئی دلنے
کی تلاش شروع ہوئی۔ شکار دھونڈا جائے گا کہ پھر جید منہ اور جشن ہوں یہ مزے

دائمی نکاح میں کہاں۔ وہاں تو ایک دفعہ جا پہتے تو عمر بھر کی حیثی ہو گئی۔ قیدیں جو موڑا ایک ہی کی روکی سو کھی کھاؤ اور مر کے گھر سے نکلو۔

اس بے حیات کے بعد عجی آغا صاحب کے پاس بہت کچھ کہنے کو موجود ہے آپ مرد اور عورت کے حقوق پر بھی فلسفہ بن جاؤ سکتے ہیں۔ لمحتے ہیں۔

مرد کا حق ہے کہ عورت پر حکومت کرے۔ لہذا عورت کی زندگی محفوظ رہے گئے ہوں چاہیے۔ مرد اس سے گرفتار ہو اٹھا سکتا ہے۔ فرآن کہتا ہے لیکن، الحمد للہ، یعنی مرد کو عورت سے نکین حاصل ہوتی ہے۔ دہ آدمی جس کو نکین یعنی حاصل نہ ہو۔ بہروقت پر گزندہ خیال در پریشان ہے۔ اور دنیا کا کوئی کام نہ کر سکے گا۔

(السلع المیں ۵۲۸)

ہماری بھروسیں نہیں آتا کہ رشیہ فرقے سے حملہ کا اتنا کام ہے کہ وہ یعنی نعمیات بھی نہیں بھروس کر سکتے۔ کوئی چند بے رابطہ باتیں اماں کے حوالے سے لکھدے تو اسے بڑا کارنامہ سمجھ لیتے ہیں۔ یہاں آغا صاحب کہتے ہیں۔ عورت کی زندگی کا مقصد صرف مردوں کی نیکی ہے اُنہیں چاہیئے کہ بجائے ایک کی ہر رہبنتے کے خرد کو خود رہنزوں کے نئے دفن کر دیں جس کا دل کام میں نہ لگے اُس کے یا سو بچہ جائیں تو ہم گھے لکھتے ہیں۔

نکاح کی غرض دغایتی دی ہے۔ لور تھیں بھی بھی غرضِ دلنشیز ہے سفر ہیں گئے یا تو زنا کرو۔ یا خیالات پر اگذہ سے لپیٹنے تھیں خراب کرو۔ یا جان کر کے طلاق کی ناخوشگواری پیدا کرو۔ (البلاغ المیں ۵۲۹)

بعض باتیں آغا صاحب کی بڑی دل نگتی ہوتی ہیں۔ دورے پر جاتے ہوں۔ خیالات پریشان رہتے ہوں۔ یہ کام میں بھی دلگتتا ہو گا۔ اس نے مذکورہ اللہ تجویگے اور دوسرے دن سکون سے فیصلہ کرنے ہوں گے۔ اب شش چھ ماہی کی عدل گسترش سے کیا آپ اتنی بھی توقع نہیں رکھتے کہ گھر میں اعزازت دے جاتے ہوں۔ مگر ان کے بھی خیالات پریشان ہیں اور گھر کے کام کا حق میں دل نہ لگے تو پھری سے کوئی منہما یا چراہی یا کوئی قیدی ہی بُلا لیں۔ اور بھر قیدی بر رحم کرنا تو انگریز بھی بتا گئے ہیں۔ یہ نواب کا کام ہے۔

مردا صاحب کو قانون اور فلسفہ پر تو غور تھا ہی۔ آپ کو یہ رہت ہو گی کہ ملک طب میں بھی آپ

پڑھوں ای رکھتے ہیں چنانچہ ممکن کے طبقی غاوی بھی بتلاتے ہیں۔

مُمکن کے طبقی فوائد | بڑھاپے نیما و دکو عورت کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔

اور خصوصاً کم تک عورت کی۔ لوگ اس بات کا نہ اق اڑلتے ہیں۔ یہ ضعیف العمراء میں پڑھم ہے کیونکہ انکی خوبیں حرص پر جھوٹ بیس کی جائیں۔ بلکہ طبعی رفتاری ہوتی ہے۔ اندر سے ان کا سارا جسم جوان خون اور طاقتور خون درجارت فریزی سے مل کر اپنی مکروہی کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ طبیعت اصول ہے۔ اگر مرد میں عقلِ سیم باتی ہے اور وہ کم میں عورت کا استعمال دو دو کے طور پر پیش و عشرت کے لئے نہیں کرتا چاہتا ہے تو یہ نسبتی بھی خطا نہیں کرے گا۔ ممکن کرلو۔ تھوڑے عرصے کے لئے تم اس دعا کو استعمال کر دیجئے اس کو جھوٹ دو۔

مگر اقوس یہ کہ حضرت عمر نے کسی غلط بندگی محدود عقل کا استعمال کیا ہے ساس سے اسلام بس کی دینا ہو گیا جتنا دیگر مالکیں ہے۔
(البلاع المبنی۔ حصہ دوم ص ۵۳)

بڑھاپے ہیں جوان خون کی ضرورت ہوتی ہے اس نے آفاجی ممکن کا نسبت تشخیص فراہم ہے جسے روایتی آغا صاحب کی دپسندی سے رجوع کرے یعنی ہے کہ تازہ خون کا کافی اسٹاک جمع کر رکھا ہو گا۔ جب ہی تو اتنی تشبیر ہو رہی ہے۔

یکسیں باطلیں یہ خیال نہ کریں کہ اس فرقے کی بے حیاتی یہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ہے پہلے اسلام کو بد نام کرنے والا مفسدہ انگریز ہم ب بننے والے یہودی ایرانی اور عراقی اپنے نہش کو کاپیا بنا لے گئے دلیل سے ذیل حرکت کرنے پرستے ہوئے تھے۔ نہ صرف جااث آبیز حد مشین بنا میں بلکہ سر طرح کی برائیاں اماموں اور مخصوصوں کے سرخوپ دی ہیں جن کو پڑھ کر شرم سے سرچک جاتا ہے مگر یہ جاہل شید محسن خلفاء کو ذیل کرنے پر نہایں بجا تھے میں اور لپتے اماموں کی توہین محسوس نہیں کرتے۔

ایک حدیث دیکھئے جس میں (لنفل کفر کفر نیاش) رسول اللہ اور حضرت علی کو ممکن کرنے دکھایا گیا ہے اور کیجھ تھیں کہ ممکن کی اہمیت کے لئے یہ حدیث اور اس سے متعلقہ روایتیں یہاں کرنے میں رسول اور علی کی توہین نہیں ہوتی۔

وسائل الشیعہ ایوب المقربین ہے۔ پوچھا جناب صادق علیہ السلام

سے کہ جناب رسول خدا نے مجھ کیا تھا۔ فرمایا جائیں کیا تھا۔ اور ابن بابویہ
نے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین نے ایک عورت قبیلہ ایشی بخش سے

ستہ کیا تھا۔ (اصلاح الرسود ص ۱۴۲)

پوچھا جان کی ناپاک کتابوں کے مطابع سے پتہ چلتا ہے کہ منفکے جواز کے لئے
رکیک سے رکیک روایات اور مخصوصین اور امام زادیوں سے منسوب کرتے انھیں علام
نہیں آتی۔ یہاں چند شایس پیش کرنا بے محل ڈھونڈ کر۔

حضرت علی کے منتعہ کا قصہ | ایک شب کو عرب نے علی مرتضیؑ کو اپنے گھر بلایا۔
جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہیں سورج بنے
کو کیا۔ پس علی مرتضیؑ نے وہیں آرام کیا، مسکن کو غیر گھرستے باہر آیا تو بطور تمدنی
علی مرتضیؑ کو کہنے لگا کہ آپ تو زمانے تھے کہ مومن کو مناسب نہیں کہ اپنے
شہر میں بغیر عورت کے ہو دشیب بس رکرے۔

پس فرمایا علی مرتضیؑ نے میرے بھروسے جلد رجسٹر کا تھیں کہاں سے علم جو۔
تحقیقیں نے آج شب کو تھاری فلاں بہن سے مُنتکب کیا۔

پس عمر کو اس واقعہ سے جو قلق اور خوف حاصل ہوئی اس کو خفی رکھا
اس وقت تک کہ ان کو منتعہ کی حرمت کی قدرت حاصل ہوئی پس تعمیر نہیں
حرام کر دیا۔ (ستواید الصادقین حجکم سید احمد الموسوی ص ۹۳) بخواہ اللہ الراز
نعمانیہ نور طہارت دصلوہ ص ۱۳۳

مولف حجکم صاحب اس پر تھردہ فرماتے ہیں۔ اس حکایت سے دو ہاتون کا
پتہ چلتا ہے اذل یہ کہ دفعہ عخلافت ابو بکر سے پہنچے کا ہے۔ گیوں کہ عخلافت ابو بکر برائے نام تھی
وہ حقیقت اس وقت بھی خلافت عمر ہی تھی۔ در نور اس سعد کو بینڈ کر دیتا پس معلوم ہوا
کہ نماز رسول خدا کی حیات کا تھا۔ جبکہ عمر کی ایسے امور میں دال نہ گفتی تھی۔

دوسری یہ قلق بطور دراثت عمر کے مریدوں میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ مریدان عمر نے
بھی بغرض مرتضع حضرت رسول خدا کی اس سنت اور اس کے عامل علی مرتضیؑ سے غرفت اور
بعض پیدا کر لیا تھی کہ اس بعض خاص کی وجہ سے بہ نیت حقارت علی مرتضیؑ کا حاج اُم کلثوم

بنت علی با عمر راشا گیا۔ وہ نہ جس لتم کلشوم کا غیر کے ساتھ نکل ہوا وہ ام کلشوم دفتر ابوگر
تھی۔
(شواید انصار قرآن)

اللهم صلی اللہ علی محدث سچان اللہ صرفت علی رضقی اکی نسبت میں اس سے عذر
کا نامہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ غیر کے ساتھ جو کوئی ہوا وہ شیعوں کو میاڑ کر جناب میر
نے جس طرح حقیقتی اور اکیا ہے اس کا جواب نہیں۔ ملا قیمیہ اس واقعہ سے جناب امیر کی
توہین نہیں بلکہ تعریف مقصود ہے۔ کسی نے حق کہا ہے نادان دوست سے داتا دھن بھلا۔

انہوں نے حضرت علی خود اپنے ذہبی دوستوں کے ہاتھوں رسما ہو رہے ہیں۔

اس کذب کو یہی معلوم نہیں کہ حضرت ابویکہ العدیتیؑ نے یہ صاحبزادی ام کلشوم آپ کی
وقات کے حنفیہ بعد میں پیدا ہوئیں تھیں اور حضرت علی کی صاحبزادی ام کلشوم سے
حضرت عز فاروق کا نکاح مکمل ہے میں ہو اخفا۔ جب حضرت علی گی یعنی ام کلشوم کی ہنر بارہ تیرہ
برس کی تھی جبکہ اس وقت کی عرب موسائی میں لڑکی کا نکاح بالعموم نو دس سال کی عمر میں ہو گا تھا۔

حضرت بی بی سکیسہ کا متعہ | ایک دریشی گفتا ہے کہ میری دفتر علم نے میرے
پاس کہلا بیجا اور وہ بیت الدار تھی کہ تمہارے

بیو کو جو سے کہتے لوگ درخواست نکال کی کرتے ہیں مگر می راضی نہیں ہوتی۔

میں نے تریتب رفت کے دردوں کی جانب تھیا رے پاس کھلاؤایا ہے مگر
میں نے گفتا ہے کہ متعہ کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور سنت
رسول اسیں باری ہے لیکن زفر نے اس کو حرام کیا۔

پس میں چاہتی ہوں کو اطاعت خدا اور رسول گرعل اور عصیت
رفرگروں بین تم بھرم سے متوجہ کر دیں۔ میں نے کہا کہ میں بعد مشورہ لام
علی اسلام حواب دیجے۔ پس میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ اور حال بیان
کیا۔ حضرت نے کہا اخدا تم دو لذیں تو رج پر درود دیجیے گے۔

(اصلاح الرسم ص ۱۴۲)

حاشیہ پر ایک لذت ہے زفرت مراد ثانی ہے۔ یو ج تقدیر اس طرح لکھتا ہے۔
یعنی قلیعہ نانی سیدنا حضرت عربن الخطابؓ کی مدد حکمی اتنا ٹر اذاب
خواہ ہے کہ ایک قریشی سورت اپنی عزت میں عصت۔ عفت حقی کیتی

جماعی صرف اس لئے بجا کرنے پر تھی ہوئی ہے کہ عذر کی روح کو صدمہ نہیں
جائے۔ اور ہر رات کو ایک نیا تحدیکی بیان کوئی نہ ملائے تو اپنے پچاڑ بھائی
کو بُلا بھجا وہ پچارو گھبرا کر امام دقت کے پاس پہنچا۔ انہوں نے ڈھاریں
بندھائی اور تین دلائیا کہ یہ کام اتنا بتیر کہے کہ جب تم دو ہوں مشغول
ہو گے (لغوہ باشہ) اللہ ہیاں باہر ہیتے درود پڑھا کریں گے اور کسی کو
آئے نہ دیتے۔ اور ایسی حفاظت کے باوجود دخوف کا یہ حال تھا کہ عذر کو
زفر کھنا پڑتا تھا تاکہ اگر فست نہ ہو سکے۔

آپ کو یہ معلوم کر کے چرت ہو گئے کہ واقعہ حضرت بنی سکینہ و قصر حضرت
حین سے (جن کا نام رافضی گلی گلی کوپی کوپے پکارتے پھر تھے ہیں) منسوب کیا گیا ہے
یہ سے بعض مستشرقین نے بھی شیعہ کتب کے حوالے نقل کیا ہے۔ جو سماں مشرافت کی انتہا
ہے۔ چنانچہ جسی تاریخ ملت عربی میں لکھتا ہے۔

سیدہ سکینہ کا گھر ایک میلوں تھا۔ جہاں شعراً و فقیہا کے جمیع رہتے
ادرالملکہ خانہ کی بذل بخی اور حاضر جوانی کی بد دلت بخی بے لطفی نہ ہونے
پانی انھیں اپنی عالی نسبی اور اپنی بیوی کے حسن پر بڑا تاز تھا۔ انہوں نے
باؤں کو گوندھنے کی ایک خاص وضع ایجاد کی تھی جو طرہ سکینہ کے نام سے
مشہور تھی۔ غلیظہ جسون عبدالعزیز نے اس کو عام ہونے سے روک دیا۔
آن کے ایک بھائی نے سکینہ سے بھائی کے بغیر تھاں کیا تھا۔ اس کے بعد
یہکے بعد دیگر سے جس قدر طلبگار دل سے وہ تھوڑی یا زیادہ مدت کے
لئے تھاں کرتی رہیں۔ ان کو انگلیوں پر شمار کرنا مشکل ہے۔ ایک ست کیلواہ
موتوں پر انہوں نے تھاں سے قبل ایسی آزادی کی شرط کر لی جسے وہ
مام میں منجھ کہتے ہیں۔ (بحوالہ کتاب الاغانی ۱۶ ص ۹۷، ۱۷ ص ۲۷)

رسیکھے ایک سنت کو راحی اور جائز کرنے کے لئے ان بد مختوقوں کو کسان
کہاں سے روائیں فراہم کرنا پڑتی ہیں۔ اور کس کس کو ذلیل کرنا پڑتا ہے۔ مولا کو بھیش
ذکار مولوں کو اور نہ امام زادیوں گوشہ کوئی پوچھے تھیں متکہ کہتے کون روکتا ہے۔
تیرہ سو سال سے تھا رے یہاں متکہ جوئے پھٹے آ رہے ہیں۔ عید غدیر منانی جاری ہے۔

لوروز کے مرٹے لوٹے جا رہے ہیں۔ واحد علی شاہ نے تین چار سو متھ کر ڈالے۔ (پیر بخاری)
ایک دالی ریاست نے مجوہ یونکی طرح اپنی سگی بیٹھا تک کوئنچھوڑا۔ (دبار حر اپسود)
یا کسی کی بہن نے متھ کرایا تو کس نے نروک دیا۔

ہمیشہ نے متھ کیا بھائی ہے سرخ رو عید غدیر میں جو ہے بس وہ ہے آباد
پکھ اپنی ناک کی بھی نہیں ان کو جستجو افسر کے حضور بھی جانتے ہیں یہ دھنو
کٹوا کے ناک اور بھی بیباک ہو گئے
غوطہ کتنا فتوں میں کیا پاک ہو گئے

پھر یہ لعن طعن اور مشعر دشیوں کیوں۔ سوائے اس کے کہ اسلام کے خلاف تحریکی
کام روایاں کرنے سے ایسی جی نہیں بھرا ہے۔ ضریبِ تھاری قسمت ہے۔ روڈا لکھا ہے۔
روڈ گے اور روئے ہوئے جہنم رسید ہو جاؤ گے اسلام کامہ تھارے ابجاد کچھ بجاڑ کیے
نہ تھم کچھ کر سکو گے جب تک جناب صاحب العصر کا انتظار نہ چھوڑ دے گے کسی قابض نہ ہو سکے
محمد کا روشن دھونا تو ظاہر ہے رسمی ہے بلکہ شیعوں کا تہوار ہے۔ بقولیکہ :-

شیعوں کے لوگان کی حرم میں عید ہے کھانے کو ہے پلاو۔ تیرگ مزید ہے
دن گھر میں جولہ باجلی یہ بعید ہے رتراق اس زمانے میں انکا یہ زید ہے
شمر بھی شیعوں پر یہ احسان کر گیا
روٹی تو کیا پلاو کا سامان کر گیا۔

ماضی کے سیاسی مناقشات کو جس مقصد سے نہیں رنگ دیا گیا تھا وہ نوت ہو چکا موجودہ
عہد میں تضاد فلافت قائم ہونے کی کوئی صورت ہے اور نہ کسی ہائی و اموی گھرانے میں سیاسی اتفاق
محدود کیا جا سکتا ہے پھر یہ مااضی کے واقعات پر بائے ہائے کرتا محض یہ سو روزے بیجھنیں
ٹوکیا ہے۔ معزو الدعلہ ولیم نے اپنی سیاسی مصلحت سے یہ اتم کی رسم قائم کی تھی اس کے قابلہ
کو ختم ہوئے بھی نوسیریں کی مدت لگ رکھی۔ اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کر تھے رہو۔ مگر یہ گالی
گفتہ تو بند کرو۔ اور میت میں افڑاچ کی آگ نہ بھر کاؤ۔

آخر حرف

بہرائی و قوای تحریک کا بخواہے مستنے نبوت از جزا وار مے ان اور اق میں جو خنقر سالمیۃ
وہم نے پیش کیا ہے اور جا بجا اتشہد کی فقرات میں لکھ دی ہے ہیں وہ اس عرض و مقصد سے کہنا اتفاق
مسلمانوں کو اخذ مطالب بیس آسانی ہو۔ یہ کتاب نہ مناظرے کی ہے اور نہ بھی جوادے کی بلکہ تاظرین
کتاب کو سبائی بزرگان "کی سرمی طور سے سیر کرائی گئی ہے چنانچہ یہ مختصر ساجھا ہے بر عکس
ہندستان نام زنگی کافور" الیاعلیہم "مولف آغا محمد سلطان مرزا ایکم لے۔ ال ال ہی۔ سابق
شیش نجع وحدت شیعہ کا نظر نہ اور بعض دیگر شیعہ مولفین کے مفہوات لا یعنی ہا۔ ہیں نہ شیعہ
معتقدات سے بحث ہے اور زبان کے مذہبی مراسم سے۔ پاکستان ہر شیعہ اپنی تنظیم قائم دولت
اور اخوات سے اعتبار سے صفائی میں ہیں باعتبار تعداد نفوس اقلیتیں۔ لیکن اقلیت کو
یہ حق تو نہیں پہنچا کر اکثریت کے بزرگان دین کی علی الاعلان بدگوئی کریں اُن کی توجیہ و تفہیص ہیں
کہا ہیں شائع کریں اور زادافت مسلمانوں خاص کر دجوانوں کو مگراہ کریں اور اکثریت کی دل آناری
کر کے ملت میں پھوٹ ڈالیں۔ ان کے اس قابل نظر رویہ کے بارے میں ان ہی کے بعض تجوہار
لوگ وقت و وقتاً انبہار بیزاری کرتے رہے ہیں مولف "جادہ اختصار" نے ترتیب کی رسم پر کے بارے
نکھانا تھا کہ:-

" یہ طریقہ جو شیعوں میں رہا اور اتنا کارروائی گیا ہے خود شیعوں کے
تو میں مفاد کے لئے سخت مضر بلکہ ہلاک رہا ہے اور رہے گا اس دل آزاری
کی بد دلت خواہ دہ عمل میں لائی جائے یا ان لائی جائے شیعہ ایسے بن نام ہو چکے
ہیں کہ اہل سنت کی بدگما نی گریز اور میز لازمی و حضرا م اس میں اس میں
ماجح کشیدگی اور بیدگانی کی درست سے خرچین کے درمیان عزاداری کے
متعلق ایک بین تفسیری پیدا ہو گئی اہل سنت میں کم شرک
ہوتی ہیں..... اگر یہ نظر قارئ دیکھا جائے تو اس سے شیعہ مشن کو سخت
خداوندی پہنچ رہا ہے (ص ۱۵۲)

چنانچہ وہ اپنے اہل نہ بہباد کو مشورہ دیتے ہیں اور جس قوی ہوتی ہے یہ نوں فلفل کے

راشدین صلوٰۃ اللہ علیہم کو غاصب اور شکن اہل بیت کہد کر دیتے ہیں : -

"اب تیرہ سو بریس کے بعد واقعات ماضی کے لئے پڑھئے ہائے کارے
کزان بے سودا ورنے نیچے اپنی بیرونیم اپنی قوم سے بادیب رضا کرتے ہیں کہ اگر
آپ سلسلہ خلافت کی پہلی تین ہستیوں کو خلیفہ رسول تسلیم نہیں کرتے تو کیجئے
اگر آپ کے عنینہ میں ان کا ایک مسحت کی حق تعلق کر کے خود اس منصب پر فائز
ہو جانا غامبنا نہ اور ناجائز تعاہدت بھتریوں یہی اگر دہ دشمن اہل بیت تھے اور
آپ ان سے بیزاریوں تو بہتر ہے بیزار رہئے۔ اگر اہل بیت کی تولیٰ کے ساتھ ان
کے دشمنوں میں تبراز لازمی ہے تو اس سے کسی کو انکار نہیں مگر اس تبراز اور بیزاری کو
اپنے دل تک رکھئے اور وہ رکھ کر سیز نتیکے جو آپ کے مدھب کے آپ کے
رسوم عادی کے حق میں بدنام لئن باعث خلافت و تھارت اور موجب نقصان ہو۔

۱۶۴

ہم اسی شیعہ مولیفین کی یہی بیاعث نفت و تھارت حکتوں کا تاریخ پوچھ جھیرا ہے تاکہ مسلمانوں کو
احساس ہو کہ ردِ حج ایران نے چہرہ قاروئی میں مفتر ہو جانے کے بعد سے خیہ ساز شوؤں کا جال پھیل کر
مسلمانوں کے دین و ذہب کو سچ کرنے کے جو یا کھٹک بکھرے تھے وہ آج تک کس روپ میں ملبوہ گر
ہیں۔ سارا ارض اسی اقتدار میں کرنے سے خودی کا یہ پناہ یا ایک شیعہ اوریب و مصنف حسنون نے
ایران کی چو شیعیت کا گڑھ میں خوب سیری ہی کی تھی یعنی مولوی محمد حسین آزاد اپی مشہور تالیف دربار اکبری
یہ شیعیتی اختلاف پر لکھتے ہیں : -

"سنی اور شیعہ کا اختلاف ایک منصب خلافت پر ہے جس کے دامکو آج پچھک کتم تیرہ سو بریس
گزر رکھے ہیں۔ وہ ایک حق تھا کہ سنی بھائی بختے ہیں جنہوں نے لیا حق لیا۔ شیعہ بھائی بختے ہیں کہ نہیں
حق اور دن کا تھا ان کا نہ تھا۔ اگر پوچھیں کہ انہوں نے اپنا حق آپ کیوں نہ لیا یہ جواب یہی دیئے
کہ صبر کیا تو تم لینے والوں سے لیکر اس وقت دلوں کے ہو تو نہیں لینے والے موجود ہیں؟
نہیں۔ طرفیں میں سے کوئی ہے؟ نہیں۔ اچاہج یہ صورت ہے تو آج ۱۲ سو بریس کے بعد اس
معاملہ کو اس قدر طویل دینا کہ قوم میں ایک فادعی علم کھڑا ہو جائے، اُن چلتے ہوں تو بذریعہ میں
دوستان ہوں تو دشمنیاں ہو جائیں۔ دنبالہ جو مزید اخarrت ہے اس کا دقت کا رہائے بغیر
سے بہٹ کی جھگڑے میں جائیں گے، قوم کی اتحادی قوت لوٹ کر چند دور چند نقصانات لگائے ہو جائیں۔

یہ کیا ضرور ہے! بہت خوب، تم ہی حق پر سبھی لیکن انھوں نے سکوت اور صبر کیا۔ پس اگر آگر ان کے ہو تو تم بھی صبر اور سکوت ہی کرو۔ زبانی بدل گئی اور بدکلامی کرنی اور بھیسا رون کی طرح فٹا کیا عقل ہے؟ اور کیا انسانیت ہے؟ کیا تہذیب ہے؟ اور کیا حس غلط ہے؟ ۱۳۹ اسوبہ س کے معاملے کی بات ایک بھائی کے سامنے اس طرح کہدی جس سے اس کا دل آذردہ بلکہ جل کر خاک ہو جائے اسی خوبی کیا ہے؟ میرے دوستو! اول ایک ذرا سی بات تھی۔ خدا جلتے کن کن سبھوں سے تلواریں درمیان آکر لا جھوں خون بھہ گئے۔ خراب وہ خون خشک ہو گئے۔ زمانہ کی گردش نے پھاڑوں خاک اور جنگلکوں مٹی ان پر رُدال دی۔ ان جھگڑوں کی ہڈیاں اکھیاں گردش کو تازہ کرنا اپنی باتیں میں فرق ڈالتا کیا ضرور ہے؟ اور دیکھو اس تفرقہ کو تم زبانی باقی نہ بخھو۔ یہ وہ نازک عامل ہے کہ جن کے حق کے لئے تم آج جھگڑے کھڑے کرتے ہو وہ خود سکوت کر گئے۔ تقدیری بات ہے اسلام کے اقبال کو ایک صدم پہنچتا تھا مابوس نصیب ہوا۔ فرق کا تفرقہ ہو گیا۔ ایک کے روپ میں ہو گئے پورا زور تھا آدھا آدھا ہو گیا۔ اور دیکھو تم! ۱۴۰ اسوبہ س کے حق کے لئے آج جھگڑتے ہو ہیں سمجھتے کہ ان جھگڑوں کے تازہ کرنے میں تھاری جمعیت اور میکین فرق میں ہزاروں حصہ اور دل کے حصہ بر باد ہو ستھیں، میں ہوئے کام بگڑتے ہیں۔ روزگار جلتے ہیں، روپیوں سے محتاج ہو جاتے ہیں۔ آیندہ نسلیں لیاقت اور علم و فضل سے خود مزید جاتی ہیں۔ میرے شیعہ بھائی اس کا جواب ضرور دیں گے کہ جوش بخت میں غالفوں کے لئے حرف بد زبان سے کل جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں فقط اتنی بات کا سمجھنا کافی ہے کہ عجیب جوش بخت ہے جو روپ نظیروں میں ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور عجیب دل ہے جو مصلحت کو نہیں سمجھتا۔ ہمارے مقنذاوں نے جو بات نہ کی، ہم کریں اور قوم میں فضاد کا منارہ قائم کریں۔ یہ کیا اطاعت اور پیر دی ہے! محبت تم جانتے ہو کیا ہے؟ ایک اتفاقی پسند ہے تھیں ایک شے بھلی لگتی ہے۔ دوسرے کو بھلی نہیں لگتی اسی طرح بالعکس۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جو پیز تھیں بھائی چھدی ہے؟ سب کو بھائے؟ یہ بات کیوں کریں جعل سکے گی؟ ابو الفضل ہری نے ایک بگڑ کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے کہ یو شخص تھا رے خلاف رست پر چلتا ہے، یا حق پر ہے یا باحق پر ہے، اگر حق پر ہے تو اس اندھہ، ہو کر پیر دی کرو! ناق پر ہے تو یا بخیر ہے یا جاں بوجھ کر چلتا ہے۔ بے جزبے تو اندھا ہے، داجی الرحم ہے؛ اس کا ہاتھ یکڑا جان بوجھ کر چلتا ہے تو ڈر و اور خداست پناہ مانگ۔ غصہ کیا اور جھگڑا ناکا؟

میرے ہاگماں دوستو! میں نے خود کیا اور اکثر دیکھا کہ بے لیاقت شیطان جب حریف کی قیمتی اپنی طاقت سے باہر دیکھتے ہیں تو اپنا چھٹا بڑا ہائیکوئنز ڈال دیتے ہیں کیونکہ ان من فقط دیکھنے اسی نہیں بُرھی بلکہ کیسا ہی بالیاقت حریف ہو، اس کی جمیت ٹوٹ جاتی ہے اور ان شیطانوں کی جمیت بڑھ جاتی ہے۔ دنیا میں ایسے نافہم بے جز بہت ہیں کہ بات تو نہیں کھتھے، خوب کہا نام آیا اور آپ سے باہر ہو گئے چھلا دنیا کے معاملات میں مذہب کا کیا کام؟

ہم سب ایک ہی منزل مقصود کے مانزیں اتفاقاً گزر گا ہ دنیا میں بکھار ہو گئے ہیں، رستے کا ساتھ ہے، بنا بنا یا کار و اوں چلا جاتا ہے۔ اتفاق اور ملسا ری کے ساتھ چلو گے مل جیں کر چلو گے ایک دوسرے کا بوجھ اٹھاتے چلو گے؛ مددِ بدی سے کام ٹبندے چلو گے تو منہج کھینچ راستے کٹ ہی جائیگا۔ اگر ایسا ذکر و گے اور ان چھگڑا لوؤں کے بھارتے تم بھی پیدا گیر گے، تو فھانِ الحادوں کے آپ بھی تکلیف پاؤ گے، ساتھیوں کو بھی تکلیف دو گے، جو مرے کی زندگی خدلے دی ہے پدر مزہ ہو جائے گی۔

ہمیں مندرجہ بالا اقتیاس سے حرث بھرت اتفاق ہے۔ اے کاش پاکستان کے شیعہ اور سیاہی حضرات وقت کی نزاکت اور ملکت خدا داد پاکستان کے غلطیم ترمیفات کے پیش نظر اپنے مذہبی طریقہ برکوئی اور سیو ششم میں مناسب ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں اور ماضی کے اندوہنا کو واقعات سے یہتھ خال کرن۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کریں گے کہ پاکستان کی سالمیت کی خاطر حقیقی الامکان ضمیر و تحمل سے کام میں اینٹ کا جواب پختہ سے دینے کے پیچے ناواقف بھائیوں کے اضافہ معلومات کے لئے بھائیوں کی کیوں کا سعقول دہنڈیں جواب دیں۔ اور چھگڑا لوؤلوؤں اور بیشہ درخیلیوں کے پھیریں تبریز بھارے فویخر و دل دل و دماغ کو دیقا نوی کیا ہیوں سے مغلوب کر کے اصلیہ اسلام چھپگئی گئے کام موجب ہیں، ایسے پاکستان کو بھی ایسے بلند حیات پختہ کے نیہر کی خروجت ہے جو طایت کا طسم چاک کے تاکر خانقاہوں درگاہوں اور امام پاروں کی امہارہ داری چشم ہو گر صحیح اسلام کی اپدی رشتہ سے ہمارے فویخزوں کے دل و دماغ منور ہو سکیں، دماغیلنا الا ابلاغ الہ

عمر احمد صدیقی عشقی عن

کراچی ۴۲ ستمبر ۱۹۶۳ء

۱۰۰ اپشت سے لعنت زدہ نوہ گردی ہیں
واللہ ہم الرام شجاعت سے بری ہیں
اس داغ سے تاریخ کے اوراق ہیں غالی
کی جنگ بھی ہم نے لسانی و خیالی
استاد ہیں ہم فلسفہ مکرو و عاکے
کب شیعہ کا خالص ہے اسلام پر ایمان
قرآن کو ہم کہتے ہیں بازیچہ عثمان
وابستہ ہیں ہم سلسلہ ابن سبیل سے
مہماں جو حمارا ہوا سے زہر کھلادیں
شیبیر کو مقتول کیا ہم نے بلا کے

واتف ہے زمانہ کہ ہم اٹھائیں ہیں
ہر چند تبرے کی ٹلاوت میں جری ہیں
شیعوں نے کبھی جنگ میں تنقیح سنجاہی
ان ہاتھوں نے چھوٹی نہیں شمشیر ہلاکی
ہم اعلیٰ نہیں مر کر دوزم ووفا کے
دھوکے میں ہے جو ہم کو سمجھتا ہے مسلمان
مسلم کا تو ہے لفڑی بھی اپنے لئے بہتان
پچھو وسطہ نبی سے نہ تعلق ہے خدا سے
جس گھر میں امان پائیں اسے آگ لگادیں
دھوکے دیئے حیدر کو ریفوں سے لڑا کے

یہ محبوب خدا اور جناب صدیق
بہلا آپ نے اعلان کیا تھے میں
تھے کہاں اور زمانے کے بدل راست قت
اہل ایران کو ہے آپ سے بعض دیریں
صولت و دبدپ سلطنت فاروقی سے
غزوہ بدر ہو یا جنگ احمد کامران
آج تک گونج مری ہے یہ صدیت حکم
حضرت فاطمہ زبیر اسی میں خوفزدہ
ام کاثرہ کوئی غیر تھیں یا بنتی علیہ
آن سے چو بخفر رکھے این سماں کند
ان سے چو بخفر رکھے وہ نہیں ملہر گئے
تھے ہر اک بات میں اخلاقِ محمد کی شان
یہ چکر لارڈ گرتو ہیں پے حسنِ حق
ہل ہل خور کریں اور حقیقت دھیں
شمس خوش حال رہیں ان کے بھی خواہ تمام
ان کے بد خواہ رہیں سیتمہ زن دھاک بس